

ذالك الكتاب

سيد بشير الدين زمانى يرحمه الله

اسم الکتاب: ذالک الکتاب

تألیف: سید بشیر الدین زمانی یرحمہ اللہ

اشاعت اول: فروری ۱۹۹۷ رمضان ۱۴۱۷

مقام اشاعت: ناظم آباد کراچی

ضروری وضاحت: اس کتاب میں سادہ اردو میں قرآن کریم سے ملنے والے ارشادات اور احکامات کی وضاحت بغیر کسی مسلک یا مکتبہ فکر کے توسط سے کرنے کی ایک ادنی کوشش کی گئی ہے۔ اگر آپ اس کتاب کو آسان پائیں یا اس سے مستفید ہوں تو مصنف مرحوم کے حق میں دعائے مغفرت فرمائیں۔ آمین

مقصد اشاعت: صدقہ جاریہ

قیمت: صفر

نوث: اگر کسی معاملہ میں غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں۔
ان شا اللہ نظر ثانی کی جائے گئی۔

و ما علینا الا البلاغ المبين

سُورَةُ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ

اس کتاب کی سب پہلی جامع سورت ہے جکو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں 'الکِتَابُ أَمُّ الْكِتَابِ' اور 'القرآن' اور 'قرآن العظیم' کے نام سے یاد کیا ہے۔ باری تعالیٰ نے اس کو سورت الثفاؤ کے نام سے پکارا ہے اسکی تعریف سورہ جر ۱۳ میں وَلَقَدْ أَتَيْنَاكَ سَبَعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالقرآن العظیم ۵ یہ سات آیات بار بار دھرانی جانیوالی ہم نے تم کو اے محمد ملکی یہ عطا کی ہیں اور یہ دو بار نازل ہوئیں پہلی بار تو مراجع کے سفر سے پہلے جب اللہ کے فرشتہ جبریل ملکی نے آپ کو خدا کی مہماںی کی دعوت پہنچائی اور اپنے ساتھ آسمانوں پر لیجانے کے لئے سواری لے کر حاضر ہونے تھے اس وقت خدا کے رسول نے پوچھا تھا کہ باری تعالیٰ کے دربار میں پہنچ کر میں کیا کہوں گا؟ تب حضرت جبریل ملکی نے فرمایا آپ اللہ رب العزت کی تعریف بیان فرمائی اس طرح آپ کو یہ سات آیات بطور سپاس نامہ نذر آن پیش کا ہی بندگان عالیٰ کے لئے سکھایا تھا۔ جکو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا۔ آمین۔ دوسری بار اس آیت کو سورہ جر میں وہی کے ذریعہ نازل فرمایا۔ اس سورت کو سورہ الصلوٰۃ بھی کہا جاتا ہے۔ پروردگار عالم نے مراجع کے واپسی پر حضور صلیم کو جو تحفہ پائی اوقات کا عطا فرمایا تھا اس میں اسی سپاسنامہ خداوندی کو شامل فرمادیا کہ اس کو نماز کی ہر رکعت میں ضرور پڑھا جائے بغیر اس کے نماز پوری نہیں ہوگی۔ اللہ کی تعریف و توصیف کے بغیر نہ نماز مکمل ہوگی اور نہ کوئی دنیا کا کام مکمل ہو سکتا ہے۔

اس سورت فاتحۃ الکتاب میں خدا اور بندے کے درمیان تعلق کا پورا فلسفہ صرف سات آیات میں بیان کر دیا گیا ہے۔ جو اپنی جماعت کے ساتھ کافی ہے اور جسمانی و روحانی بیماریوں کا علاج بھی اسلئے اسکو ارافیت اور الواقعۃ بھی کہتے ہیں یہ ایمان کی کنجی بھی ہے اور

قبویت کی استدعا بھی ہے۔ اور سارا قرآن اعظم اسی استدعا کا جواب ہے۔ سورت الفاتحہ الکتاب کے پہلے بسم اللہ کی پوری آیت ہے جو سورہ نمل ۷۲ ویں سورت کی تینوں آیت ہے۔ بسم اللہ اَرْحَمْنَ اَرْحَمِم۔ قرآن الکریم کی نویں سورت تو پہ کے سوا قرآن کی ہر سورت بسم اللہ اَرْحَمْنَ اَرْحَمِم سے شروع ہوگی۔ یہ مسلمانوں کا صنابط حیات ہے اُسکی بُغایادی ضرورت ہے تہر کام اس آیت سے شروع ہونا چاہئے اللہ کے نام سے جو بردارِ حماں لور بہت ہی رحیم ہے اس کے نام سے ابتدا ہونی چاہئے۔ ابتدا کرنا انسان کی کوشش اور بس میں ہے اس کا پایہ مکمل کو کامیابی سے پہنچ جانا یہ صرف اللہ کی مرضی اور اس کے اختیار کی بات ہے۔ بندہ کا بھروسہ اللہ پر اور طمینان اللہ کی مرضی اور منشا پر ہونا چاہئے یہی مسلمان کی تعریف ہی ہے۔

اہل کہ اہل زبان تھے عربی فصاحت و بلاثت و خطابت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ عربی کے الفاظ کے ہیر پھیر معنی و مفہوم سے خوب واقف تھے۔ زمانہ قدیم سے یا پ داداوں سے اللہ کا لفظ سننے آرہے تھے کہ اللہ کا نام ہے اسکو قبول کرنے میں ان کو کوئی تامل نہ تھاگر الٰہ سے پہلے خداوں کی نفی کرنا اس کے ساتھ پہلے لالا جوڑنا ان کو شک و شبہ میں ڈال رہا تھا۔ الوہیت کے معنوں میں پہلے نفی کا مطلب ان کے سارے عقیدے اور معیود ان باطل کو چھوڑ دینا ان کو عقیدے سے نکال دینا نہیں گوارا تھا۔ یہ کلر طبیۃ کلمۃ الحق لالہ الا اللہ ان کے لئے چیلنج تھا اور وہ اس کی ہر قیمت پر مقابلت کرنے آمادہ ہو گئے تھے۔

دوسری طرف وہ وجہ کی پائیں آیاتِ اقراء پر حیرت زده بھی تھے کہ یہ کیا کلام ہے: نظم ہے نہ شاعری ہے اور نہ شعر ہے لیکن اس میں وزن ہے اثر ہے زور بیان ہے نہایت ہی مختصر اور سوروف پوری بات سمجھا دیتا ہے موضوع نہ اور اچھوتا ہے انسان کی حقیقت کو پہلی بار کسی نے اس طرح بیان نہیں کیا اور نہ خالت کا نام کسی نے اس طرح لیا ہے۔ وہ اس کلام کو بار بار پڑھتے اور سر دھنتے اس پر بحث کرتے بالآخر سب نے ملکر یہ فیصلہ دار الدوہ میں دیا کہ۔ "ماکانَ هذَا كلامُ الْبَشَرَ"۔ یہ کسی بندے کا کلام نہیں ہو سکتا آسمانوں سے اُترا ہوا قرآن ہے۔ یہ کہنے ہوئے سبع معلقات کے قصیدے کے کی دیوار سے ہٹا دیئے۔ جب سورہ الکوثر نازل ہوئی تو اللہ کے حبیب نے اُسکی تین آیات لکھوا کر خانہ کعبہ کی دیوار پر لٹکا دیا تھا اللہ کے رسول نے جان لیا تھا کہ عرب اپنے نسب اور انتساب کی خوبیوں کے دل دادا اور اس پر بڑا غرض کر نیوالے تھے لہذا سب سے پہلے انہیں اللہ کی صفات ذات اور اللہ کے اسماء الحسنی سے

روشناس کیا جائے۔

عرب صرف اللہ اور اللہ کے سوا کچھ نہیں جانتے تھے۔ اللہ کے لئے الرحمن کا لفظ پہلی بار صرف انگلی مخدوس میں آیا تھا۔ عرب عیاذیوں کو مشرک سمجھتے تھے کہ انہوں نے ارْحَمَانَ کو اپنا خدا بنایا ہے۔ چنانچہ صلحِ حدُبیٰ کے موقع پر جب حضرت علیؓ نے معابدہ کرنے کے لئے کاغذ پر سب سے پہلے بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لکھا تو قریش بدک گئے انہیں الرحمن اور الرَّحِيم پر اعتراض تباہتے تھے کہ تم بھی مشرک ہو۔ معبودوں باطل کے پوجنے والے ہو۔ اللہ کے ساتھ الرحمن اور الرَّحِيم کو بھی پوجنے یاد کرتے ہو۔ کیا دین اسلام ہے۔ یہاں یہ تحریر نکال دو۔ صرف بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اس کو میانے والے ہیں چنانچہ معابدہ صرف بِسْمِ اللَّهِ سے لکھا گیا۔ قرآن میں فرمایا ہے۔ جب خدا نے الرحمن کو سجدہ کرنے کے لئے ان سے کہا گیا تو کہنے لگے وَمَا الرَّحْمَنُ؟۔ ہم کیی ارْحَمَانَ کو نہیں جانتے اور نہ اسکو سجدہ کریں گے۔ سوائے إِلَّا کے سورہ الحجر کی سیعِ مثافی کا نزول اسی سوال کا جواب تجاویز میں مراجع سے پہلے نازل ہوئی پوری سورت فاتحہ الكتاب کے نام سے بندہ کا خدا سے پورا پورا تعارف کرتی ہے۔ جامِ سورت نصف قرآن کے برابر ہے۔

خدا کی پہچان بہت ضروری تھی۔ دنیا پہلی بار اسماءِ الحنی سے واقف ہوئی نزول قرآن سے پہلے یہودی۔ عیاذی بھی ان ناموں سے صفاتی نام اللہ کے واقف نہ تھے۔ عظمت بزرگی اور بڑائی کا ہر نام سیرے خدا کا ہے۔ اس کے کئی نام، میں جنکی گنتی اور شمار کوئی نہیں کر سکتا قرآن کی ہر چھوٹی اور بڑی سورت کا نزول اللہ کے صفاتی نام سے ہوا کہ اللہ کو متعارف کرایا جائے۔ خدا کے ناموں میں ایک لفظ الوتَّ بھی آیا ہے ایسا عدد ایسی ذات و احمد جس کا کوئی جوڑ۔ ثانی نہیں ہو سکتا اس نام سے خدا کے ۹۹ صفاتی نام پورے ہوتے ہیں۔ اللہ صاحب جلال و جمال بھی ہے اس کے جلالی ناموں میں التجار۔ التجار اس کے جمالی نام الرحمن۔ الرَّحِيم پورا قرآن اللہ کے تعارف سے بھرا ہوا ہے۔ ان ناموں سے قرآن نے انسانی فکر و سوچ کو غور و فکر کرنے کا موقع دیا کہ وہ ایک ان دیکھے ان جانے خدا کا نہیں و تصور ان صفاتی ناموں سے کریں جو اس ساری کائنات کو چلا رہا ہے۔ عقیدہ بالغیث کے لئے یہ ضروری تھا کہ بندہ کو اللہ سے جوڑ دے خدا اور بندہ کا راست تعلق قائم کر دے۔

عقیدہ توحید دین کا بنیادی ستون ہے اسی پر دین اسلام کی عمارت قائم ہے۔ اگر عقیدہ مضبوط اور حکم ہو تو وہ عمل اور ارادے کو مستحرک کرتا ہے۔ اور آگے بڑھتا جاتا ہے

حَمِيدَهُ بِالْغَيْبِ۔ دو باتوں کی نیشان دہی کرتا ہے۔ اللہ کی الْوَهِیْتَ، حَقْیَتَ اور
حَکْمَتَ پر ایمان بالغیت۔ دوسرًا خود انسان کی حاجزی انساری۔ عبودیت نیازمندی اللہ سے
اور اللہ سے اپنا تعلق اور رشتہ صح و شام اٹھتے بیٹھتے قائم رکھنا۔ ان دونوں کے درمیان ایک
کلمۃ الحقؐ کے لالا جوانان کے اندر علم اور یقین اور ایمان لی آبیاری کرتا ہے۔

عرب کی اس وقت کی جاہل قوم و حشی معاشرے کو علم سکھانا اور اللہ کا یقین دلانا سب
سے بڑا کام اللہ کے رسول کے ذمے لایا تھا۔ اس دنیا میں پہلی بار علم و یقین کی اہمیت قوت
کو رُطاقت آشکار ہو رہی تھی۔ ابتدائی وحی کی آیات میں سورہ الرزل ۳۷ و میں سورت کی ابتداء
کی آیات میں فرمایا گیا۔ اَنَا سَتْقِي عَلَيْكَ قُولًا تَقْبِيلًا۔ اے اللہ کے صبیب ہم آج تم پر ایک
مشکل ذمے داری سونپ رہے ہیں اور ایک مشکل ہے۔ یقیناً یہ بہت مشکل کام تھا اللہ کے
رسول کو اس کام کے لئے نبوت کے ابتدائی ایام میں بہت محنت کرنی پڑی تھی۔ بڑے
مصائب و مشکلات کا سامنا رہا تھا۔ یہ سارا زمانہ ۶۱۰ سے ۶۲۳ عیسویں کا تیرہ سالہ تکی زندگی کا
دور ہے۔ اس دور میں جس قدر قرآن نازل ہوا وہ مختصر چھوٹی پچھوٹی سُورتیں اور آیات ہیں جو
کی الْوَهِیْتَ، حَقْیَتَ، حَکْمَتَ اللہ کی توحید اور رسالت کے معنائیں آئے ہیں تاکہ اللہ کی ذات
اور صفات کا صریح تعارف ہو جائے۔

اس سورت کے تین بار پڑھنے کا ثواب پورے قرآن کی تکلوت کے برابر ہے۔ گویا
سورہ فاتحۃ الکتاب قرآن کی ایک تہائی سورت ہے پورے قرآن کا تیسرا حصہ۔ قرآن کی
آیات کی تاویل تفسیر معنی و مطلب خود قرآن ہی اپنی دوسری آیات سے کروتا ہے۔ پہلی
چار صفات خالق۔ رب۔ الرحمن۔ اور الرحیم سارے قرآن میں دلیل اور ثبوت اور مثالوں
سے ہر آیت اور ہر سورت میں تشریع اور تفسیر ملے گی۔ قرآن خود اپنا آپ معلم ہے۔

مالک یوم الدین کی تفسیر قرآن کی ۸۳ و میں سورت الفطار کی آیت ۱۵ سے ۷۱ تک
ملیکی۔ یَنْعَمَتْ عَلَيْکُمْ کی تفسیر قرآن کی ۵ و میں سورت النساء کی آیت ۲۹ میں آتی ہے۔
حَدَّی اللَّقَنِینَ کی تفسیر قرآن کی ۱۵ و میں سورت الداریات کی آیت ۱۵ سے ۱۹ تک آتی ہے۔
جن لوگوں کے دل اللہ کے ڈر و خوف سے لرزتے ہیں اور زرم ہیں انہیں اللہ کے انعامات کی
خوشخبری سنادو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔ زکوہ دیتے ہیں روزے رکھتے
ہیں۔ راتوں کی نیند سے اٹھ کر اللہ سے اپنی مغفرت و بخشش کی دعائیں مانگتے ہیں۔ قرآن پڑھتے
ہیں۔ مغضوب لوگوں کے لئے یہودی۔ عیسائی۔ اہل کتاب والوں کا نام لیا گیا۔ جو دن اسلام

کو قبول نہیں کرتے۔ اپنی اپنی مسُوخ ہوئی الہامی کتابوں پر قائم رہتے ہیں۔ اس کی تحریک
۸۳ ویں سورت المطفین کی آیت ۲۹ سے ۳۲ کی گئی ہے۔

الف۔ لَام۔ شِمْم۔ سے پہلی طویل مدّی سورت البقرہ شروع ہوتی ہے۔ ذالک الكتاب کی تحریک اور تفسیر قرآن کی دوسری سورتوں میں جگہ جگہ آئی ہے۔ سورہ الاعلیٰ کی آخری آیات میں اس کو منسوب کیا گیا ہے۔ صحف ابراہیم اور صحف موسیٰ سے جو منتشر اور اق اور آیات میں تھیں۔ ان سب کو اکٹھا کر کے ان کو کتاب کا نام دیا گیا اور پھر اسکو مجی کے ذریعہ قلب محمد رسول اللہ ﷺ پر انتارا گیا۔ اس کتاب میں دین اسلام کے قوانین بیان کئے گئے۔ جو اصل بنیاد بنتے ہیں۔ محکمات سے یعنی قوانین قدرت اور کائنات جو اللہ کے علم غیب اور حکمت سے ہے۔ امر سے اللہ یہ بِالامر ہے اللہ کے پاس لوح محفوظ میں یہ کتاب لکھ کر رحمدی کی ہے۔ وَعِنْهُ ام الكتاب (سورہ ۱۳ کی آیت ۳۹)۔ یہ قرآن سمجھہ ہے اسکی تصدیق ۵۲ ویں سورہ والطور کی آیت ۳۲ سے ۳۵ تک آئی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَكْمَلُ ذَالِكَ الْكِتَابُ لَرِبِّ الْعَالَمِينَ فِيهِ عِلْمٌ حَدَّى لِلْمُتَّقِينَ

نمبر ۲ سورہ البقرہ۔ (گائے)

سورہ کا آغاز ہی ایمان اور حقیقت ایمان سے ہوتا ہے۔ اعتقاد باللہ۔ ایمان بالغیث سے۔ غیبت وہ ہے جو دکھانی نہیں دستی۔ چھپی ہوئی پوشیدہ۔ اس کو رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا اور سنایا ہے۔ رسول اللہ نے اسکی خبر دی اور ہم نے معلوم کیا اور اس پر یقین کرایا ہے۔ اللہ غیب ہے۔ منظہ ہے۔ چھپا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو اللہ کا تعارف کرایا ہم نے معلوم کرایا اور یقین کرایا۔ اس پر ایمان لئے آئے۔

وَأَنَّ شَيْبَ كَيْ خَبَرُوا مِنْ سَے ہے۔ وہ لوح محفوظ میں تعاوہاں سے وحی کے ذریعے

جبریل ملائکہ ہمارے رسول ﷺ پر تھوڑا تھوڑا لاتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنا وحی کیا گیا کلام سنایا ہم نے سنا۔ اس پر ایمان لے آئے اس پر یقین کامل کیا یہاں عقل خرد کا ہے ہمیں کوئی کام نہیں۔ صرف عقیدہ اور ایمان بالغیب سے کام ہوتا رہتا ہے۔ یہ ایمان بالغیب رکھنے والے مومن ہیں۔ ان میں جو مستقیم پر ہرگز گار خدا کا خوف ڈر دل میں رکھنے والے ہیں ان کے لئے ہدایت ہے۔ نعمت ہے۔ اللہ کا پیغام ہے۔ حقیقت ایمان یہ ہے کہ جو کچھ زبان کچھے دل اس کو یقین کیسا تھا تسلیم کرے جو دل سے یقین نہیں کرتا دل سے تسلیم نہیں کرتا صرف زبان سے اظہار کرتا ہے وہ مومن نہیں ہے وہ منافق ہے۔ دھوکا دیتا ہے۔

ایک مستقیم اور مومن جو ایمان بالغیب رکھتا ہے۔ دل سے اسکی تصدیق کرتا ہے اسکی زندگی کامیاب ہے۔ قرآن ان ہی مستقیم لوگوں کی ہدایت کے لئے نازل کیا گیا۔ ہر عمل کی بندگی عقیدہ ہوتا ہے۔ عقیدہ جس قدر مضبوط اور قوی ہوگا عمل بھی اُسی قدر پکا اور یقینی ہوگا۔ عقیدہ میں عقل و خرد کا داخل بالکل نہیں ہوتا۔ عقل تو چنان پھٹک کرتی ہے۔ دلائل و ثبوت مانگتی ہے۔ تقدیم و تبصرہ کرتی ہے۔ ہر چیز شک و شبہ سے دیکھتی ہے۔ پھر اس کو دلائل سے جانچتی ہے اسکو مختلف طریقوں سے حل کر کے نتائج کی بحکایت کو پرکھتی ہے تب اسکو یقین آتا ہے۔

عقیدہ پابند ہے یقین کا بغیر دیکھے بغیر سوچے سمجھے بغیر کی ثبوت اور دلیل کے بغیر شک و شبہ کے ایمان بالغیب لے آتا ہے۔

ایمان بالغیب یہ ہے کہ خدا کو بغیر دیکھے اس کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ اس کے آگے جھک جاؤ۔ اس کو مجده کرو۔ اس کے آگے ہاتھ پھیلا کر دعا کرو۔ اسکو اپنی حیات کا پورا کرنے والا دعاویں کا سنتے والا دل سے تسلیم کرو۔ یہ ہے تعلیم قرآن کی۔ اقامت الصلوٰۃ۔ اور توازن کوئی۔ اور نظریہ ایمان بالغیب اور یقین آخڑت۔ یہی ایمان بالغیب کا اثر ہے کہ ساری زندگی ذکر الہی سے سرشار رہتی ہے۔ استغفار قلب۔ خشوع و خصوع۔ خوف خدا۔ حضوری قلب۔ چین و سکون اور راحت سب کچھ حاصل ہو جاتی ہے۔ افرادی زندگی میں بھی اور اجتماعی زندگی میں بھی ان سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔

اقام الصلوٰۃ کے بعد دوسرا پہلو انفاق مال کا ہے۔ اپنا پیدا اپنا روپیہ۔ اپنا مال دوسرے حاجتمندوں اور ضرورت مندوں پر اللہ کی خوشبودی کے لئے خرچ کرتے رہنا ہے۔ قد افْلَحَ۔ اس نے فلاج پائی من ترکی۔ جو مستقیم اور پریزگار ہوا۔ ایثار کرنے والا بننا۔ وذکر

اسکم رہے۔ جو اپنے خدا کی حمد۔ ذکر الٰئی میں مشغول رہا۔ فصلی نماز پڑھتا رہا۔ یہی زندگی کا حاصل ہے۔

نظرِ حیات بعد الحدایت کی مثالیں قرآن پیش کرتا ہے۔ اس کی بہترین مثال سورہ بقرہ میں ابرا، یسم ملکهم کی قرآن پیش کرتا ہے۔ ابرا، یسم ملکهم کی ساری زندگی کا حال مختلف سورتوں میں تھوڑا تھوڑا کر کے بیان کیا گیا ہے وہ پہلا مومن بندہ ایمان بالغیب کا بہترین نمونہ ساری انسوں کا نام بناتا کر پیش کیا گیا۔ اعمال کی بغایاد عقیدہ آخرت پر ہے۔ ایر، یسم ملکهم بھی یقین اور شک کی منزلوں سے گذرے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر بار آزمایا۔ ابتدا اور استھان میں ڈالا تھا۔ ابرا، یسم ملکهم کو یقین کامل تھا۔ ابرا، یسم ملکهم کے ایمان بالغیب کو اللہ نے سمجھا۔ اسلام۔ ابرا، یسم نے تمہا اُسلکت۔ یا رب العالمین۔

سورہ بقرہ کی آیت ۲۵۸ میں حضرت ابرا، یسم ملکهم کا بابل کے باڈشاہ نژروود سے مکالمہ کا مال بیان کیا تھا۔ ابرا، یسم ملکهم نے سمجھا کہ اللہ کو قدرت حاصل ہے کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی عطا کرنیوالا ہے۔ یہاں قرآن پورا مثال واقعہ بیان کرتا ہے۔ بنت نصر نے جب فلسطین کی لیست سے ایسٹ بجاوی اور تیس ہزار سنبھی اسرائیلیوں کو قید کر کے اپنے ساتھ بابل لے گیا تھا۔ سنبھی اسرائیل کی مقدس کتابیں بھی جلا دیں۔ ہزاروں آدمی قتل کئے گئے اور آبادیوں کے ویران کھنڈرات باقی رہ گئے تھے۔

ایرانیوں نے بابل والوں پر جب فتح پائی تو انہوں نے وہاں قید تیس ہزار فلسطینیوں کو رہائی دیا اور وہ اپنے اپنے گھروں کو واپس ہوئے۔ اس وقت حضرت عزیز ملکهم کا زمانہ تھا وہ بھی قیدیوں میں شامل تھے۔ جب عزیز ملکهم اس ویران کھنڈرات اور آبادیوں سے گذر رہے تھے تو ان کے دل میں خیال گذرا کہ یہ فلسطین کا شہر کئی سالوں سے آباد رہا تھا اور اب یہ کھنڈرات بن چکا ہے۔ نہیں معلوم کس قدر زمانہ جاہیئے کہ پھر یہ شہر آباد ہوا اور یہاں لوگ بننے لگیں۔ شاید ہی ایسا کبھی ہو۔ حضرت عزیز ملکهم اللہ کے پیغمبر تھے اور انہیں اللہ کی شان رَبُّوْبِیتُ الْوُحْیَتِ کے متعلن شک اور شہر ہوا اور اس بے یقینی کی بات ان کے دل میں کس طرح آگئی۔ اللہ اپنے پیغمبر کو تعلیم دینے کے لئے انہیں اللہ کی قدرت کا کرشمہ دکھانے کے لئے (۲۵۹) آیت میں ایک مردہ شخص کی لاش کو دکھاتا ہے۔ جو بابل کی بنت نصر کے وقت ہاں کی چھت گرنے سے ہلاک ہو کر اس ویرانے میں اسکی بو سیدہ ہڈیاں ڈھانپئے سو کھ کر ریزہ ریزہ ہو چکا تھا۔

دیکھو اس شخص کو مرے ہوئے سو سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ ذرا غور سے دیکھو تم اس کو دوبارہ زندگی عطا کرتے ہیں۔ یہ زندہ ہو چکا ہے۔ ذرا اس سے پوچھو وہ اس چھت کے پیچے کتنا عرصہ دبا پڑا رہا تھا۔ اس شخص نے کہا ایک دن یا اس سے بھی کم وقت حضرت عزیزِ جل جم نے اس کو بتایا کہ تم تو سو سال سے یہاں مردہ حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ اس شخص کو یقین نہیں آیا اللہ نے کہا۔ اس کو بتاؤ کہ یہ تمہارا گدھا بھی تمہارے ساتھ مردہ حالت میں تھا۔ خدا کی قدرت کا کر شر ذرا گدھے کی طرف غور سے دیکھو اور کھٹے ہی دیکھتے گدھے کے مردہ بڈیوں کے ڈھانچے پر گوشت پوت جڑھنے لگا اور گذھا سالم زندہ اللہ کھڑا ہوا۔ اب ذرا تم اپنے ناشتا والی کھانے کے برتن کو کھول کر دیکھو اسمیں وہی کھانا رکھا ہوا ہے جو سو برس پہلے تم کا چکے تھے۔ اور اپنے ساتھ سفر میں لے کر لے گئے تھے۔ بالکل تازہ تازہ تمہارے سامنے ہے۔ اللہ کی قدرت ہر چیز پر حاوی ہے وہ جو جا ہے پیدا کرے جو جا ہے زندہ کرے۔ ۳۶۰ آیت میں اللہ نے ابراہیم کو ایمانِ حکم اور یقین کامل کی زندہ مثالیں دکھائیں۔ اور کہا۔ ابراہیم کوئی جار پرندے زندہ پکڑو۔ اور ان کو ان کی پہاڑی کی چوٹی پر لے جا کر ان پرندوں کو مار ڈالو۔ ان کو رینہ رینہ پروں سے اکھیر اکھیر کر ہوا میں بکرا دو اور چلے آؤ۔ اب دوسرا پہاڑی پر چڑھ کر ان پرندوں کو آواز دو۔ یہ جاروں پرندے جو وہی مردہ تھے وہی زندہ ہو کر تمہارے پاس اڑتے ہوئے آجائیں گے۔ یہ ہے اللہ کی قدرت حیاتِ بعد الموات کی مثال اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

سر گدشت آدم

اللہ تعالیٰ کو اپنی لامست (قرآن مجید) کو لوحِ محفوظ سے زمین پر نازل فرمانا تھا۔ روئے زمین پر کوئی مخلوق اس قابل نہ تھی کہ وہ اس بارِ لامست کو اٹھا سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا۔ جو اس کا خلیفہ ہو گا۔ (آیت ۲۹ سورہ بقرہ)۔

فرشتوں کو حکم ہوا تھا کہ زمین سے مٹی اور پانی لا کر۔ آدم کا پتلہ بناؤ۔ مٹی جو گوندی گئی اور اللہ کے حکم اور منشاء کے مطابق آدم کا خاکی پتلہ تیار ہوا تو خدا نے اس خاکی جسم کے خل کے اندر اس جیسا ایک اور انسانی حیولاً نفس کا تیار کرایا۔ اور پھر اس میں اپنی طرف سے

روح پسندی۔ اور فرشتوں سے کہا کہ یہ صیراً خلیفہ ہو گا۔ تم سب اسکو سجدہ کرو۔ اسکی مکریم اور عزت بڑھاؤ۔ فرشتوں نے خدا کے حکم پر سجدہ کیا۔ فرشتے نہیں جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کیوں پیدا کیا ہے اور خلیفہ کس نے مقرر کیا ہے۔ انہیں شک و شبہ تھا۔ انہوں نے اس کا انہصار بھی کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں سب باتیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اُنیٰ اعلم مَالَ الْحَكْمُونَ ۝ (آیت ۳۰)

شیطان کے پاس بھی علم تھا اس کو بھی شک تھا شہبہ تھا اس نے انسان کو خاکی سمجھ کر خود کو آگ سے تیار ہوا جان کر سجدہ کرنے سے عذر کیا تھا۔ یہ ادا شیطان کی اللہ کو ناپسند ہوئی اور شیطان کو نافرمان لور کافر قرار دیا گیا۔ (آیت ۳۳) سورہ بقرہ۔ آدم اور حوا دونوں جنت میں قیام پذیر رہے۔ اللہ نے دونوں کوتاکید کی تھی کہ جنت کی تمام نعمیں درختوں کے پہل کھاؤ۔ مگر ایک درخت کے پاس ہر گز نہ جانا لور نہ اس کے قریب ہی ہونا۔ اگر ایسا کرو گے تو خدا کے نافرمان ہونگے اور ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ (آیت ۳۵ سورہ بقرہ)۔

شیطان کو آدم اور حوا سے عدالت تھی ان کی وجہ سے وہ جنت سے نکالا گیا تھا۔ اس نے پہلے حوا کو اور پھر آدم کو وسوں میں بٹکایا اور شجر منوعہ کے پاس لا کر درخت کا پھل چکھایا۔ اس کے ساتھ ہی دونوں کی شرم گاہیں جو چھپی ہوئی تھیں۔ ظاہر ہو گئیں اور دونوں جنت کے باغوں کے درختوں کے پتے توڑ توڑ کر لپنی شرمنگاہیں چھپانے لگے یہ متظر فرشتوں نے بھی دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نافرمانی اور جرم کی سزا میں آدم اور حوا کو جنت سے نکال دیا۔ اور فرمایا تم دونوں ایکدوسرے کے دشمن ہوں گے اور تم اب زمین پر اپنا ٹھکانہ بناؤ اور تھہارے لئے ایک مہلت ہے۔ مدت مقرر کردی گئی ہے (آیت ۳۶ بقرہ)۔

آدم نے معافی طلب کی۔ اللہ نے آدم کی غلطی معاف فرمائی اور کہا تم لپنی خصلت میں بہت جلد بھول جانے والے ہوں گے۔ تھہاری ہدایت کے لئے پیغمبروں اور رسولوں کو ہماری طرف سے بھیجا جائیگا۔ تاکہ تھہاری ہدایت اور نصیحت کا کام جاری رہے اور تم گمراہی اور شیطان کے کفر سے بچے رہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سورہ بقرہ کے اختتام پر آدم کو بڑی

جاس و عاصکھانی اور اسی دعا پر اس مدینی طویل سورہ البقرہ کا خاتمه ہوتا ہے۔

رَبَّنَا نَلْكِنَا أَنْفَقْنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْنَا وَأَنْ رَحْمَنَا لَكَوْنَاتَّا مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ رَبَّنَا وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ مَالَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝

احکاماتِ دین

سے وہ البترہ۔ دین کے احکامات بیان کرتی ہے اور ایک نظریہ حیات دہتی ہے۔ جو شفیدہ آخرت کا یقین اور حیات بعد الہمات پر ایمان سکھاتی ہے۔ انسانی روئی میں تبدیلی از خود نہیں پیدا ہوتی تاوقتیکہ اسکی بدلایت اور قلب و ذہن میں کسی ہادی رہنمائی کی تعلیم و تدھیں اس کے ساتھ ساتھ نہ ہو۔ اللہ کے رسول نے پھلا سبق نماز اور صبر کا دیا۔ صبر عبادت کے درجے میں ہے۔ نماز سے تعلق پاندھ قائم رہتا ہے۔ اس طرح دونوں عبادات میں شامل ہیں۔ دنیا کی زندگی شکل اور کشم مرحلہ ہوتا ہے یہ نماز اور صبر کے بغیر نہیں گذاری جاسکتی۔ نماز کے لئے دل کی صفائی پاکیزگی اور خشوع و خضرع کا ہونا ضروری ہے تاکہ دل اللہ کی طرف متوجہ رہے۔

يَقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَ مِنَارِقَنَا هُمْ يَنْفِقُونَ ۝۔ نماز اللہ کا حق ہے یہ عبادت اور مال کا خرچ کرنا بندوں کا مسکین محتاجوں کا حق ہے۔ اللہ نے مومنوں سے وعدے کئے ہیں۔ وعد اللہ حقاً۔ اللہ کے سب وعدے ادھار آتیوالی زندگی میں آخرت میں ضرور پورے کئے جائیں گے۔ شیطان کے وعدے آج کے نقد کل کے ادھار سے بہتر کر کے وہ لوگوں کے سامنے پیش کرتا رہتا ہے۔ یعنی ابھی چوری کرو۔ ڈاکہ ڈالو ر قم روپیہ مال دولت ابھی ملیگی۔ زنا کرو۔ لطف اور مزہ ابھی اسی وقت ملیگا۔ وہ لوگ جو دین ایمان بالکل نہیں جانتے شیطان کے وعدوں پر یقین اور عمل کر کے حزب الشیطان میں جاتے ہیں۔ انسان بڑا خود غرض اور خود پرست کوتاہ اندیش ہے حرص نفس کے لئے میں چلتا رہتا ہے۔ اللہ کا وعدہ ایمان اور یقین آخرت پر حیات بعد الہمات کی دوسرا زندگی میں پورا ہونیوالا ہے۔

تحویل قبلہ

تبدیلی نبوت اور امامت کا اعلان تحویل قبلہ تھا۔ ابراہیم ملکتم کی امامت کی تجدید و عہدہ کا اقرار تھا۔ تحویل قبلہ دنیٰ حکم ہی تھا۔ اور دین اور دنیا کے لئے قیامت تک کے لئے ایک بات کھول کر صاف صاف بلا دیگر کسی تھی کہ یہ ساری زمین یہ ساری کائنات لوگوں کے لئے پھیلاؤی کتی ہے اور انسان کو زمین کا دارث بنادیا گیا ہے۔ اسکی ذات کی خاص جگہ وطن۔

قبلہ سے والستہ نہیں ہے۔ وہ جہاں جانے جس طرف جائے اپنا منہ مسجد حرام کی طرف موڑ لے وہ صیغہ ست اور صیغہ راستے پر ہو گا۔

وَمِنْ حِجَّةِ خَرْجَتْ فَوَلَّ دِبْكَ شَطَرَ الْمَسْجِدِ الرَّامِ وَحِجَّتْ مَا كُنْتُمْ قَوْلُوْدَ جَوْ حَكْمُ شَطَرَهُ^۰

عرب اور عجم کا کوئی جگہ نہیں ہے۔ عرب غیر عرب کا فلسطین کا کوئی فرق نہیں ہے۔ جو فرق نامہ قدیم سے چلا آ رہا تھا۔ بلکہ حضرت اسحاق و اسماعیل کے باپ حضرت ابراہیم بنی ایم نے تو کعبہ کو مرکز عبادت بنایا تا جہاں خدا کا پہلا گھر بنایا گیا تا اسکو داؤد و ملیمان بنی ایم کے وقت سے بدل دیا گیا تھا۔ جب وہاں ہیکل داؤدی اور ہیکل سلیمانی تعمیر کئے تو اسکو مقدس اور محترم بنایا گیا تھا۔ اور دین کو کعبہ ہے باہر کر دیا اور فلسطین کو اپنے نئے منصوص بنایا گیا تھا۔ خدا کا دین قصارے عالموں کا دین سب کے لئے کھلا ہوا ہے۔ جو لوگ خود کو کعبہ سے باہر خیال کرتے تھے ان کو خبر کر دو کہ وہ ہمیشہ سے کعبہ کے اندر تھے اور اندر رہے ہیں۔ اب نہ عرب عرب رہا۔ نہ فلسطین فلسطینی۔ سب ایک مسلم کے نام سے پکارے جائیں گے۔ فرق سب مٹا دیا گیا۔ سترہ ماہ بعد فیصلہ آیا کہ اپنا منہ جہاں کھیں ہوں کعبۃ اللہ کی طرف کرلو۔ اسی ست منہ پسیز کر اللہ کی عبادت کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ ہر جگہ ہے یہ ساری زمین اللہ کی ہے اور مومن اس زمین کے وارث بنادیے گئے ہیں۔ حب و نب کا۔ خاندان کا۔ گورے کا لے کا سب کافری مٹا دیا گیا ہے۔ سب برادر کے شریک بنادیے گئے ہیں۔ سب کا معبد ایک ہے سب کا آخری رسول ایک ہے۔ اس کے بعد کوئی نبی اسی دنیا میں نہیں آنسیوالا۔ سب اسی نبی کی امتناب اور پیروی کریں گے اسی کا "اسوہ حسن" اپنا میں گے۔ ایک خدا کے آگے جمع جائیں گے۔ دنیا جہاں میں جہاں بھی ہوں جب بلند میnarوں سے مسجدوں کی اذان کی آوازیں سُنائی دے تو اپنا سب کام کاروبار دنیا چھوڑ دو۔ کوارڈ بند کر کے اس آواز کی طرف لپکو۔ دورو۔ کھیں تمہاری نماز کی تکبیر اولیٰ نہ چھوٹ جائے اور نماز کی رکعتیں نہ کم ہو جائیں اور نماز کم ہو جائے۔ تم سے اس بارے میں ضرور پوچھا جانیوالا ہے کہ اتنی دیر کیوں لگادی کئی۔ کیا اللہ کا حکم اسکی اطاعت تم پر فرض اولیٰ نہیں ہے؟۔ اذان کی آواز نہیں آتی تو نماز کا وقت تو دن کے پانچ اوقات میں مقرر ہے اپنے اوقات نماز کو وقت کی پابندی کے ساتھ پانچ وقوف میں ادا کرو۔ نماز خدا کے آگے اظہار بندگی نیازمندی کا عاجزی و انکساری کا اللہ سے رشتہ و تعلق قائم رکھنے کا ایک ملسل عمل ہے۔ جو چلتی رہتی سانوں حکم کر کے خواض سر تمدن گاہ سے عانست کر لے۔ اگر گئے فتنے کی حجہ مٹے افسوس گا۔

بے۔ وَاعْبُدْ حَتَّىٰ يَأْتِكَ الْيَقِينُ ۝ سورہ جم کی آخری آیت۔ نماز اُس وقت تک پڑھنے رہنا جب تک موت کا یقین نہ آجائے۔

نماز پڑھنے کے لئے مسجدیں ضروری نہیں ہیں، نماز ضروری ہے۔ مسجد میں ڈھونڈنے سے بہتر نماز کا پابندی سے پڑھنا ضروری ہے۔ اور گھر والوں کو ٹھیکنے کو نماز کا پابند بنانا ہے۔ اور بچوں کو وصیت کرنا ہے کہ نماز کی پابندی رکھیں۔ سورہ قہان میں ایک پاپ کے ذمے فرض قرار دیا گیا کہ یہی کو نصیحت و ہدایت کرے کہ شرک نہ کرنے غیر اللہ کے آگے نہ جکے اور نہ کسی کی سفارش اور وسیلہ تلاش کرے خود کا اللہ سے راست تعلق جوڑے اللہ کو دن کے پانچ اوقات میں یاد کرے اسی رشتہ استوار رکھے اسکو کسی حالت میں نہ بھوٹے۔

امَّتٌ اوَسْطَ کا لقب

سورہ البقرہ کی آیت ۱۳۲ میں نبوت اور رسالت کی علامتی تبلیغ کے ساتھ ہی مسلمانوں کو امت اوسط کے لقب سے نوازا گیا ہے۔ لفظ خیر امۃ وَکُذَالِکَ جَعَلْنَاكُمْ اهْمَّةً وَسَطَا لَكُمْ نُوْشَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۝ سورہ المؤمنون ۲۳ ویں سورت میں لقب پانے والوں کی صفات بتائی گئی ہیں۔ اس کے بر عکس سورہ المافقون سورت ۶۳ میں دین میں خلل ڈالنے والوں کے قیز و فساد پیدا کرنے والوں کا ذکر آیا ہے۔

مطالعہ قرآن سے فیض و اکتساب کرنے والوں نے اپنے علم سے اور عمل سے دین و ایمان کی روشنی سے قلب و ذہن کی ہدایت سے جس قدر فائدہ اٹھایا ان کے درجے اور مقامات الگ الگ قرآن نے کر دیئے ہیں جو زیادہ مستحکم ہے۔ پھر یہ بگار و ارفع و اعلیٰ ہو گا دنیا کی خلاف اور نیابت اُس کے حوالے کر دی جائیگی۔ (سورہ الانعام کی آیت ۱۶۵) پہلی شرط حکم کا حاصل کرنا دوسرا فشرط حق اور باطل میں تیزی کرنا ہے۔ حلال سے جائز سے زندگی کو پاک و صاف رکھنا ہے۔

قرآن نور ایمان و ہدایت اور نصیحت کا خزانہ ہے۔ ہر شخص اپنی فلتر اور ظرف کے مطابق اسکو حاصل کرتا ہے۔ اپنی آخرت سنوارتا ہے۔ قرآن کی تائید ہے وَاعْبُدْ حَتَّىٰ يَأْتِكَ الْيَقِينُ ۝۔ خدا کی بندگی اور عبادت آخری سانس تک کرتے رہو۔ اخلاص کے ساتھ جو طریقہ اللہ کے رسول نے سکھایا اور بتایا ہے اس کے مطابق بن جاؤ تاکہ تم اللہ کے قریب تر ہو جاؤ۔

اور عرفانِ الٰئمی سے مل جاؤ اسکو کائنات میں حقیقتوں کا مشاہدہ کرنے لگو گے۔ خدا کا جلال اور جمال دونوں کم پر ظاہر ہونے لگیں گے۔ جو شخص اللہ سے ظاہر میں اور باطن میں ڈرتا رہیگا خدا اس کے ہر کام میں آسانیاں پیدا کر دیگا۔ یہ اللہ کا امر ہے قانون فطرت ہے۔ سورہ طلاق میں ارشاد ہے وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يُجْعَلَ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يَسِيرًا ذَلِكَ أَمْرُ اللَّهِ۝۔ مومن کے لئے صرف ایک سہارا خدا کا حبیبِ اللہ تعمیمِ الوکیل و نعم المولود نعم النصیر۔ اللہ کا ذکر اللہ کی یاد کلہ خیر ہر وقت زبان پر رہے اپنے لئے اپنے دشمنوں کے لئے غیروں کے لئے بھی دعائیں کرو اور دعائیں دو۔ تم امت خیر کے فرزند بنائے گئے ہو تم سے ہر وقت خیر ہی خیر جاری رہنا چاہئے۔ دعا دینے رہو۔ دعائیں لیتے رہو۔ قرآن ایک مکمل ثبوت نما اور ترتیب عمل، صلح و ستور العمل دینا ہے حقوقِ اللہ اور حقوق العباد ادا کرتے رہو۔ اللہ کا قرب حاصل ہو جائے گا۔

فرعون کے مظالم جب زیادہ ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کی جبر و شدت سے نکلنے کے لئے حکم دیا کہ اپنے اپنے گھروں میں نماز کے مصلیے بچائیں اور خدا کا نام اس کا ذکر و تسبیح زیادہ کریں۔ بنی اسرائیل نے نماز کی رسمت قبلہ کعبۃ اللہ کی جگہ بیت المقدس کو بنایا اس لئے کہ حضرت داؤد و سليمان عليهم السلام کے دور میں حیکل داؤدی اور سليمانی انہوں نے تعمیر کرنے تھے۔ عبادت کرنے کے لئے اس لئے اسی کو انہوں نے بھی اپنا قبلہ بنایا تھا۔ (سورہ یونس کی آیت ۸۷)

کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کو جب نماز کا حکم ملا تو آپ نے روایتی طور پر بیت المقدس ہی کو سست قبلہ بنایا کہ اس طرف نماز پڑھنے لگے تھے مگر دل میں یہ بات محکم تھی کہ مکہ تو ابراہیم ﷺ کا بنایا ہوا قبلہ اول ہے اسکو چھوڑ کر ہم کس لئے بیت المقدس کی طرف من کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ چنانچہ آپ بار بار آسمان کی طرف نظر میں اشاعت کر اپنے دل کی بات کی لیکن جانتے تھے۔ اس کا ذکر قرآن سناتا ہے۔

اللہ کے رسول نے سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نمازیں ادا کیں۔ ہجرت سے پہلے اور ہجرت کے بعد یہاں تک کہ مدینہ میں ظہر کی نماز میں آدمی نماز بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے ادا کی گئی اور تحمل قبلہ کا حکم آیت ۳۲ میں آیا تو فوراً سست قبلہ بیت المقدس سے بٹا کر منزب کی طرف بیت اللہ کی طرف کر دیا گیا۔ چنانچہ باقی دور کھینچیں ظہر کی بیت اللہ کی طرف رُخ کر کے ادا کی گئیں۔

تعمیل قبلہ سے دو باتیں سامنے آئیں۔ کافر مشرک اور یہودی اور مسلمان کی پہچان

ہو گئی۔ تحویل قبلہ سے پہلے حضور ﷺ کا بار بار آسمان کی طرف منہ کر کے دل ہی دل میں کچھ خیال کرنا صرف دوپاتیں ہو سکتی تھیں۔ پہلی یہ کہ ان کا پیدائشی وطن تساویہ چھوڑ کر چلے آئے تھے دوبارہ اس کی طرف جانے کی خواہش دل میں ضرور تھی کہ اللہ ہبھاں کے لوگوں کو مسلمان بنادے۔

دوسری خواہش اللہ کا گھر توحید کا علامتی مرکز تسا اس کے اندر ۳۶۰ بتوں کو بُشادری گیا تھا مختلف قبائل اپنے اپنے عقیدوں میں ستارہ پرستی و بُوت پرستی کر رہے تھے۔ کبھی کو خالص اللہ کی بندگی کی جگہ بنانا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ اسے نبی ہم تھا ری دلی خواہش کو ضرور پورا کریں گے اور تم انتظار کرتے رہنا۔

ہر امت کے لئے سابقہ زمانوں میں ایک شریعت مقرر کردی گئی تھی آج وہ بمنسوخ ہیں امت مسلمہ ہی واحد امت خیر امت اوسط کے لقب سے پکاری جائیگی۔ نیکی کا حکم دینے والے نیکی پر کام کرنے والے ترائیوں سے دور رہنے والے برائیوں سے لوگوں کو روکنے والے آئندہ کاذک اللہ کی یاد صحیح و شام کرنے والے۔ دنیا کی بڑائی مسلمانوں کی شان و شوکت سے صرف اللہ اکبر کے نام سے قائم رہیگی۔ زندگی میں مشکلات ہیں۔ آفات مصائب اور اسْتِحَان ہیں۔ سب کا صبر سے بہت سے تمہل سے مقابلہ کرو۔ اللہ کا سہارا نماز سے قائم رکھو۔ اللہ کی راہ میں جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ فی سبیل اللہ کے معنی وہ راستہ جس پر پڑتے ہوئے تم اللہ تک پہنچ جاؤ اللہ سے رشتہ قائم کرو۔ جنگ تم پر سلط کر دی جائے تو آخری وقت تک لڑو مارو اور مرو۔ شہید کھلاوے گے اللہ کے پاس ان کے لئے حیاتِ جاوداں لکھدی گئی ہے۔ شہید مرتے نہیں زندہ جاوید رہتے، میں اللہ کے پاس سے اُن کو رِزق ملخارہتا ہے۔ قیامت تک سوت تو انسان کو ہر حالت میں آئیں۔ میدان جہاد میں بھی اور بسترِ مرگ پر گھر کے اندر بھی یہ زندگی خدا کی امانت ہے۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے لپنی مرضی سے اپنی امانت واپس لے لے گا۔ سب سے اچھی سوت اللہ کے نزدیک مجاہد کی سوت ہے جو میدان جہاد میں آئے یہ وہ سوت ہے جو آخرت میں اسکو پھر نہیں ملے گی۔ اللہ سوت فیما ولائی ۵۰۔

انسان اپنی پیدائش کے وقت سے سوت کے وقت تک حالتِ اسْتِحَان میں رہتا ہے۔ بھوک پیاس۔ فاٹک گئی۔ بے روزگاری۔ بیماری۔ خوف کا اندریشہ ڈر۔ سوت۔ زلزلہ۔ آفت۔ نقصان مال کا۔ جان کا۔ اولاد کا۔ پریشانی کا۔ یہ سب امتحان ہی تو ہیں۔ انسان کی حالت میں بھی پریشان نہ ہوئے اور اللہ سے مایوس نہ ہوئے۔ اللہ سے امید باندھے رکھیں صبر اور ہمت

سے کام لے۔ تمہارا پروردگار واحد اور اکیلا ہے جو زمین اور آسمانوں کا اکیلا مالک ہے اور کائنات کا سارا نظام اس کے اشارے پر چل رہا ہے وہ قائم و داہم ہے۔ اس نے اس کائنات ارض و سماں میں جو چیز بھی بنائی وہ انسانوں کے عام فائدے و فلاح کیلئے بنائی ہے۔ موت اور حیات کا نظام اسکی صکت اور مصلحت ہے یہ سب غلوقات کی تقدیر ہے یہ سب کو منا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

لوگو! اس زمین پر انسانیت اور شرافت سے زندگی گذارو۔ اپنے خالق اور مالک کو منو۔ اُس کی اطاعت اور بندگی میں فرک کبھی نہ کرنا۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کے شہزادوں نشانیاں بیس ان کا احترام کرو ان کا تقدس بحال رکھو۔ صفا اور مردا دریختے میں دو پہاڑی سلسلے کعبتہ اللہ سے متصل چلے گئے ہیں ان کو تم بی بی پا جرہ کے صبر و ثبات عمل و توکل کی نشانیاں سمجھو یہاں پر دنیا میں سب سے پہلی عورت خدا پر توکل کرنیوالی نے اپنے پیاسے نہیں کھے کئے پانی کی تلاش میں دوڑیں لگائیں تھیں صرف اللہ کے بمروس پر جو بالغیب ایمان اور یقین رکھتی تھی۔ جو بھی اللہ پر ایمان بالغیب اور یقینِ محکم رکھا اللہ پر توکل کیا اللہ نے اسکی ضرور مدد کی۔ اس کا سہارا مولا بن گیا۔ اس سبیت کو یاد رکھو۔ یہ صبر و ثبات توکل کی حلامت کے طور پر دین اسلام کے سبیت کی ایک جیتی جاگتی مثال کی پہاڑی ہے۔ یہ حج اور عمرہ کا رکن بنادی گئی ہے۔

آیت ۱۶۸ کلومیانی الارض حلال طیبا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ حلال و طیب کہا کر کھاؤ۔ اس نے طیب چیزوں کھانے کے نئے حلال کر دی ہیں اللہ کے رسول نے فرمایا ہے۔ مقبولیت دھا چاہے ہو تو حلال و طیب لقرہ کھاؤ۔ اللہ تمہاری دھائیں رد نہیں کریگا۔ جو گوشت پوست حرام لتمہ سے بنا انسان کے جسم میں گیا وہ صفتِ علامتی کا انسان نہیں ہے وہ گوشت پوست جہنم کا ہے۔ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تم کو حرام لتمہ کھلاتا ہے۔ تم شیطان کے راستے پر مت چلو۔

حضرت ابن عمر اور حضرت زینب بنت مسلمہ جو اس وقت کی تھیہ عورت سمجھی جاتی تھی ابو رافع نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا کہ میاں بیوی کے جگڑے میں بیوی نے شوہر سے کہا کہ میں ایک دن یہودیہ ہوں اور ایک دن نصرانی ہوں اور سیرے تمام فلام آزاد ہیں۔ اگر

تو پہنچ بیوی کو طلاق نہ دے تو یہ طلاق کی قسم ہے جو عورت نے کھائی ہے۔ اس کا کیا کیا جائے۔ جواب ملایہ شیطانی حرکت ہے۔ حاصل اور ابن عمر نے فتویٰ دیا۔ حضرت ابن عباس نے بھی یہی ہی فتویٰ دیا جو قسم غصہ کی حالت میں کھائی جائے یا جوندزادی مافی جائے وہ شیطانی اقدام ہے۔ شیطان کی پیروی کی کئی ہے۔ اس کا کفارہ قسم کے برابر دیدیا جائے۔ تین دن کے روزے رکھنا یا ۴۰ مسکینوں کو کھانا دینا (آیت ۲۷۲) پاک صاف حلال و طیب چیزوں کھایا کرو۔ اور اللہ کا شکر ادا کرو۔ حلال لقرہ عبادت اور دُھا کی قبولیت کی ضمانت ہے۔ اللہ پاک پاکیزہ سُجَان ہے۔ وہ کیسے ناپاک حرام خذ احْنَانِ الول کی عبادت اور دعا قبول کریں۔ اللہ نے اپنے رسولوں کو حکم دیا کہ حلال و طیب پاک صاف کھاؤ۔ حرام سے بچو اور دوسروں کو بھی بچاؤ۔ مردار جانور حرام کے جو پہنچ موت آپ مر گیا۔

موت لیں لیں البر ان تلو و جو حکم۔۔۔ اسی آیت میں صحیح عقیدہ و صحیح راہ مستقیم کی تعلیم دیجاتی ہے۔ ایمان کی صحیح تعریف کی کئی ہے تو من کے ایمان کی پہچان یہ ہے کہ جب وہ کوئی نیک کام کرتا ہے تو اس کو دلی خوشی محسوس ہوتی ہے۔ اور جب کوئی برآ کام کرتا ہے تو اسکو افسوس اور ندامت ہوتی ہے۔ اسکو وہ بات دل میں گھکھتی رہتی ہے۔ اصل تقویٰ اصل بجلائی ہے۔ اللہ کا حکم مانتا ہے۔ مسلمان ابتداء میں بیت المقدس کی طرف منہ پیغمبر کر نماز ادا کر رہے تھے۔ سولہ سترہ مہینے بعد صین حالت نماز میں جب حضور ﷺ مسجد بنی سدر میں ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ دور کعت نماز ادا ہو چکی تھی حکم آیا کہ اپنا رخ بیت المقدس سے ہٹا کر بیت اللہ کی طرف کر لو۔ امام معہ اپنی جماعت کے اپنا رخ کھڑے کھڑے تبدیل کر لیا اور باقی دور کعت ظہر کی دوسری سمت میں ادا کی کئی۔ حکم اور حملہ اور اور اسکی تعمیل ہو کئی۔ جس حالت میں بھی ہو جو چیزیں حکم ملے اسکی تعمیل ضروری ہے۔ انتشار یا جمعت نکار۔ غور و فکر کی کچھ گنجائش نہیں ہے۔ اللہ کا حکم ہر حالت میں سنتا بندوں پر فرض ہے یہ ایمان ہے آسی طرح تم نماز میں پڑھو۔ اور دوسرے احکام حد اوندی مان لو یہ نیکی اور تقویٰ ہے۔ ایمان یہ ہے کہ اللہ کا ہر حکم مانا جائے۔ فرانس کی پابندی ہوئی چاہیئے تمام نیک بھلے کام پہلے کرنے چاہتیں۔ مال کا اللہ کی راہ میں اللہ کے حکم پر اس کے بتانے ہوئے طریقے سے لوگوں پر خرچ کرنا ہے تال کی محبت خدا کے احکامات کے پورا کرنے میں رکاوٹ نہ بنے۔ وَالَّذِي الْمَالَ حَلَّ حِبَّةً۔ مال صدقہ و خیرات کرتے رہو۔ بھوکوں کو کھانا کھلاؤ۔ اچھا پاک صاف مال خیرات صدقہ میں دیتے رہو۔ ذوی الْقُرْبَانِ۔ رشتہ داروں کا حق پہنچانے تے رہو۔ اُن کا حق

زیادہ ہے ان سے تمہارا خون کا نزدیک کارشہ ہے۔ دو ہر اثواب ہے۔ صلہ رحمی سے تمہاری بخشش اور عمر میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ یتیم سے مراد چھوٹے چھوٹے بچے ہیں جن کے اور بر باپ کا سایہ تک نہیں ہے ان کی روزی۔ بھوک پیاس کی ضرورت پوری کرو۔ جب بالغ ہو جائیں تو پھر یتیمی نہیں رہتی۔

مسافر کو اس کی منزل مقصود تک پہنچانے میں مدد دو۔ قرض داروں کے قرض ادا کر دیا کرو۔ جو قرض خواہوں سے نہ چھپائے پھرتے ہیں۔ اور ندائِ شرم محسوس کرتے ہیں۔ حاجتمندوں کی ضرورت پورا کر دیا کرو۔ زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد صدق و خیرات بھی کرتے رہو۔ اس سے گناہ پاک صاف ہو جاتے ہیں۔ وعدہ کیا ہو تو اسکی پابندی کرو۔ کئے گئے وعدوں کو مت توڑو۔ بد عہدی۔ بے وفاٰی اللہ کو پسند نہیں ہے۔ اللہ نے مناق کی تین علمتیں بتائی ہیں۔ جب بھی بات کرے جھوٹ بولے۔ جب بھی وعدہ کرے اسکو پورا نہ کرے۔ جب امانت کی کی پاس ہو تو اس میں خیانت کرے چوری اور کجی کرے۔

آیت ۱۷۹۔ مقتولوں کے لئے قصاص کا حکم ہے۔ خون کا بدلہ خون ہو گا۔ مرد کے بدلے مرد۔ عورت کے بدلے عورت کا خون۔ اس کے روکنے کے لئے اسلام نے یہ طریقہ بتایا کہ جان کے بدلے جان لیجائے۔ انفس بالیع دالعین بالعین۔ قصاص میں دوسرा حل کیا گیا۔ یہ ہے حکم قصاص۔

اگر قاتل مقتول کے کوئی وارث کو قتل کے بدلے کچھ رقم دے کر اسکو راضی کرے تو وہ دمت کھلا تیگی۔ دیت اگر چھوڑ دے یا معاف کر دے تو قاتل کے ساتھ حسن سلوک کرے قاتل بھی اس کے بدلے احسان کرے۔ طرفین آپس میں راضی ہو کر اچھا فیصلہ کر لیں انتظام خون خرابہ نہ کریں اسکی اجازت دی گئی ہے۔ اگر دیت پر فریقین راضی ہو جائیں تو قصاص کا حکم ختم ہو جاتا ہے طرفین کی رضامندی سے تین چیزیں قصاص۔ دیت۔ معافی کی گنجائش ہے تینوں میں سے جو چاہے اختیار کرے ورنہ قاتل کو بھی قتل کر دو۔ تاکہ کسی کو جرأت نہ ہو سکے کہ وہ ناحق کی دوسرے کو قتل کرتا پھرے۔

آیت ۱۸۰۔ موت سے پہلے آدمی وصیت کر کر جائے تاکہ اس کے مال ترکے۔ جائیداد میں اس کی بیوی بھوپل۔ والدین اور بھائی ہیں سب کے حقوق کی صفائح اور وراثت جو اللہ نے رکھی ہے وہ پوری کیجاۓ۔ سیراث کے احکامات سورہ النساء میں تفصیل سے آئے ہیں۔ اللہ نے سب کے حقوق گنوا دیے ہیں۔ اپنے خداروں کو ان کے حقوق سے محروم

ست کرو۔ سب کے حقوق برابر ادا کرو۔ کسی کے ماتحت نا انصافی ست کرو۔ اس کے بارے میں
مرنیوالے سے ضرور پوچھا جائیگا۔

مرنے والے کو اللہ نے ایک تہائی مال میں یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اپنی خوشی مرضی سے
جسکو جا سے اپنے مال جائیداد ترک سے کل مال کا ایک تہائی حصہ دے سکتا ہے تاقی دو تہائی
مال اس کے دیگر درثاء اور حقداروں میں تقسیم ہو گا۔ مرنیوالا ایک تہائی مال کی وصیت کھٹک
جا سکتا ہے۔ جو شخص مرنیوالے کی وصیت (ایک تہائی) کو بدل دے اس پر گناہ ہے۔ کوئی
وصیت شرعی احکام کے علاف نہیں ہونی چاہیے۔ اس میں شرع کے مطابق رو بدل کیا جاسکتا
ہے۔ تاکہ مرنیوالے کو عذاب سے بچایا جاسکے۔ اور حقداروں کو بھی حق سے محروم نہ کر سکے۔
تک حدوداً لَّا تَعْدُوا حَدَّهَا۔ اللہ کے مقرر کئے ہوئے حدود کو مت توڑو۔ نہ اس سے آگے
بڑھو۔

آیت ۱۸۳ میں روزوں کا حکم دیا گیا ہے ماہ رمضان میں چاند دیکھ کر شروع کرو اور
چاند دیکھ کر ختم کرو۔ سال میں ایک ماہ کے روزے فرض کئے گئے ہیں۔ یہ اسلام کا اہم رکن
ہے نماز۔ زکوہ اور روزہ ہر مسلمان پر فرض اور واجب ہے۔ ان کا ترک کرنیوالا گناہ گار ہے۔
بیمار۔ ضعیف زیادہ عمر والے کے لئے سافر کے لئے سیولت کے طریقے بتانے گئے ہیں۔
تاکہ لوگوں کو آسانی رہے مشل میں نہ ڈالے جائیں۔ روزے کا فہری یہ ہے کہ کسی غیر ب،
حناج، مسکین کو روزے کی سراغظار کرانے، پیٹ بھر کھانا کھلانے اور کپڑا دیے۔

آیت ۱۸۴۔ مسقی لوگوں کی تعریف (سورت کی ابتداء میں حدی للستین کی گئی) یہ
وہ لوگ ہیں جو ہم بندوں اللہ پر ایمان بالغیب رکھتے ہیں اور آخرت پر یقین محکم رکھتے ہیں۔ اللہ کی
کتابوں پر اس کے بیجے ہوئے ہیغہ بروں پر جس کا سلسلہ حضرت ابراہیم سے حضرت
محمد ﷺ تک ہزاروں برس قائم رہا ہے۔ ان پر ایمان اور یقین رکھتے ہیں۔ اور اللہ کی خالص
عبادت اور بندگی کرتے ہیں۔ نماز قائم رکھتے ہیں زکوہ ادا کرتے ہیں اور اپنا عہد قول و قرار
لوگوں سے اور اللہ سے کیا ہوا پورا کرتے رہتے ہیں۔ یہی لوگ پسے مومن اور مسقی ہیں۔

۱۸۵۔ اللہ کی یاد اور ذکر سے دن رات خدا کو یاد کرتے رہو۔ اسکو ہر وقت لظر میں دل
میں رکھو اس سے دعا مانگتے رہو۔

۱۸۶۔ اللہ استطاعت دے۔ مال و دولت دے تو خالص اللہ کی خوشنودی اور رضا کے
لئے اس کا گھر دیکھ آؤ۔ اس کے گھر کا طواف کر آؤ۔ حج اور عمرہ خالص اللہ کے لئے کرو۔

۲۰۷۔ اپنی خوشی اپنی مرضی اپنی خواہشات اور آرزوئیں سب کچھ اللہ کی مرضی اور خوشی پر ختم کر دو۔ کامل سپردگی اور حوالگی اسلام پر اصل زندگی ہے۔

۲۰۸۔ ادھرواں کام کافہ۔ یعنی اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ اپنی خانگی گھر بلو زندگی کاروبار۔ معاملات۔ معیشت سب کچھ اسلام کے اصولوں کے مطابق اللہ کی مرضی کے مطابق چلاؤ۔ شیطانی حرکات۔ بغاوت نافرمانی سے بچو۔

۲۱۹۔ جو ماں تمہاری ضروریات سے بچ جائے وہ ماں باپ بُن بھائیں اور مستقین غریب سا کین پر خرچ گروالہ کی رضا کے لئے۔

۲۲۶۔ عورتوں کے متعلق احکامات میں شادی بیاہ۔ طلاق اور خلُع کے بارے میں عدالت کے بارے میں تفصیلات ہیں۔

۲۲۸۔ مطلقاً عورت کی عدالت سو ماہ یا تین چین مقرر کر دی گئی ہے۔

۲۳۳۔ بیوہ عورت جس کا شوہر فوت ہو جائے ہدّت چار ماہ دس دن مقرر کر دی گئی ہے۔

۲۳۸۔ پانچ نمازوں میں درمیانی نماز عصر کی خاص اہمیت رکھتی ہے جو نکد وقت بہت تھوڑا ہوتا ہے اور ہر حالت میں اسکو ادا کرنا ضروری ہے۔

۲۳۸۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی و منا کے مطابق سب کام ہوتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بعض پیغمبروں کے آثار میں شعائر اللہ کے احترام کا حکم سنایا ہے اس میں اللہ کی رحمتیں برکتیں، میں۔ اور نیک مغلون چھپے رہتے، میں۔ ان کا احترام کرو۔

۲۷۸۔ جب کاروبار کوئی محاہدہ کرو۔ عہد یا قول و اقرار آپس میں کرو تو بہتر ہے کہ اس کو فریقین اپنے شرائط اور لین دین کے طریقے مدت اور رقم کو آپس میں لکھ لیں اور ان پر دو گواہ مقرر کر لیں تاکہ وثیق تیار ہو جائے۔ اس سے آئندہ کے جگہ سے اختلافات وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ آگے نہیں بڑھتے۔ ہر چیز تحریر میں آجائی ہے تو فریقین اس کے خلاف کرنا پسند نہیں کریں گے۔ اسلام مسلمانوں کے درمیان اتحاد۔ محبت اور ایمان داری کے معاملات کو پسند کرتا ہے اختلاف حصہ دھرمی۔ زیادتی۔ ظلم بد عہدی خیانت۔ اور جھوٹ۔ فریب۔ جھوٹی گواہی کو پسند نہیں کرتا۔

دین کی تعلیمات بہت آسان ہیں اللہ کے احکامات کی نفس کے اوپر بار نہیں بنتے۔ زندگی کے کاروبار کی پوری پوری اجازت ہے۔ حقوق و فرائض سمجھادئے گئے ہیں ہر شخص کا

اختیاری فعل ہے کہ وہ فتن کی سیدھی راہ پر چلنے ناکہ شیطان کی گمراہی کی طرف جائے۔ نتائج کی ذستے داری ہر نفس کی ہو گئی اور اسی کے مطابق سزا یا جزا کا فیصلہ سنایا جائے گا۔ سورت کے آخر میں مسلمانوں کو دعا سکھائی گئی ہے کہ اللہ سے ہر وقت مغفرت اور بخشش کی دعماً نکتے رہوں اللہ بر مساعف کرنیوالا ہے۔

اللہ کا وعدہ ہے کہ اگر بندہ نیک صلح سُتی زندگی مددارے گا تو اللہ اس کے پد لے بندہ کو وارث جنت بنایا جائے گیا۔ آدم کی جنت کی حکومی ہوئی زندگی دوبارہ واپس کر دیگا۔ اسکی روح آسمانوں میں پہنچ جائے گی۔

طلاق کے بارے میں وضاحت

احکامات طلاق میں تبدیلی کی گئی۔ دو طلاق رجی اور تیسرا طلاق حتیٰ کا حق عورت کو دیا گیا ہے کیونکہ عورت مرد کے شنبے سے آزاد ہونے کا حق رکھتی ہے۔ مجبوری نہیں رکھی گئی۔ "اوْ تَسْرِيْحُ بَاحَانَ"۔ جب تیسرا کا ارادہ کرو تو حسن سلوک سے بہتر طریقہ سے طلاق دے کر علیحدہ کر دو۔ زبردستی جبر سے عورت کو طلاق پر آمادہ مت کرو۔ عورت خوشی سے اپنی مرضی سے طلاق کا مطالبہ کرے اور علیحدگی جا ہے تو اس کو علیحدہ کر دو۔ اس کا مہر خوشی سے ادا کرو۔ اگر وہ اپنا مہر چھوڑنا پسند کرے تو اس کو اختیار ہے کہ اپنا حق چھوڑ دے۔ اگر عورت اپنے خاوند سے بلاوجہ علیحدگی اور خلخ کا مطالبہ کرتی ہے تو وہ دوزخی ہے گہنگا رہے اس پر جنت کی خوبیوں حرام ہے یہ عورت منافقہ ہے۔

عورت نافرمان۔ اور بُر زبان۔ صندی۔ خود پسند ہو تو مرد فدیہ لے کر اس عورت سے علیحدگی اختیار کر سکتا ہے۔ لیکن عورت کو تکلیف دیکر اس کے حقوق چھین کر ظلم و زیادتی سے مجبور کر کے اس سے چھٹا رہنیں حاصل کر سکتا۔ اس کو اس کا مال جیز اور مہر واپس کرنا ضروری ہے۔ عورت کا کوئی مال جیز و واپس لینا جائز نہیں ہے اگر وہ مال مرد کا دیا ہوا ہے تو مرد واپس لینا چاہتا ہے تو وہ واپس لے کر عورت کو چھوڑ دے۔ خلخ میں عورت سے کچھ مال لے کر بھی آزاد کیا جاسکتا ہے۔

خلخ کے لئے عورت اپنا کچھ مال دے کر شوہر سے چھٹا رہا حاصل کر سکتی ہے۔ شوہر کا حق ہے کہ خلخ قبول کرے یا نہ کرے۔ کیونکہ اس کا مقام افضل ہے اسلئے عورت اس کے

درجہ میں چھوٹی پڑتی ہے اس لئے وہ اپنا سب کچھ دے کر اس سے رہائی و خلاصی حاصل کر سکتی ہے۔

مرد کو جاہینے کہ جو کچھ عورت کو دیا گیا ہے وہی واپس لے اس سے زیادہ لینا جائز نہیں ہے وہ مکروہ ہے خدا کا حکم تو یہ ہے کہ عورت کو جو کچھ دیا ہے وہ واپس نہ لو۔ اب جبکہ حلق کی صورت ہے تو وہی واپس لو جو کچھ تم نے دیا ہے۔ اس سے زیادہ نہ لو اور حلق دیو۔ یہ اللہ کے مقرر کردہ حدود ہیں اس سے آگئے مت بمحروم۔

حلق۔ طلاق نہیں ہے بلکہ فتح نکاح ہوتا ہے۔ حلق طلاق بائیں ہے۔ اسکو رجوع کیا جاسکتا ہے۔ بعض علماء اس کو طلاق کہتے ہیں۔ اس پر عدالت نہیں ہے۔ حلق والی عورت کو رجوع کرنے کا حق خاوند کو نہیں ہے۔ یہ عورت کا حق ہے کہ وہ رجوع ہونے آمادہ ہو۔ اگر دو نوں رضامند ہوں تو دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔

ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دنیا حرام ہیں۔ سنت طریقہ یہ ہے کہ وفہ و قدرے سے تین بار تین طلاقیں دی جائیں کیونکہ۔ "الطلاق مرتان" یہ اللہ کے حدود ہیں مقرر کئے ہوئے۔ اللہ کے رسول کو یہ بات سنت ناگوار گذری تھی۔ سُنْ نَبِيٰ کی حدیث میں اس واقعہ کا ذکر ہے۔ آپ غصبناک ہو گئے تھے فرمایا تھا۔ میری موجودگی میں احکام کتاب اللہ سے کھیل کھیلہ جا رہا ہے۔ طلاق کا صحیح طریقہ سورہ طلاق ۶۵ میں بتایا گیا ہے۔ تیسرا طلاق کے بعد عورت شوہر کے لئے حرام ہے۔ وہ دوسرے سے باقاعدہ نکاح کرے اور زندگی گذارنے کا حق اس کو حاصل ہے۔ اگر وہ شوہر مر جائے یا از خود طلاق دے کر چھوڑ دے تو اس صورت میں پہلے خاوند کا اس سے نکاح ہو سکتا ہے۔

آیت ۲۳۹۔ ۲۴۰ جب نازل ہوئیں تین تب طلاق بائیں تھی ہی نہیں۔ اس وقت تک بیک وقت سو طلاقیں کھید و وہ سب رجھی طلاق ہوتی تھیں۔ جس طرح عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں اسی طرح مردوں پر عورتوں کے حقوق ہیں۔ ہر ایک دوسرے کا خیال اور پاس رکھنا ضروری قرار دیا گیا تھا۔ اللہ کے رسول نے اپنے آخری پیغام جہت الوداع پر تاکید کی تھی کہ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ تم نے اللہ کی امانت سے عورتوں کو قبول کیا ہے اور اپنے نکاح میں لیا ہے۔ اللہ کے نام سے کلتہ الملت کی گواہی سے ان کو نکاح میں حلال اور جائز قرار دیا ہے۔ ورنہ عورت اس کے بغیر مرد کے لئے اجنبی اور نامحرم ہے۔ دو نوں کے درمیان پرده اور حجاب ہے۔ عورتوں پر تمہارا حق ہے کہ وہ تمہارے گھر کے اندر

تھا رے بستر پر کسی غیر نامِ مرّم مَرَد کو نہ آئے دے اور نہ اسکو وہاں بُٹھائے۔ اگر وہ اس کے خلاف عمل کریں تو ان کو خبردار کرو۔ تنبیہ کرو۔ ضرورت ہو تو مارو پیشو۔ مگر سزا محبت کی حرم کی ہوگی ظلم و زیادتی کی نہیں۔ عورتوں کے زندگی کے تمام حقوق۔ کھانا پینا ضروریات کو پیسا کرنا۔ لباس۔ مکان چھت۔ چاروں یواری چادر۔ حفاظت اُسی دلائل سب کچھ مَرَد کے ذمے قرار دیا گیا۔

عورت پر کوئی ذمے داری نہیں ڈالی گئی کہ وہ منش مزدوری اجڑت کے کام کرے۔ گھر سے باہر ملزمان نو کری کرے اور گھر کے سامان، عیش و عذرخواہیات نفس کی تکمیل میں صروف ہو جائے۔ یہ سارے کام اور مطالبات مَرَد کے ذمے پورا کرنے کے لئے ہائے گئے ہیں۔ کہ وہ اپنی جائز حلالِ سُکھانی سے عورت کی ہر خواہش، بناو سُکھار۔ آرائش و زینت کے سامان فراہم کرے۔ یہ عورت کا حق ہے اور مَرَد کا فرض ہے پورا کرے۔ ان حقوق اور فرائض میں رو بدل کرو گے نا انصافی ہو گی۔ خدا کے حکم کے خلاف عمل کرو گے۔ اللہ نے جو حکم مَردوں اور عورتوں کو سنادیا ہے اس پر صرف عمل کرنا ہے۔

اپنا فیصلہ اپنی مرضی کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ مَردوں کو عورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔ عورت مَرَد کے خواہیات۔ احکامات کی پابند رہیں گے۔ مَرَد کی اطاعت اور خدمت اس پر لازم کر دی گئی ہے۔ "الرجال قوامون علی النساء" ۵۔ ہر حیثیت سے مَرَد کی فضیلت احترام۔ تابع داری۔ اطاعت عورت پر لازمی کر دی گئی ہے اس کے خلاف عمل ہو گا تو پھر لڑائی جنگ کے طلاق اور خلع کی بات آ جائیں گے۔ اس سے پختے رہنا چاہیے۔ یعنی حکمت ان آیات کے نزول کی ہے۔ اس کا خیال مَرَد اور عورت دونوں کو رکھنا ضروری ہے۔ عورت اور مَرَد کے تعلقات ازدواجی زندگی میں دریا کے دو کنارے ہیں۔ جن کے اندر درمیانہ میں لہریں موجودیں اُستی رہتی ہیں۔ شورِ سہماہ مچاتی رہتی ہیں۔ ہر وقت دریا کا شور زور لہروں کی آمد و رفت سے رُوکتی رہتی ہیں۔ وہ شدت کیا تھا طوفان کے زور سے اُنکے دونوں کنارے توڑ کر باغنا جاتے ہیں اور دونوں مضبوط کنارے ان کو منع کرتے رہ کتے ہیں۔ وہ سر پک کر ساحل کے کناروں سے نکلا کر پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ دنیا کی آبادی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے۔ اسی لئے دریا کے پشتوں کو مضبوط بند باندھ کر رکھا جاتا ہے۔ دریا کے دونوں کناروں کا

ساحل ہیں۔ بچے اڑکے رُکلیاں عمر کی توانیوں اور زنانہ کی ترقی اور رخوار سے مُتاشر ہو کر گھر کے اندر اپنے مطالبات اور فمائشات اور ترضیبات کو پورا کرنے کے لئے دھوم دھرم کا شور و غونٹ طوفان بغاوت گھنٹے رہتے ہیں۔ ماں باپ کے رشتے اگر مضبوط بنیادوں پر مست اور احترام اطاعت اور فرمانبرداری کے قرآنی احکامات کے مطابق ہوں گے تو ان کے اثرات کی موجودگی گھر ملوزندگی اور مسائل کو آسانی سے حل کر سکیں گے۔ جوں ہی دریا کا ایک کنارہ نوٹا تو دوسرے کنارہ اکیلا موجود کو روک نہیں سکتا۔ دریا کی روانی انہیں دریا کے کمال کر جملی بیان اور سبیر یگتا نوں میں گھراہ کر دیگی۔ خاندان کا نام و نت گھم کر دیگی۔ اسے میاں بیوی کے ازدواجی تعلقات کی استواری قرآنی احکامات پر بہت ضروری ہے۔ ورنہ طلاق اور خلع سے دریا کے کنارے ٹوٹ جائیں گے گھر ٹوٹ جائیں گا۔ بچے کچھ مال کے طرف دار کچھ باپ کے طرف دار بھوٹ اور نفاق سے گھر بنانا یا اجر جائیگا۔

سورہ طلاق ۲۵ ویں سورت کا تعلق ان آیات مذکورہ سے اسقدر قریبی ہے کہ ان کو ملا کر پڑھنا چاہیے آیت ۲ سورت نمبر ۲۵ میں فرق یا دوڑی اس وجہ سے ہے کہ جو بات اللہ تعالیٰ مرد اور عورت کو سمجھانا جاہیتے ہیں وہ بات اس وقت تک دل میں اتری فہیں جب تک کہ ایمان اور یقین پختہ نہ ہو جائے دل نور ایمان سے سورہ ہو کر روشن نہ ہو جائے۔ میاں بیوی کا باہمی تعلق ازدواجی زندگی اور اجتماعی زندگی کے لئے بہترین معافرہ کے قیام کے لئے اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسکی بڑی اہمیت اور ضرورت ہے۔ عورت اس کائنات زندگی میں اہم کردار ادا کرتی ہے اسکی اہمیت قدر و میزبان اور ضرورت ہر وقت ننانہ کو رہتی ہے۔ (فطرت اللہ لئی فطر ننانہ۔ علیہما۔) قائم ہو جاؤ پسی اصلیت پر جس پر اللہ نے تمہیں تخلیق کیا اور بنایا ہے ترد اور عورت دونوں ایکدوسرے کے لئے لازی ہیں۔ عورت فطری طور پر اس پسند ہے۔ سادہ معصوم گھر کی چار دیواری میں سہارا اور پناہ دھوندتی ہے گھر کا آرام چین و سکون سکون جاہتی ہے اس کے اندر ایک مامتا کی کوک ہوتی ہے جو بچہ کا پیار اور بچہ کی ستمنی ہوتی ہے۔ مرد کو وارث چاہیئے خاندان کا۔ دونوں کو ایکی پن کا احساس ہوتا ہے۔ اسلام دین فطرت ہے آس نے مرد اور عورت کے حقوق اور فرانض۔ احکامات اور حدود سب کچھ مقرر کر دیئے ہیں۔ عورت کی حیثیت معافرہ میں تعین کر دی گئی ہے اس کے سارے حقوق مردوں پر عورت بری الدہمہ ہے کہانے۔ محنت کرنے۔ اسباب زندگی فراہم کرنے کی۔ اس پر کوئی ذمہ داری نہیں ڈالی گئی۔ مرد کے گھر کی حفاظت اس کے بچوں کی دکھ جاں اس کی

ذمے داری لگائی گئی ہے۔

عورت کو پرده چاہئے پرده میں عورت اچھی لگتی ہے۔ اسکو ہر وقت حفاظت کا احساس ہوتا رہتا ہے۔ مرد کی پناہ جاہتی ہے مرد کا گھر مرد کا سہارا اس کو سکون دلتا ہے۔ یہ زندگی بھر ساتھ رہنے کا رشتہ ہے۔ مقدار سے نصیب سے ملتا ہے۔ پر حالت میں مرد اور عورت کو مل کر زندگی گزارنی ہے۔ ناگوار شخصیت اور تاپسند حالات کو بھی خوشنگوار بنانے کے لئے زندگی دشوار ہے دنوں مل کر اس کو خوشنگوار بنائیں اور مل جلنے میں۔ ہیں اس مسئلے کا حل قرآن تجویز کرتا ہے۔ خدا کے پیغمبروں نے خراب اور نافرمان بد زبان عورتوں کے ساتھ مل جل زندگی گزاری ہے۔ حضرت نوح ﷺ اور حضرت لوٹ ﷺ کی متالیں قرآن دلتا ہے دنوں میں جو ظالم ہوں گے تو اللہ ان کا فیصلہ کرنیوالا ہے۔ دنوں کے لئے کڑے صبر اور کڑے تحمل کا امتحان ہوتا ہے۔ طلاق اور خلُّ مسائل کا حل نہیں، میں اس میں دنوں کا لقصان ہے دنوں کو قرآن پابند کرتا ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہیں اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہیں۔ قرآن کی بداعیت اور نصیحت سے زندگی کو آسان اور خوشنگوار بنائیں۔

”لِلْرَجَالِ نِصِيبٌ مِّمَا أَكْتَسَبُو وَلِلنِّسَاءِ نِصِيبٌ مِّمَا أَكْتَسَبْنَ“۔ مرد اور عورت دنوں کے لگ الگ فیض، میں تقدیر جو اجدا ہیں۔ دنوں اپنے اپنے عمل کے ذمے دار ہوں گے۔ ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ ملے گا۔ دنوں کے حقوق الگ الگ سمجھادیے ہیں۔ اور دنوں کے فرائض الگ بتادیے گئے ہیں۔ دنوں مساوی طور پر اپنے اپنے حقوق و فرائض کے ذمے دار ہوں گے۔ دنوں کے حقوق مساوی ہیں اس میں کوئی کھینچ نہیں ہے۔ البتہ اطاعت اور خدمت میں عورت پر مرد کو حکمت کا درجہ حاصل ہے۔ اس لئے کہ وہ اسکی بیوی ہے شادی کے معاہدہ میں اپنی مرضی سے یہ ذمے دلداری اور حقوق زوجیت اس نے قبول کی ہے۔ مرد پر لازم ہے کہ عورت کے لئے مکان۔ چھت۔ پرده۔ سکھانا کپڑا۔ امن و سکون راحت جو اس کے بس میں ہو عورت کو گھر میئے ٹھینڈی چھاؤں میں فراہم کرے۔ اس کے دکھ درد۔ مرض۔ بیماری رنج لور غم کا شریک اور ساتھی رہے۔ عورت پر بھی یعنی حقوق واجب ہیں۔ مگر کمائی کرنے۔ نوکری کرنے اور روپیہ پیدا حاصل کرنے کی اس پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ دنوں حاکم ہیں اپنے گھر کے اپنی زندگی کے دنوں کے اشتراک محبت پیار سے یہ رشتے پروان چڑھتے ہیں۔ دنوں پر ایکدوسرے کے حقوق اور فرائض میں مرد کا درجہ لونجا ہے۔ عورت مرد

کی اجازت کی پابند رہے گی۔ مرد کی اطاعت اور خدمتِ گھر کی دیکھ بھال اُس کی ذمہ داری ہے۔ جب تک وہ نکاح کے عہد میں رہے گی۔ قرآن کے احکامات اور اللہ کے رسول کی اتباع کی پابند رہے گی۔ قرآن نے نہ کسی عورت کو اور نہ کسی مرد کو مطلق العیان بنایا ہے۔ بغیر شادی کی زندگی گذارنے سے دونوں کو منع کر لیا ہے۔ مرد عورت کے لئے لازمی ہے اور عورت کے لئے مرد لازمی ہے اس کے بغیر دونوں لیکے نہیں رہ سکتے۔ دونوں کو ایکدوسرے کے لباس سے گشیہ دی گئی ہے قرآن کا ارشاد ہے کہ: "عَنْ لِبَاسِكُمْ وَأَنْسِمْ لِيَسْ لَهُنْ" ۝۔ اللہ کے رسول کی حدیث ہے کہ بہترین بیوی وہ ہے جسکو مرد نکھے تو اس کا دل خوش ہو جائے۔ دونوں ایکدوسرے کے عیب چھپانیوالے ایکدوسرے کو مثل سے بجا نیوالے دونوں صاف صاف پاکیزہ اخلاق اور صفات کے مل کر آپس میں تعاون کرنیوالے قریبی ساتھی ہیں۔ ایک دوسرے کی موجودگی میں مثل اور پریشانی میں وہ ایکدوسرے کے مددگار غمگار۔ شریک اور امامت دار ہوں گے۔ لباس خراب ہو جائے۔ گندہ ہو جائے تو اسکو پینک نہیں دیتے اسکو دھو کر صاف ستر اکر کے اسکو دوبارہ استعمال میں لاتے ہیں۔ لباس پرانا ہو جائے پھٹا بوسیدہ ہو جائے تو پینک نہیں دیتے۔ بلکہ اسکو پیونڈ لگا کر سلاکر جوڑ لگا کر دوبارہ استعمال کے قابل بنائیں گے۔ اس کو اپنے سے دور نہیں کر سکے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات اور مثالیں ہیں۔

اللہ نے تمہاری جنس سے ہی تمہاری بیویاں بنائیں تھیں اور نصیب سے دونوں کو ملایا ہے۔ زندگی بھر کا ساتھ دو۔ رشتہ اسٹوار رکھو۔ طلاق اور خلخال مسائل کا حل ہرگز نہیں ہیں۔ مل کر ساتھ لے کر چنان زندگی کا رشتہ جوڑ کر چلتا ہے اللہ ظالم کی کبھی مدد نہیں کریا۔ مظلوم کا حمایت اور دوست ہے۔ اللہ کے احکامات کی تعییل لور تکمیل کرتے رہیں۔ تمہارے گھر یلو آپس کے جگڑوں کا یہی حل تمہارے پاس تمہارے گھر میں ہے۔ کسی عدالت کااضی مفتی کے پاس نہیں لیا گا۔ قرآن میں بس کچھ لکھ دیا گیا۔ بتا دیا گیا ہے۔

۲۳۸ عورتوں سے نکاح کے لئے تین فرائض مقرر کردی گئی ہیں۔ عورت کا مہر مقرر کر کے اس کو ادا کرو۔ مرد اور عورت ایکدوسرے کو پسند کریں۔ اپنی مرضی سے شادی کے لئے راضی ہوں۔ تیسرا شرط ان کے سپر پرست اور بزرگ کی اجازت اور خوشی مرضی بھی اس میں شامل ہو۔ اور لوگ اس مجلس نکاح کے گواہ بنیں۔ تاکہ شادی کا اعلان حام ہو سکے۔ شادی کے بعد طلاق اور خلخال کا حق مرد کے ذمہ سے وہ عورت کا مہر ادا کرے گا۔

۲۳۰ نمازِ دلگی اہمیت اور ادائی وقت کی پابندی کے ساتھ لذتی قرار دی گئی ہے۔ خصوصاً عصر کی نماز کے لئے وقت کی پابندی لازم ہے۔ غروب آفتاب سے پہلے بہت کم وقت ہوتا ہے۔ اور وہی وقت آدمی کی دنیاوی مصروفیات کا اور گھر کی واپسی کی طرف ہوتا ہے۔ اس لئے حکم دیا گیا کہ نمازِ عصر کی پابندی وقت کے ساتھ ضروری ہے۔ اسکو وقت پر پورا کرو۔ سواری میں ہو یا پیدل جس حالت میں ہو رہتے ہیں اسکو ادا کرو۔ سواری پر یہ سے اس کو ادا کرو۔ کسی صورت میں اسکی قضا اور اسکو چھوڑنا نہیں ہے۔

۲۳۱۔ جہاد کے احکامات ہیں۔ لوگوں کو موت کا ڈر اور خوف رہتا ہے حالانکہ موت کا وقت پہلے سے مقرر ہے۔ موت اپنے وقت پر ضرور آئے گی۔ وہ موت بہترین ہوتی ہے جو اللہ کے دین کے لئے۔ اسلام کی بغا اور سر بلندی کے لئے۔ کافروں سے مشرکوں سے ظلم و زیادتی کے خلاف حق کے لئے لڑی جائے۔ اور میدانِ جہاد میں موت آئے وہ شہید کی موت ہوتی ہے اور شہید کبھی مرتے نہیں زندہ رہتے ہیں۔ اللہ انہیں قیامت تک زندہ رکھتا ہے۔ اور رزق ہیا کیا جاتا ہے۔ شہید کی موت کی اسلام میں اہمیت اور اسکی قدر ہے۔ جبکہ بستر پر جو موت آتی ہے اس کا کوئی صد و اتحام نہیں ہوتا۔

اسلام میں جان کی اور مال کی قدر اور اہمیت نہیں ہوتی۔ بلکہ اللہ کی رضا اور مرضی اس کے احکامِ محکم میں جان اور مال دونوں قربان کر دینا ہے۔ اللہ کی مرضی پر راضی اور خوش ہو جانا یہ دین کی تعلیمات ہیں۔ اور یہ ذہن اور قلب کی تربیت دین اسلام کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ جان اور مال خدا کی دنی ہوتی نعمتیں ہیں۔ اللہ لبنتی نعمتیں جب چاہے بندہ سے واپس لے لیتا ہے۔ لیکن اس دنیا میں اس کا استھان ہوتا رہتا ہے۔ ان ہی دو چیزوں میں اس کا اجر و ثواب صد اور بدله آخرت میں اللہ دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ اللہ کے وعدہ پر اعتبار کرو۔ اللہ کے دین کو قبل کرو۔ اصل چیز اللہ تعالیٰ کی توحید کو مانتا اور قبول کرنا ہے۔ اللہ کے صفات کو جانتا ہے۔ اللہ کے حکم اور احکامات کو مانتا ہے۔ یہی دین اسلام ہے۔ اللہ کے احکامات کو سمجھانے کے لئے پچھلی قوموں کے قصور سے مددی گئی ہے۔ عبرت کے سبق سنانے کے ہیں تاکہ انسانی قلب اور ذہن خدا کی توحید پر حکم ہو کر جم جائے۔ پھر اس کے بعد مرد موسیٰ اللہ کا بندہ پھر کسی دوسرے کے در پر اور اس کے آگے نہ پیشانی رکھ کے گا اور نہ جھکا کے گا۔ تاکہ اللہ کی حاکمیت۔ حقیقت اور ربویت سے بندہ کی عبودیت کا راست تعلق فائز ہے۔ بندہ صرف اپنے خدا کو پہچانے اس کا ڈر اور خوف دل میں سا جائے۔ اس کے

آگے خلوص دل سے بچک جائے۔ اسکی یاد اسکی بندگی اس کے ذکر میں ہر وقت سرشار رہے۔ پھر اللہ بھی ان خدا والوں کا سہارا اور مولیٰ بن جاتا ہے۔ ہر وقت ان کی پدایت لور نصیحت کے لئے فرشتوں کو مأمور کرتا رہتا ہے اور ان کو انہی حیروں سے نکال کر اجا لے میں لاکھڑا کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم ﷺ نبونہ کا مثالی بندہ چن دیا گیا ہے جو خدا کے سوا کسی اور کے آگے جھکنا اور اسکو بڑا سمجھنا نہیں چاہتا تھا۔ حیات اور موت کیا ہے اس بارے میں قرآن حضرت ابراہیم ﷺ اور نمرود کے درمیان حضرت عزیز ﷺ کا قصہ سناتا ہے۔ جس میں بیان کیا گیا ہے کہ زندگی عطا کرنا موت وے کر سلانا سب بچھے اللہ کے اختیار میں ہے۔

خیرات اور صدقات کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے کہ وہ غریبوں سکینڈز ضرورت مندوں کا حق ہے وہ تمہاری کھانائی میں سے آمد فی میں سے خرچ ہوتے رہتا ہے اس میں نیت صاف اور اللہ کی رضامندی خوشنودی ہونا ضروری ہے۔ اور مال حلال اور جائز کھانائی کا ہونا دوسرا شرط ہے۔ مال صاف سُخرا اور بہترین اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ کہ وہ اللہ قبول کرتا ہے اور اس کے بد لے میں تمہارے چھوٹے چھوٹے گناہ معاف کرتا رہتا ہے۔ خیرات کے لئے فقیروں کی جان پچان بھی کرادی کئی ہے کہ خیرات کی لوگوں کو دینی چاہیئے۔ وہ ضرورت مند۔ غریب سکین لوگ ہیں جو لپٹ کر تم سے نہیں مانگتے ان کی حالت ان کے چہروں اور غربت سے تم اندازہ کرو اور بہتر طریقہ سے ان کی مدد کو تاکہ ان کی عزت نفس بھی باقی رہے اور ضرورت بھی پوری ہو جائے۔ سود کی سختی سے مبالغت کی کئی ہے اللہ سود کے لین دین کو میثانا چاہتا ہے۔ اس میں خیر اور برکت نہیں ہوتی۔ مال کی حرص اور لبغ میں دولت کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ روز قیامت کا ڈر اور خوف دل میں رکھو تمام اعمال کی جو تم دنیا میں کرتے رہتے ہو اسکی سزا اور جزا سب کو ضرور ملنے والی ہے۔

۲۸۱۔ کاروباری لین دین میں تحریری معاہدہ ضرور لکھ لیا کرو۔ اور گواہ مقرر کرو۔ روپیہ پیسر کے لین دین میں آکر علطیاں۔ ہیر پسیر لبغ حرص۔ بے اعتمادی اور خود غرضی انسانی کمزوریاں لگی رہتی ہیں۔ جگڑا فزاد اندیشے نقصان سے بچنے کے لئے تحریری معاہدہ ضرور کر لیا کرو۔

۲۸۳۔ گواہی اور شہادت ہمیشہ حق بات کی دو۔ اللہ تمہارے دلوں کے اندر کیا چھپا ہوا ہے جانتا ہے۔ اللہ کا علم چاروں طرف سے تم کو گھیرے ہوئے ہے تم حساب و کتاب کی گرفت سے کبھی نہیں بچ سکتے۔ سورت کا اقتalam جاس دعا پر ہوتا ہے اور اللہ دعائیں قبل

کرتا رہتا ہے۔

۳۷۔ سُود کو حرام کیا گیا ہے۔ خرید و فروخت۔ تجارت۔ روپیہ پیسے کے مقابل جن سے اشیاء جو غیر مساوی چیزیں، میں ان کی تجارت ہو گی اس کو جائز کیا ہے۔ جو پیسے سے پیسے کالین دین مساوی چیز کا مساوی سے لین دین ناجائز اور حرام کیا گیا ہے۔ جو سُود کے معنی میں آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی پدایت اور رہنمائی کیلئے قرآن نازل کیا ہے۔ ان میں بعض احکامات صاف، میں اور بعض پیغمبر اasanی سے سمجھ میں نہیں آتے، میں ان کو حوالوں اور مثالوں سے سمجھایا گیا ہے۔ بندہ کا کام ان احکامات پر عمل کرنا ہے اور ایمان لانا ہے۔ اور کہنا ہے۔ "رَبَّنَا أَسْمَنَا سَمِعَنَا وَأَطَعَنَا" پروردگار ہم تجھ پر تیری کتاب پر تیرے رسول پر ایمان لائے۔ اور سننا۔ قرآن کو حدیث کو۔ اور عمل کیا۔ تیری کتاب پر اور تیرے رسول کی الطاعت میں ہم زندگی بسر کریں گے۔ علم و یقین و ایمان والے اللہ کے کاموں اور اس کے احکامات اور مصلحت و حکمت کی باتوں میں شہادتی ہیں اور نہ ان میں بحث کرتے ہیں۔ بلکہ چپ چاپ اللہ کی مرضی اور منشا جان کر قبول کر لیتے اور خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ اللہ سے دعا کرنی چاہیے اے اللہ ہمارے ول پیغمبر دے تیری الطاعت بکیطرف۔ دلوں کے وسوں سے خیالات کو دور کر دئے ہم سب کو اس دنیا کی زندگی کے بعد تیری طرف لوٹ کر آتا ہے۔

اس دنیا میں حق اور باطل سے جھوٹ اور بیج سے۔ نیکی اور بدی سے رونق ہے چہل پہل ہے ایک انسانی صفت ہے اور دوسرا شیطانیست ان دونوں میں ہر وقت ہر جگہ معرکہ رہیگا۔ اللہ نے ہر چیز میں تصادم رکھا ہے۔ دن کے بعد رات ہے۔ اندھیرے کے بعد اجلا ہے۔ منفی قوتیں اور ثابت قوتیں ان سے تحریک ہر کام کی ہوتی ہے۔ کام میں مقابلہ اور مسابقت ہوتی رہیگی۔ ہار جیت۔ کامیابی اور ناکامیابی۔ فائدہ اور نقصان سب ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔

اِنسان کو جوڑوں جوڑوں میں پیدا کیا گیا۔ ساری مخلوقات جوڑوں جوڑوں میں زر اور مادہ کی جنس میں حیوانات۔ نباتات جمادات۔ خڑا الارض، چیوٹی، مکٹی غرض ساری مخلوقات جوڑوں جوڑوں میں ہے۔ اور ان میں بھی مقابلہ ہوتا رہتا ہے مرو اور عورت میں اختلاف طبع۔ مزانج۔ مغادرات پر جگہ رہتا ہے۔ اِنسان مختلف مِزانج اور طبیعت۔ اور علم قابلیت۔ اور

رجھاتا ت کے ہوتے ہیں۔ ہر ایک کی سمجھ اور عقل فہم و سوچ الگ الگ ہے ان میں بھی مفادات پر مقابلہ ہوتا رہتا ہے۔ لڑائی جنگلے ہوتے رہتے ہیں۔ یہ دنیا ایک آذناش اور اسخان نگاہ بندی ہوئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر ذی روح کا اسخان لیتا رہتا ہے۔ ان میں شیطان جن اور انسان سب شامل ہیں آس لئے مقابلہ انسانوں اور شیطانوں کے درمیان بھی ہوتا رہیگا۔ ساری زندگی اسی مقابلے اسخان میں اور کش میں گذرتی جاتی ہے اور آخرت کا خیال تک ذہن میں نہیں آتا۔ آخرت سے غفلت لاپرواہی اور بھول ہو جاتی ہے۔

قرآن یہ سکھاتا ہے کہ دنیا کی کشکش اور رونق حُسن و جمال کی دلچسپیاں سب کچھ زندگی کا حصہ ہیں۔ اس میں انسان مشغول رہیگا۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ آخرت بُغیل اُسکی فکر بھی رکھو۔ خدا سے ڈرتے رہو۔ خدا کو مت بھولو۔ اس زندگی کے بعد آخرت بُغی رہی سب کے راستے آنیوالی ہے۔ روز قیامت خدا کی عدالت میں حساب دینا ہوگا۔ کہ اس دنیا میں دن کون سے کام اپھے یا بُرے کام تم نے کئے اور لوگوں کو ستایا۔ ظلم کیا ہے۔ حق پینا سے۔ لوثا اور تسل کیا ہے۔ ظلم زیادتی سے مال کھایا ہے۔ غریبوں کو ستایا ہے۔ ماں باپ کی نافرمانی کی خدا کی نافرمانی کی ہے۔ خدا کی فرمائی کی ہے۔ رسول اللہ کی پیروی نہیں کی ہے۔ دین کو جھٹکایا اور ایمانی کفر و شرک کے کام کے ہیں۔ یہ دنیا بھاناسی کا کھیل نہیں ہے۔ اور نہ اس نے بنائی گئی کہ تم اس دنیا میں قوت و طاقت حاصل کر کے دن دنائتے پھرو۔ جودل میں آئے وہ کرتے رہو۔ بلے خوف و خطر تہاری مرضی خوشی سے جو چاہو کرو۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ خیال دہن سے نکال دو۔ روز قیامت ہر عمل کا حساب ضرور لیا جائیگا۔ موت کسی کو بھی نہیں چھوڑتی سب کو کبر میں جانا ہے عالم برزخ میں عذاب ہوگا۔ سزا ملگی۔ اس نے رہنمائی اور نصیحت۔ ہدایت بار بار ملتے سے یاد رہتی ہے۔ قلب و ذہن اسکو قبول کر لیتے ہیں۔ اسی میں دنیا اور آخرت کی بجلائی اور کامیابی ہے۔

سمجھانے کے لئے کہ دین کیا ہے۔ اسلام کیا ہے۔ مسلمانوں کو تعلیم دینے کے لئے سورہ آلم البقرہ میں ارکان دین اور احکامات خداوندی سنائے گئے ہیں۔ کہ تم کو کس طرح زندگی گذازنے ہے کیا کرنا ہے۔ اور کیا نہیں کرنا ہے۔ اس کے بعد کی دوسری سورت آل عمران میں مسلمانوں کی تربیت کی جا رہی ہے اسلام پر۔ کہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے ہی نہ تھے کہ غربت اور لاچاری کی محرومی میں جنگ بدر کا صرک پیش آیا۔ حق اور باطل دونوں میدان میدر میں امکدو سرے کے مقابل آگئے۔ اللہ نے مومنوں کی اُس کی اطاعت کرنیوالوں کی اور

رسول اللہ کا تم مانے والوں کی مددی۔ اور جنگ بدر میں حجت ہی۔ لفخار کا بہت سامنے بیٹت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ اور مسلمان خوشحال ہو گئے۔ حجت کامیاب ہوا اور باطل نکلت کھا گیا۔ یہ مثال سامنے رکھو۔ ساری زندگی یہ اصول یاد رکھو کہ اس دنیا میں کامیابی اور قرعہ ہمیشہ حجت کی ہوگی۔ جھوٹ۔ فتنہ۔ فرَادِ ظلم ناحق ب کو نکلت ہوگی۔ زندگی ایک امتحان ہے ایک مرکہ سے کم نہیں کامیابی صرف سومنوں کے لئے ہے اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرنیوالوں کو حاصل ہوگی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آكِمْ ۝ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَوْا لَهُ الْقُسْوَمُ مَنْزَلٌ عَلَيْكَ الْكِتَابُ بِالْمَحْنَ

نمبر ۳ آں عمران۔

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الْقَيْمَنَ آسَانَ سَعَيْدَ الْبَاهِيَ كَابِنَ اُسُّيَ نَعَيْدَ اَتَارِيَ بِينَ تُورِيتَ اُورَانِيلَ
کی طرح یہ قرآن بھی اتارا گیا ہے جطروح موت و حیات رزق اللہ نے اپنے ذمے لیا ہے اسی طرح لوگوں کی بدایت ہنسنا ہی بھی اسی نے لے رکھی ہے۔ بدایت دلوں کی ہے۔ یہ اللہ کی رحمت ہے۔ جکوچا ہے بدایت اور نیک توفیق عطا کرے۔

اس دنیا کی زندگی حسن و جمال عورتوں کا۔ بیوی بچوں کی محبت۔ مال و دولت سونا جاندی اکٹھا کرنے کی خواہش یہ وہ کھلوٹے ہیں جس سے آدمی دنیا میں بہتر آ رہتا ہے۔ متاع دنیا میں پنسنگیا ہے۔ یہی سب اسکی آنائش و امتحان ہوتا ہے۔ جو انسان یہاں سے کامیاب ہو کر گیا اس کو آخرت میں خوبصورت عورتیں۔ جنت کے شرات۔ قسمی لباس سونے چاندی کے برتن۔ عیش و آرام اللہ کی طرف سے ملیگا۔ یہ ان لوگوں کا حق ہے جو اس دنیا کی زندگی صابرین۔ صادقین کی طرح اللہ کا حکم بجا لانیوالے اور اللہ سے اپنی بخش طلب کرنیوالے اور اعتدال سے زندگی گذارنے والے ہوں گے۔ (آیت ۷۱ سے ۱۹) قرآن توحید خالص سمجھاتا ہے۔ قرآن کی آیات میں نعمات اور مثنا بہات کی سورتیں لمبیں گی اس کا تفہوم معنی و مطلب تاویل عام آدمی کی سمجھ میں آسانی سے نہیں آ سکتیں۔ صرف اہل علم ہی

اس کو سمجھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے علم و معلومات کیلئے قرآن کی آیات میں اسکی تاویل، تفسیر معنی و مفہوم خود رکھدی ہیں۔ کہ اگر قرآن کو روزانہ پڑھتے رہا کریں اور اس کی آیات میں غور و فکر کرتے رہیں تو ساری یا تین خود قرآن کی آیات سے سمجھ میں آ جاتی ہیں۔ کی بیرونی ذرائع اور طریقے سے اس کی تاویل اور تفسیر سے زیادہ خود قرآن کی آیات کی تفسیر آسان رہتی ہے۔ جس خدا نے لہبی کتاب انتاری ہے اس کی تاویل و تفسیر و تشریح کا حق تو اسی کا ہے جس کی یہ کتاب ہے۔ "وَالْعِلْمُ تَوْلِيهُ لِلّٰهُ" حضرت ابراہیم معلم ہمارے بندوں میں اہل علم اور علم و یقین والے ہیں۔ ایمان اور معرفت میں پکے ہیں اور رائخ العلم ہیں قرآن پڑھتے وقت ان کی مثال سامنے رکھو یہ ایمان بالغیث کی بہترین مثال ہیں۔

اللہ کے نزدیک دین اسلام بہترین دین ہے اسی پر قائم رہنا ہے۔ اور اسی دین پر مرنا ہے۔ یعنی اپنی خواہشات خوشی۔ مرضی فائدہ ففع سب کچھ اللہ کی مرضی مشیت اور حکم پر اس کے سپرد کر دینا ہے۔ اللہ کی مرضی پر بندہ کارا خی ہو جانا ہے۔ انسان کے اندر راں کا نفس اہل کی خواہشات نفس۔ اہل کو گمراہ کرنیوالے ہیں۔ نفس کا شر برائیوں کی طرف لیجاتا ہے۔ گناہ کے کام کرواتا رہتا ہے۔

اللہ کا حکم مانا کرو۔ اللہ کے رسول کی بات سن کرو اسکی زندگی اس کے اخلاق کو نمونہ بناؤ کہ اس پر چلو۔ اہل عزان کے گمراہنے میں ایک عورت نے اللہ سے اولاد کی نذر مانی کہ لڑکا ہو گا تو اللہ کے نام حیکل کی خدمت کے لئے وقف کر دیگی۔ اللہ نے اسکی نذر سن لی مراد پوری کی۔ مگر لڑکے کی بجائے لڑکی عطا کی۔ اللہ کی مصلحت اور منشاء ہے۔ بندہ صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی میں اپنی رضا اور خوشی دیکھے۔ یہی اسلام کی تعلیم ہے۔ اولاد کا عطا کر نیو لا اللہ ہے اور کوئی دوسرا نہیں ہے۔ نذر نیاز مراد بنت۔ صرف اللہ ہی کے نام کی ہوگی اللہ ہی اسکو قبول کرے یا نامستقر کرے اسکی مصلحت۔ مشیت مرضی ہے۔ بندہ کا اس میں کوئی دظل اور ناخوشی کچھ نہیں ہے۔ جسکو جا ہے بیٹا دے جسکو جا ہے بیٹی دے۔ بی بی یو جنا کو حضرت مریم عطا ہوئی اور بی بی مریم کو حیکل میں حضرت ہارون کی نگرانی میں دیدیا گیا۔ اللہ نے مریم کو قبول کیا۔ جب وہ وہاں رہ کر جوان ہوئی تو فرشتے جبریل ملائکہ نے خوشخبری پہنچائی کے اس کے یہاں لڑکا پیدا ہو گا بغیر باپ کے بغیر شادی کے مریم حاملہ ہو گئی۔ لکھتے اللہ کا حکم جو جا ہے کرے۔ کچھ دنوں بعد حضرت عیسیٰ ابن مریم پیدا ہوئے اللہ نے ان کو بچپن ہی سے کلامات اور معجزے عطا کئے اور شی بنا یا۔ اور رسالت عطا کی۔ حضرت موسیٰ ملائکہ کے چھ

سوال بعد اللہ نے بھی اسرائیل میں اپنی کراست اور نشانی سے صینی ابن مریم کو پیدا کیا اور ان کو صاحب فریعت موسومی کا ہیغہ بر بنایا تھا۔ انگل عطا کی جو توریت کی ہی تعلیمات کا ایک حصہ تھی۔

لوگوا آؤ ایک رکن طبیبیہ کی طرف اور اقرار کو لا الہ الا اللہ یعنی اللہ ایک اکیلا واحد ہے اس کا کوئی فریک اور حصہ دار نہیں ہے۔ اسی اللہ کی عبادت کرو اس کے آگے جاک جاؤ۔ اسی سے اپنی منت و مراد اور دعا طلب کرتے رہو۔ اللہ کے لئے خلوص نیت سے دل سے جو کچھ خرچ کرو گے اور اپنی پسندیدہ چیز لے بھی منت کی کب حلال سے جو کچھ دو گے وہ اللہ قبول کرنے والا ہے۔ مال کا انفاق مال کا خرچ کرنا زیادہ بیشتر ہے جانے اس کے اسکو جمع کر کے رکھا جائے۔ دولت اور مال کی خواہش حرص اور لمحہ ہی انسان کے لئے نفس کا استھان ہے۔ اس سے بہو مال کی دولت کی مبتہت رکھو۔ دنیا کے تمام کھانے مسلمانوں کے لئے حلال اور جائز ہیں۔ جو چاہو کھاؤ پسیو۔ اللہ کا شکریہ ادا کرو۔ اللہ نے دین اسلام کو دین ابراھیم کا دین ہی رکھا ہے۔ ابراھیم عليهم السلام کا پسندیدہ لور متبر بندہ تھا۔ اللہ نے ابراھیم عليهم السلام کو حکم دیا تھا کہ کہ میں ایک مرکز عبادت۔ اللہ کا گھر تعمیر کرو۔ حضرت ابراھیم عليهم السلام اپنے یہی اس غیل میں اسکی بنیاد رکھی۔ تاکہ لوگ سال میں ایک بار وہاں جمع ہو کر ایک اللہ کی بندگی اور اس سے مغفرت کی دعا مانگیں۔ اللہ کا دڑھ خوف دل میں رکھیں۔ ایمان لانیوالے انفاق و اتحاد سے مل کر دین اسلام پر قائم رہیں الگ الگ نہ ہو جائیں۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے لئے توریت اور انگل سب اللہ کی کتابیں ہیں۔ دین ابراھیم کی تعلیم ایک ہی ہے۔ یہ سب عین اسلام سے الگ کبھی نہیں ہوتے۔ سب کے دین اللہ کی کتاب والے دین ہیں۔ اسیں فرق کوئی نہیں ہے۔ مسلمانوں میں ایک گروہ۔ ایک جماعت خیرات کی ایسی ہوئی جاہینے جو طلاقیہ لوگوں کو نیکی اور خیر کی طرف بلائے۔ نیکی کی ترغیب دے۔ بُرائی اور گناہ کے کاموں سے لوگوں کو روکیں۔ صالحین کی جماعت کی پہچان یہ ہے کہ وہ اللہ پر ایمان بالغیر بحکمت ہیں اور روز قیامت اور آخرت کا یقین حکم رکھتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ اور راتوں کو اللہ کی مخفرت و بخشش کے سجدے ادا کرتے ہیں۔ لوگوں کو نیکی کی طرف بلاتے اور رغبت دلاتے ہیں۔ بُرے کاموں سے خود بھی بچتے ہیں اور دوسروں کو بھی بچاتے اور منع کرتے رہتے ہیں۔ یہ مسمی صلح لوگ ہیں۔

سورہ لی ایت ۳۴ سے جنگِ احمد کا حال اور اس لے مصیرات اور اس لے تابع سے بحث کی گئی ہے۔ کہے مدد نہ ہجرت کے دوسرے سال ۲۷ محرم صنан میں یہ دوسری جنگ جو کفار کے اور مسلمانوں کے درمیان تھی۔ اللہ نے مسلمانوں سے وعدہ کیا تھا کہ دین اسلام قبل کرو گے اور اس پر ثابت قدم رہو گے تو تمہارا امتحان بھی لیا جائیگا۔ چنانچہ جنگ بدر پہلی جنگ پہلا امتحان تھا۔ مسلمانوں کا۔ جسیں وہ بے سر و سامان اور پرشان ہونے کے باوجود اللہ پر اور اللہ کے رسول پر بھروسہ تھا۔ ایمان پکے پکے چھپتے تھے عقیدے مُسبوط اور حکم تھے۔ کامیاب ثابت ہوئے۔ یہ دوسری بار امتحان لیا گیا تھا۔ اس میں مسلمان آنائے گئے تھے اور ناکام ثابت ہوئے۔ جیسی ہوئی جنگ ہار دی۔ اس کے کیا اسباب بین ایمان و یقین کی محض ذری تھی۔ خدا پر توکل اور بھروسہ حکم ہو گیا تھا۔ منافقت پیدا ہو گئی تھی۔ جبکہ میدان بدر میکھڑے پر باتیں نہ تھیں۔ اللہ کی مدد پر بھروسہ اور یقین تھا۔ ب مخد تھے۔ ایمان اور یقین انکا حکم تھا۔ معداد میں بہت تصور ہے تھے اور جو بھی تھے وہ اب بھی تھے۔ مگر ہزاروں پر بخاری تھے۔ اللہ پر یقین اور بھروسہ تھا۔ فتح و نصرت تو اللہ ہی کی طرف سے ملتے والی ہے۔ کافروں اور اللہ کے نافرمانوں کیلئے ذلت اور ناکامی رکھدی گئی ہے۔ اللہ جکو چاہے عذاب دے اور ذلت دے۔ جسکو چاہے نوازے مدد کرے لوز کامیابی دے:-

۱۔ محض ذری کی ایک وجہ تو سود خواری تھی۔ اور سودی کاروبار زیادہ ہو گیا تھا۔ ہجرت کے بعد تجارت بڑھی تھی۔
۲۔ اللہ کا حکم اور اللہ کے رسول کی اطاعت میں کمی آگئی تھی اور لاپرواٹی اور غفلت پیدا ہو رہی تھی۔

۳۔ عورتوں سے دلپسی بڑھ گئی تھی۔ فحاشی اور بد کاری کے خیالات دل میں پیدا ہو رہے تھے۔

۴۔ جنگ بدر کی کامیابی نے ان کے دلوں کو غرور اور فروز سے بھر دیا تھا۔ جنگِ احمد میں بھی ان کا خیال تھا کہ کامیابی ان کا حسن ہے۔ حالانکہ یہ صرف اللہ کی طرف سے ملتی ہے۔ اللہ جکو چاہتا ہے وہ تا ہے۔

۵۔ تاریخ خود کو دھراتی رہتی ہے۔ تاکہ لوگوں کا امتحان لیا جاتا رہے اور جو بھی کامیاب ہو جائے۔

۷۔ اللہ تو موسوں کا سنت اسکان لیتا رہتا ہے تاکہ ایمان و یقین میں پاک صاف ہو جائیں اور
اللہ ایمان کامل ہو جائے۔

۸۔ جنت کا وعدہ اللہ کاموسوں سے کیا گیا ہے اور اس کے لئے آنائش اور امتحان قدم قدم
پر ہوتی رہے گی۔

۹۔ موت کا ڈر اور خوف زیادہ ہو گیا تھا۔ جہاد کے تعالیٰ سے گبرانے لگے تھے۔ موت تو
فرور آئیں اس سے نجات تو مل نہیں سکتی۔ مگر کے اندر بھی موت آئیں لیکن بہترین موت
وہ ہے جو میدان جہاد میں حق کی حمایت میں لڑ کر جان دے اور ہبہ کی ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی
کا اجر پائے۔ جسکی موت دنیا کے لئے ہے اور جسکی موت آخرت سنوارانے کے لئے ہے وہ
جان لئے کہ کونسی موت وہ پسند کرتا ہے۔

۱۰۔ اللہ مصیتوں میں جنگ وجدال میں ثابت قدم رہنے والوں کو صبر و ہمت سے کام لینے
والوں کو پسند کرتا ہے۔

۱۱۔ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں پر بعروہ ان کی دوستی کا دم بھرنے والوں کو ذلت و رُسوائی
بھی طیکی۔

۱۲۔ مال کی رعایت پرے کی طلب اور خواہش زیادہ بڑھ گئی تھی مالِ قیمت حاصل کرنے کے لئے
پرانا صورچہ تیر اندازوں نے چھوڑ دیا تھا اور پہاری سے نیچے دوڑ پڑے مال لوٹنے کے لئے اللہ
کے رسول کے حکم کی نافرمانی کی جیتی ہوئی بازی بارودی۔

۱۳۔ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا تھا اور کامیابی تمہارے قدم چوہم رہی تھی مگر تم نے کمزوری و
نامردی دکھانی تھی۔

۱۴۔ دنیا کی طلب آخرت کی کفر سے زیادہ ہو چلی تھی۔ آخرت کو بھول رہے تھے دنیا کی
خواہش بڑھ رہی تھی۔

۱۵۔ ہر کام اللہ کے اختیار اور اسکی مرضی پر ہے۔ لوگوں کے انسانوں کے اختیار میں کچھ بھی
نہیں ہے اللہ تمہارے والوں کی کدورت خرابی اور کمزوری کو دور کرنا چاہتا تھا اور اس میر کہ احمد
سے تم کو دکھانا چاہتا تھا۔

۱۶۔ خیانت ہوئی مال قیمت میں۔ چوری چھپے کاموں کی روز قیامت پوچھ گجھ ضرور ہوگی۔
وہاں اسکو پورا کرنا ہو گا۔

۱۷۔ اللہ کی مرضی نور حکم کے تابع ہو جاؤ۔ خصہ و غب چھوڑ دو معاف کرتے رہو۔ ان کے لئے درجات ہیں۔

۱۸۔ اللہ کا احسان ہے کہ اللہ کا رسول ان میں آیا ان کو کتاب سے حلم و حکمت کی باتیں سکھائیں۔ ان کے عقیدوں کو زندگی کو صاف ستر اور پاکیزہ بنایا۔ اور ایسی باتیں بتائیں جو کوئی اور نہیں جان سکتا تھا اور نہ بتاسکتا تھا۔ جنگ احمد میں جو کچھ ہوا وہ اللہ کی مشیت تھی۔ اسکی مرضی اور حکم سے ہوا۔ کھروٹے کھرے کی پیجان کرانا مقصود تھا۔ اللہ نے موسموں اور سماں میں فرق کرانا سکھا دیا۔ مومن اللہ کی مرضی کا تابع ہوتا ہے۔

حدایات و نصلح

۱۔ یہ دنیا کی متاع حارضی ہے اس کے دھوکے میں مت آنا اور آخرت سے غافل نہ ہو جانا۔
۲۔ آخرتہ تھیری آذناش ہوتی رہیگی اور تمہاری جان کی عزت آبرو کی۔ مال دولت کی۔ اولاد کی۔ سب میں ثابت قدم رہنا ہے۔ اس کا حلچ سبر۔ نماز اور تقوی ہے۔ اور سماں و درگذر سے کام لیتے رہنا ہے۔

۳۔ اللہ کو دن رات اٹھتے بیٹھتے پکارا کرو۔ اس کی سیع و حمد و شنا کرتے رہو۔ اللہ سے مغفرت طلب کرتے رہنا ہے۔ اللہ سے تعلق جوڑے رکھو۔ اور کفر آخرت رکھو۔ نور اپنے اخلاق و عادات کو سنوارا کرو۔ یہی تعلیم ہے اس اسلام کی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُورَبُكُمُ الَّذِي حَلَقَكُمْ مِّنْ نُفُرْسَ وَاحِدَةٍ وَّ حَلَقَ مِنْهَا

نمبر۔ ۳ النساء

اللہ نے ایک آدم اور حواء میڈا کر کے نسل انسانی کا مسئلہ قائم کا اور اسکو پھیلا دا اور

سکھایا کہ آپس میں کس طرح تعلقات اور رشتے جوڑ کر ایک دوسرے کے لحاظ و خیال اور احترام کر کے رہتا ہے اور ایک دوسرے کے حقوق و فرائض پورا کر کے معاشرتی زندگی کو قائم کرنا ہے۔ جنگ بدر اور جنگ احمد کے تبعے میں بہت سی عورتیں بیوہ اور بہت سے بچے بیتیم ہو گئے تھے۔ ان کی پرورش اور ذمے داری اور ان کے حقوق کو پہلے ترجیح دی گئی ہے اور پہلی بار بیتیم اور بیوہ کا حق بیان کیا گیا۔

۱۔ بیتیم بیسوں اور بیوہ عورتوں سے شادی کروان کا حق ہر ضروراً کرو۔ یہ فرض کیا گیا ہے۔
۲۔ جو لوگ ترکہ ماں جائیداد چھوڑ کر مریں ان کے متعلقین میں ان کے رشتہ داروں ماں باپ اور بیٹے بیشوں سب کا حق ہے۔

۳۔ ترک کی قسم کا طریقہ اور قاعدہ بتادیا گیا ہے۔ لاک کے کا حق لاک سے دو گناہوگا۔ ماں باپ کا بھی حق مانا گیا ہے۔ وہ بھی ترک کے حصہ دار ہونگے۔

۴۔ ترک میراث میں قریب کے دور کے رشتہ داروں کے حقوق بھی بیان کئے گئے ہیں اور ڈرایا گیا کہ اللہ کے مقرر کردہ حقوق اور حدود کو مت توڑواں کے خلاف عمل نہ کرو۔ عورت بد کاری بد چلنی کے کام کرے تو جارگوہوں کی موجودگی میں اُس کو قید کی سزا دو۔ گھر میں بند رکھواں کی اصلاح کرتے رہو اُس کو معافی دو اگر غلطی اور بھول سے خلط کام ہو گیا ہے۔ عمدآ جان بوجھ کر گناہ کبیرہ کے لئے کوئی توبہ اور معافی نہیں ہے سزا ضرور ملیگی۔

میاں بیوی کے درمیان حقوق اور فرائض کا بیان ہے باہمی تعلقات کو بہتر سے بہتر بنانا ہے۔ وہ رشتے جو شادی بیاہ کے لئے حرام قرار دیئے گئے ان کا ذکر ہو رہا ہے۔

خاوند والی عورتیں والمحض حرام میں تا وقتکہ وہ طلاق لے کر آزاد نہ ہو جائیں۔ شادی زندگی بھر کا وعدہ نہیاں کا ہے۔ عارضی کی خاص مدت اور وقت کے لئے نکاح جائز نہیں ہے۔

زنا اور بد کاری کے لئے سنگار کا حکم ہے۔ مرد اور عورت کے لئے اللہ کے ہر حکم میں مصلحت ہے۔ اللہ کے ہر حکم کی اطاعت ضروری ہے۔ گناہ اور بد کاری کے کاموں کو روکنا ہے۔

آیت ۶۹ غلط طریقے سے جھوٹ فریب دغا اور رشوت سے دوسرے کا مالمت کھاؤ۔

یہ حرام کیا گیا ہے۔ ظلم و زیادتی سے لوگوں کا مال کھانے والے کے لئے دوزخ کا عذاب ہے۔

آیت ۳۳ میں مرد اور عورت کے حقوق کو بیان کرنے کے بعد دونوں کے درجے بیان کئے گئے ہیں۔ مرد کا درجہ عورت سے اونچا ہے۔ دونوں میں درجہ اور مقام کا فرق ہے۔ اس میں حکمت اور صلحت ہے۔ مرد کو حاکم بنایا گیا ہے۔ اور عورت کو محکوم۔ مرد پر عورت کی کفالت کی ذمے داری اُس کا خرچ برداشت کرنا ہے۔ عورت پر ایسی کوئی ذمے داری نہیں ڈالی جائی۔ نیک عورتیں مردوں کی تاب بعد اداری اور خدمت کرتی رہیں گی۔ خاوند کی غیر موجودگی میں دوسروں سے نہ اسکی شکایت کرتی ہے اور نہ اس کے مال نفس اور عصت و آبرو میں خیانت کرتی ہے۔ اور نہ چوری دھوکا فریب کر سکتی ہے۔ شوہر کی عزت و فقار گھر کی عزت اور وقار اس کا فرض ہوتا ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو سمجھا ڈڑاو۔ پھر بھی بازنہ آتے تو مارو۔ بستر الگ کر دو۔ ہر طرح سُدھارنے کی کوشش کرو۔

آیت ۳۶ حقوق اور درجات مرد اور عورت کے بیان کرنے کے بعد۔ ب سے زیادہ بڑا حق اللہ کا ہے۔ اُس کی بندگی کرو۔ فرک مت کرنا۔ دوسرا حق مال باپ کا ہے۔ تیسرا حق خاندان کے قریبی رشتہ داروں، یتیموں، بیکوں، محتاجوں کو دیا گیا ہے۔ اس کے بعد دور کے رشتہ دار عزیز اور اقارب ہیں۔ پانچواں حق پڑوی اور غریب یتیم ملکیں کا ہے۔ چھٹا حق دوڑ کے پڑوی اور محلے کے ا江山ی کا جو غریب اور نادار محتاج ہیں۔ ساتواں حق دوستوں کا جو غریب ہوں۔ آٹھواں حق اس مسافر کا جو دوران سفر غریب محتاج اور مجبور ہو جائے۔ اسکی مدد کرنا یا کسی کا قرض ادا کر کے اسکو رہائی دلانا ہے۔ اس طرح درجے مفرد کردیے گئے ہیں۔

آیت ۳۹ میں اللہ پر ایمان لانا۔ روز قیامت پر یقین رکھنا۔ اور اپنا مال دوسروں پر خرچ کرتے رہنا ہے۔ تکی ایمان کی علاستہ ہے تکبیر و خود پسندی۔ جہالت اور ریا کاری سے منع کیا گیا ہے۔

آیت ۴۲ آیت۔ افضل عبادت نماز کی وقت پر پابندی سے ادا کرنا ہے اور اللہ کا ذکر کرنا ہے۔ اور سُبیح کرتے رہنا ہے۔ طہارت۔ وضو اور یتکم سے پاک صاف رہنے کی تاکید ہے۔ آیت ۵۸۔ امانت کو حفاظت سے پہنچاؤ۔ فیصلہ انصاف سے کرو۔ نسبت اچھی کرو۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اطاعت خداوندی اور رسول اللہ کی پیروی سے انہیا۔

حدیقین شیداہ کا درجہ عطا ہوتا ہے۔ یہ ان کے درجات ہیں۔ مسلمان کلہ گو کا قتل گناہ کبیرہ ہے۔ غلطی سے قتل ہو گیا ہے تو کفارہ ہے دیت ہے۔ دو ہفتے کے مسلسل روزے رکھنا ہے۔ یا ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ اور خون بہا وار ثول کو دننا ہے۔ کفارہ کسی کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہو جاتا۔ یہ غلطی سہوا بھول اور ان جانے میں کی جانے والی غلطی کیتے ہے۔

آیت ۷۹۔ اگر جان بوجہ کر عملادشنسی اور استحام کیلئے قتل عمدہ ہے تو اسکی سزا جنم اور دونزخ اللہ کی ہمیشہ کی لفظ ہے۔

آیت ۸۰۔ موت کے وقت کا مستظر ہے جب روح نکالی جاتی ہے تو فرشتے پوچھتے ہیں کہ تم کس دن پر تھے۔ جھوٹ اور بھائی بناوے گے تو فرشتوں کو سب خبر رہتی ہے۔ اللہ ان لوگوں کو جو جہاد سے من مورڈتے ہیں اور مگر مشے رہتے ہیں اللہ خوب جانتا ہے۔

آیت ۱۰۰۔ ہجرت صرف اللہ کے لئے اور اللہ کے دین کی حفاظت کی ہوگی۔ دنیاوی اغراض خواہشات کیلئے نہیں ہوگی۔

آیت ۱۰۱، ۱۰۲۔ سفر کے دوران نماز کے قصر کا حکم ہے اور میدان جنگ میں نماز خوف کی ایک رکعت پڑھی جائی۔ جماعت کیسا تھا سواری پر ہوں یا جس حالت میں ہوں اسی حالت میں تھا بھی پڑھی جائی۔ یا پھر قصدا کرے۔

۱۰۳۔ نماز ہر حالت میں فرض ہے وقت کی پابندی کیسا تھا پڑھنا ضروری ہے۔

۱۰۴۔ اپنی تہمت اور گناہ کا بہتان کی دوسرے کے سر لگا کر خود کو مت بجاو۔ اللہ خوب جانتا ہے مجرم کون ہے اسکی دو گنی سزا ملیں گے۔

۱۰۵۔ عورتوں کے احکامات کو دوبارہ یاد دہانی کیلئے بیان کیا جا رہا ہے۔ ترکہ میراث اور شادی کے معاملات میں اللہ سے ڈرتے رہو۔

۱۰۶۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ کے احکامات کی پوری پوری پابندی کرو۔ دنیا اور آخرت کی بدلائی اسی میں ہے۔

۱۰۷۔ دنیا کے ثواب میں آخرت کی بدلائی ہے اللہ کے ہاں اس کا اجر کا وعدہ ہے۔

سمی گواہی پر فائز رہو۔ حق بات کہو۔ ناخن کا ساتھ مت دینا۔ اپنی خواہشات کی پیروی مت کرو۔ سورت کے آخر میں ترکہ کی تفہیم کے بارے میں ہے کلالہ وہ عورت جس کا کوئی جائز لاوڑ نہ ہو۔ یعنی اس کے بین بھائی ماں باپ اور کوئی اولاد نہ ہو۔ کسی کی برائی بد خواہی کرنا

بُهْت اور غیبت اللہ کو پسند نہیں۔ مومن کو اس سے بچنے رہنا چاہیے۔ لوگوں کی رہنمائی اور
ہدایت اللہ کے ذمے ہے۔ اللہ نے نوح عليه السلام سے لیکر آخری پیغمبر تک سلسلہ رسالت قائم
رکھا ہے تاکہ لوگوں کئے اس کی جنت پوری ہو سکے۔ اس کے بعد کی آیت اے اے میں
حیسا سیوں اور یہودیوں کا ذکر ہو رہا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آتَيْنَاكُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْعِلْمِ فَإِذَا قُضِيَتِ الْأَيْمَانُ فَلَا يَرْجِعُنَّ إِلَيْكُمْ وَلَا هُمْ يُرْجَعُونَ

نمبر ۵ سورہ المائدہ -

آیت ۲ میں لوگوں کے پوچھنے پر کیا حلال ہے اور کیا نہیں ہے۔ وہن اسلام مکمل کیا
گیا ہے۔ اور اللہ کی ساری نعمتیں مکمل کروی گئیں ہیں۔ ان نعمتوں کا ذکر ۳۸ ویں سورت
الفتح کی ابتدائی آیات میں تفصیل سے آیا ہے۔ ہمای صرف دو باتیں نعمتوں کی بیان ہو رہی
ہیں جو اس سے ہیلے کسی اہل کتاب کو نہیں دی گئیں تھیں۔ تمام کھانے طیب اور حلال کر
دیئے گئے ہیں۔ کسی چیز کی روک نوک نہیں کی گئی سوائے تین کھانوں کے۔
۱۔ سور کا گوشت۔ بہت ہوا خون۔ مرد اور جانور یا وہ جانور جو بغیر با اسم اللہ کے بتوں کے نام پر
فیخ کیا جائے۔

۲۔ اہل کتاب کے کھانے جنہیں آسمانی صحفے دیئے گئے وہ حلال ہیں۔

۳۔ اہل کتاب کی عورتیں اگر تم ان کا اہر ادا کر کے اپنے لہائی میں لاؤ۔

۴۔ صفائی و طہارت کے لئے غسل کا طریقہ۔ وضو اور تم کا طریقہ نماز سے پہلے طہارت اور
پاکیزگی مسکافی گئی ہے۔ پہلی استون کیلئے صرف غسل کرنا ضروری تھا۔ آستِ شمل کے لئے
وضو اور تم دو نعمتیں الگ دی گئیں ہیں۔

نماز کا طریقہ ابراہیم عليه السلام کے وقت سے قائم جلا آرہا ہے۔ یہ طریقہ ہر زمانہ میں
شریعت کے لحاظ سے الگ الگ رہا ہے۔ اسلام سے پہلے توریت میں نماز کا حکم دیا گیا تھا۔
موسوی شریعت میں نماز زکوٰۃ اور قربانی جمع اور جہاد کا حکم تھا۔ وہی حکم صیسوی شریعت میں
رہا۔ اور وہی حکم قرآن میں ہے۔ اسلامی شریعت بے آخری شریعت ہے اس لئے اس

تہمت اور فیض اللہ کو پسند نہیں۔ مومن کو اس سے بچتے رہنا چاہیے۔ لوگوں کی رہنمائی اور
ہدایت اللہ کے ذمے ہے۔ اللہ نے فوج ملک سے لیکر آخری پیغمبرؐ کی سلسلہ رسالت قائم
رکھا ہے تاکہ لوگوں کے لئے اس کی جت پوری ہو سکے۔ اس کے بعد کی آیت ۱۷۸ میں
صیاسیوں اور یہودیوں کا ذکر ہو رہا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ أَفْوَأْتُمُ الْعُقُودَ أَحْلَتْ لَكُمْ بَهْرَمَةً الْأَنْعَامِ

نمبر ۵ سورہ المائدہ -

آیت ۲ میں لوگوں کے پرچمے پر کیا حلال ہے اور کیا نہیں ہے۔ دن اسلام مکمل کیا گیا ہے۔ اور اللہ کی ساری نعمتیں مکمل کر دی گئیں ہیں۔ ان نعمتوں کا ذکر ۳۸ ویں سورت الفتح کی ابتدائی آیات میں تفصیل سے آیا ہے۔ ہمارا صرف دو باتیں نعمتوں کی بیان ہو رہی ہیں جو اس سے پہلے کسی اہل کتاب کو نہیں دی گئیں تھیں۔ تمام سماں کے طیب اور حلال کر دیے گئے ہیں۔ کسی چیز کی روک نوک نہیں کی گئی سوائے تین کھانوں کے۔
۱۔ سورہ کا گوشت۔ بہت ہوا خون۔ مردار چانور یا وہ جانور جو بغیر باسم اللہ کے بتوں کے نام پر فیض کیا جائے۔

۲۔ اہل کتاب کے کھانے جنہیں آسمانی صیغے دیے گئے وہ حلال ہیں۔

۳۔ اہل کتاب کی عورتیں اگر تم ان کا مہر ادا کر کے اپنے کھانے کھائیں تو۔

۴۔ صفائی و طہارت کے لئے غسل کا طریقہ۔ وضو اور نیم کا طریقہ نماز سے پہلے طہارت اور پاکیزگی سکھائی گئی ہے۔ پہلی آستوں کیلئے صرف غسل کرنا ضروری تھا۔ آیت مُكَلَّه کے لئے وضو اور نیم دو نعمتیں الگ دی گئیں ہیں۔

نماز کا طریقہ ابراہیم ملک سے وقت سے قائم چلا آ رہا ہے۔ یہ طریقہ ہر نماز میں شریعت کے لحاظ سے الگ الگ رہا ہے۔ اسلام سے پہلے توریت میں نماز کا حکم دیا گیا تھا۔ موسوی شریعت میں نماز زکوہ اور قربانی حج اور جہاد کا حکم تھا۔ وہی حکم عیسیوی شریعت میں رہا۔ اور وہی حکم قرآن میں ہے۔ اسلامی شریعت سب سے آخری شریعت ہے اس لئے اس

میں کچھ اضافہ کیا گیا ہے۔ تاکہ یہ شریعتِ محمدی دوسری فقریعتوں سے ممتاز ہو جائے۔ آیت ۲۱ سے ۳۶۔ یہودیوں کے لئے اذان کا اعلان نہیں تھا اسلام نے اذان کا طریقہ قائم کیا۔ یہودیوں اور ہیساںیوں کے لئے یہ نئی بات تھی۔

قریانی کی رسم یہودیوں میں سوچنی رسم کی تھی اسلام نے جائز ففع کرنے کی رسم جو ابراہیم ملکہ اور اسماعیل ملکہ کا پہلا مثالق خدا سے تھا "اسلم" اس کو قائم کیا گیا۔

یہودیوں اور ہیساںیوں کے لئے نماز کی جگہ گرجا گھر یا صلوٰات مقرر ہیں۔ اسلام نے مسجدوں کو نماز کی جگہ متر کرنے کے علاوہ ساری زمین اللہ کی نماز کے لئے پاک صاف قرار دے کر محکوم دی گئی جو کسی اور مذہب اور اہل کتاب میں نہیں تھا۔ اس زمین پر سب سے مقدس اور محترم جگہ وہ ہے جہاں اللہ کا گھر ابراہیم ملکہ اور اسماعیل ملکہ نے مل کر بنایا ہے جو اللہ کا مرکز عبادت قیامت تھا۔ "قیام للنَّاسِ وَاشْرَأْمَ الْمَرَاجِ وَالْمَدْعَى وَالْقَلَادَةُ" ۵ تمام نیاز نذر سنت مراد۔ اور قریانی سب کچھ اس گھر پر نذر ائمہ کرو اس گھر میں اللہ کی نیاز نذر پوری کرو۔ اور اس گھر کا طواف کرو۔ یہاں اپنے گناہوں کی مغفرت و بخشش کی دعا کرو۔ تمہاری ہر دعا ہر سنت مراد پوری کر دی جائیگی۔ اس کا احترام اور تقدیس باقی رکھو۔ اس گھر کی قدر کرو۔ دنیا کی کسی قوم کو یہ نعمت نہیں دی گئی سوائے امت مسلم کے۔ اس گھر کی نسبت قرآن کی وجہ سے۔ نزول سے قرآن سے۔ قرآن پڑھ کر سنائے وابہلے رسول رحمت سے ہے کہ جس کا مولد اور مقام پیدائش بنایا گیا ہے۔

اللہ کی رضا اور خوشبودی کے لئے اللہ تک پہنچنے کے لئے وسیلہ اختیار کو یعنی حضور مصطفیٰ کا واسطہ اور وسیلہ سنت رسول اللہ کی پوری پیروی پیروی کرو۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا قرآن کے احکامات پر قائم رہنا قرآنی احکامات کے فیصلے کرنا ہے۔ جو چیزیں اللہ نے حرام اور ناجائز کر دیں ان کو حلال اور جائز ہرگز نہ بنالو۔ اور نہ حلال جائز چیزوں کو اپنے در حرام اور ناجائز بنالیتنا۔ جموٹی قسم مت کھاؤ۔ اس کے لئے کفارہ و ننا ہو گا۔ دو ماہ کے مسلسل روزے یا ۴۰ مسکینوں کو پیٹ بھر کھانا کھلانا ہو گا۔

شراب جوآ۔ پانس۔ قرص اندازی۔ لاٹری۔ ریس کے گھوڑے دوڑانا۔ شرط باندھنا سب حرام اور ناجائز کام ہیں۔ شیطانی کام سے توبہ اور استغفار کرو۔ عمل صالح کرو اللہ کے

خوف سے تم اللہ سے قریب ہوں گے۔ اللہ کے رسول کی سُنّت اور ان کی زندگی کے طریقے پر چلو۔ مرتبے وقت و صیت کر جاؤ۔ لامان، پوری پوری واپس کرو۔ روز قیامت کی تیاری اسی دنیا کی زندگی میں کر کے چلو اس نئے کہ روز قیامت تم سے ایک ایک سوال کا جواب پوچھا جائیگا۔

دوسری بات اللہ کے رسول پر ایمان للو۔ اس کی بات انواع کے حکم کی پیرودی کرو۔ اللہ کا دن اللہ کے رسول کی طرف سے تم کو پہنچادیا گیا ہے۔ اسکی بات کو دعیان سے سنو۔ یہ دو اہم باتیں یاد رکھو۔ ہمچلی قوموں نے ان دونوں باتوں کو بخلافیا تسا۔ خاط عقیدوں اور بُت پرستی میں وَسَيْلے وَاسْطِئے تلاش کرنے لگے تھے۔ کفر و فریک بُت پرستی کرنے لگے تھے۔ انبیاء مبلغہ کی بات نہیں سُنی تھی۔ ان کو گھروں سے عکالا تسا۔ ان کو قتل کیا ان کو سُول پر لٹکایا تسا۔ یہ دو بُرے کام انہوں نے کئے اس لئے اللہ نے ان کی کتابوں اور فریعنوں کو منسوخ کر کے ان پر فرد جرم قائم کی۔ دن ابراہیمی جو کبھی ان کا اپنا دین تھا اُس کو ان سے چھین کر اب محمد الرسول اللہ صلعم کو دیا گیا ہے۔ اولاد اسخیل مبلغہ میں دن منسل ہو رہا ہے۔ یاد رکھو تم ان اہل کتاب چیزیں مت ہو جانا جن پر اللہ کا حفظ ہوا تسا۔

اہل کتاب والوں نے اپنے اپنے ہمغیروں کا ساتھ چھوڑ دیا تھا ان کی مخالفت فرروع کر دی تھی۔ ان کو ستایا تھا جہاد سے جی چڑا یٹھے تھے۔ جو نعمت آج محمد الرسول اللہ صلعم کو دی گئی ہے وہ کی اور قوم کو اس سے پہلے نہیں دی گئی تھی ان کو ابدی فریعت اسلام سے کر بھیجا گیا ہے۔ اور دن مکمل کر دیا گیا ہے۔ اس امت محمدی کو بھی جہاد کا حکم دیا یا ہے لیکن یہ حکم بنی اسرائیل کی طرح صرف ایک قوم عماقہ کے خلاف نہیں ہے بلکہ ساری دنیا جہاں اور مشرق و مغرب کے کفاروں سے۔ بلکہ ان اور اللہ کے نافرمانوں کے خلاف جہاد کا حکم ہے۔ تاکہ ساری دنیا میں اللہ کا دین "کلمۃ اللہ" کو بلند کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ نے امت مسلمہ سے وعدہ کر رکھا ہے کہ تم اللہ کے اور اللہ کے رسول پر ایمان اور آخرت پر یقین حکم رکھو گے اور اللہ کی بندگی و عبادت نمازو زکوہ کی پابندی کرو گے۔ اور صلح متعی زندگی گذارو گے تو اس سارے جہاں کی وراثت اُرمنی تمہارے حوالے کر دیجائیں گے اور آخرت میں بہترین شکرانہ دیا جائیگا۔

چنانچہ اللہ کے مانتے والے صحابہ رسول نے اللہ کے رسول کا ہر وقت ساتھ دیا اور ان کی مدد کرتے رہے ان کے ساتھ جہاد میں شریک رہے تھے لڑے۔ مارے گئے قتل ہوئے۔ شہید ہوئے مگر اللہ کے رسول کا ساتھ بھی نہیں چھوڑا۔ بلکہ ان کے ساتھ بہت کی۔ اللہ کے رسول نے حکم دیا کہ سمندروں میں کوڈ پڑو تو وہ کوڈ گئے اور جان نشار کر دی مگر خدا کے رسول کا ساتھ بھی نہیں چھوڑا۔

آیت ۳۲ میں ہابیل اور قabil کا قصر سنا کر بتایا گیا کہ نیک اور سُقیٰ۔ بد اور نافرمان دونوں مثالی نہوں نے ہیں۔ ان کا ذکر ہورتا ہے۔ خدا کے ہابیل قبولیت نزدگی شرط تقویٰ اور نیکی کی ہے ہابیل نیک سُقیٰ تھا، قabil نے ہابیل کو قتل کر دیا اللہ کے پاس نیاز نذر دعا نیک سُقیٰ لوگوں کی قبولیت ہوتی ہے۔ خدا کے درنا چاہیے ظلم زیادتی سے بچنا چاہیے۔ اللہ کو ظلم زیادتی پسند نہیں ہے۔ یہ دنیا کا نقصان ہے آخرت کی خرابی ہے۔

آیت ۳۵ میں وَسِيله ایک جنت کا نام ہے جو عرشِ عظیم سے قریب ہے۔ اسکی تلاشِ رہنمی چاہیے۔ اذان کے بعد کی دعائیں بھی اس کی طلب دعا اور توجہ کا ذکر ہے۔ اللہ سے وَسِيله طلب کرنا جنت کا اعلیٰ مقام حاصل کرنے کی دعا سکھلاتی گئی ہے وَسِيله۔ تعلق اور رشتہ سفارش۔ اللہ تک پہونچنے کے بہترین طریقے قرآن نے تجویز کیا ہے۔ جہاد فی سبیلِ اللہ کے تبعیج میں شہید کو وَسِيله جنت کے مقام میں ہمیشہ کی زندگی اور رزق عطا کیا جاتا ہے۔ دوسرا طریقہ وَسِيله کا خدا کا ذرخوف ہے۔ خدا کا ذکر لیج اور خدا کو ہر وقت راضی اور خوش برکتی کی تدبیر کرنا ہے۔ تاکہ قربِ الہی حاصل ہو۔ وَسِيله تک پہونچایا جائے۔

ہر امت کے لئے الگ الگ شریعتیں اور احکام پہونچائے گئے ہیں جو اس وقت کی ضرورت حالات کے مطابق صحیح تھے۔ توریت اور انبیل دونوں کے احکامات کا مجہبیان بنایا گیا تھا کہ اس کے مطابق انصاف و عدل کے فیصلے حق کے فیصلے کریں۔ انہوں نے اس کو بدی دیا اور چھوڑ دیا تھا۔ عیساییوں نے بھی وہی کیا جو یہودیوں نے کیا تھا۔ اس لئے اب قرآن کو نازل کیا گیا ہے۔ اس میں تعلیمات تزوہی دین ابراہیمی کی ہیں مگر شریعتِ اسلامی الگ کر دی گئی ہے۔ اب قیامت تک یہی کتاب یہی قانون شریعت نافذ اعلیٰ عمل اور جاری رہیگا۔ اس پر عمل کرنا ہوگا۔ اللہ فین اور مد و گار رہیگا۔ ان لوگوں کا جو قرآن مجید پر اللہ پر اللہ کے رسول پر ایمان لے آئیں گے۔ نماز اور زکوٰۃ دیتے رہیں گے۔ عاجزی و خاکاری سے دنیا میں نہیں گے۔ اللہ ان کا ساتھی اور دوست رہیگا۔ یہودی اپنے دین پر قائم رہتے اللہ کی کتاب توریت

میں تحریف اور تبدیلیاں نہ کرتے تو پھر نہ عیسیٰ مبلغہ کو محنت کرنی پڑتی اور نہ کتاب انجلی کی ضرورت ہوتی۔ مگر ان دونوں نے سب کچھ بدل ڈالا تھا۔ اور اپنے مطابق اس کے احکامات میں من مانی تبدیلیاں کر لیں تھیں اور اس کا مقصد فوت ہو گیا تھا۔ اسلئے قرآن کوناصل کیا جائے ہے۔ اسکی حفاظت کی ذریتے داری خود اللہ نے اپنے اوپر لے رکھی ہے۔ اب تمام فیصلے اسی قرآن کی شریعت کے مطابق ہونگے۔ یہودیوں کا جرم شہوت پرستی۔ ظلم۔ قتل۔ عمد۔ چوری۔ زنا۔ لوٹ مار تھا۔ عیسائیوں کا جرم دن میں غلو اور شیش کا عقیدہ شرک انہوں نے اپنایا تھا۔ ان دونوں پر خدا کے پیغمبر و نبی حضرت داؤد علیہم سے لے لیکر عیسیٰ مبلغہ تک لغت بھی گئی ہے۔

احکام کو آیت ۸۶ سے ختم سورت تک دوبارہ بیان کیا جائے ہے۔

حلال اور طیب روزی کھاؤ اور کھاؤ۔ جھوٹی قسم اللہ کے نام کی مت کھاؤ۔ اس کافدہ یہ دننا ہو گا۔ دس سکینوں اور محتاجوں کو پیٹ بھر کھانا کھلانا ہو گا۔ اگر یہ نہ ممکن ہو سکے تو تین دن روزہ رکھو یا غلام آزاد کرو۔ تب معافی ہو گی توبہ قبل ہو گی۔ شراب جوئے اور پانے کی مانعت کا آخری بار حکم آیا کہ یہ ناجائز اور حرام کام ہیں۔ منع کئے گئے ہیں۔

شکار حرام ہے احرام کی حالت میں۔ احرام اتنا نے کے بعد شکار حلال اور جائز کیا گیا ہے۔ اس کی خلاف ورزی پر جانور حلال کرنا ہو گا۔ یا چند محتاجوں سکینوں کو کھانا کھلانا ہو گا یا روزے رکھنے ہونگے۔

آیت ۹۔ کعبۃ اللہ کو نوع انسانی کے لئے۔ اخلاقی و روحانی مذہبی برکات اور فیوض کے لئے پاک اور پراؤں جگہ بنایا تاکہ دنیا بھر کے لوگ سال میں ایک بار جمع اور عمرہ کی عبادت کیلئے وہاں جمع ہوں۔ اور ارکان حج ادا کریں۔ ساری زمین مسلمانوں کے لئے عبادت کے لئے ہے۔ کعبۃ اللہ مرکز عبادت بنایا گیا۔

تمام روئے زمین پر اللہ نے کعبہ کو مقدس اور مشترک مقام بنایا جہاں رحمتیں اور برکتیں دن رات ہر وقت آسمان سے نازل ہوتی رہتی ہیں۔ اللہ کے فرشتے اس مقدس محترم گھر کا طوات دن رات ہر وقت کرتے رہتے ہیں۔ کی وقت بھی وہ جگہ نوع انسانی کے وجود سے خالی نہیں رہتی۔ یہ مرکز عبادت اور رحمت جتباقی ہے یہ دنیا بھی باقی ہے۔ اور جب اس گھر کو زمین سے اٹھایا جائیگا اور آسمان کی طرف اس دن یہ دنیا بھی ختم ہو جائیگی۔ زمین پر باقی کچھ نہ ہو گا۔ ”قیاماً للنّاس“ کا مطلب یہ ہے اس زمین پر سب سے پہلا بھی مکان تھا۔ اور

یہی مکان سب سے پہلے زمین سے اٹھا لیا جائیگا۔ خدا نے اپنی جگت تمام کر دی۔ اللہ کے رسول کو اس جگہ بھیج کر پہنچا دیا تو سب کچھ بہنچا دنا تھا اور سمجھا دینا تھا۔ اب لوگ جیسا بھی عمل کرنا جاہیں کریں اچھے اور بُرے کام سب روز قیامت الگ الگ کر دیئے جائیں گے۔

بارہوں رکوع سے سے چھوٹے چھوٹے امتحانات ہیں مثلاً احرام کی حالت میں خشکی کا شکار جائز نہیں۔ دریا کا شکار جائز ہے۔ چھوٹی چھوٹی غلطیوں کے لئے جانور قربان کرنے کا فارہ ہے۔ ایامِ حج میں بعض باتیں جائز ہیں اور ان کی خلاف ورزی پر فدیہ ہے۔

آیت ۱۱۰ میں حضرت بی بی مریم ﷺ پر اللہ کے احسانات گناہے جار ہے، میں اور ان کے بیٹے میع ابی میریم ﷺ پر اللہ کے احسانات اور وہ سات مشہور معجزے ہیں جو حضرت عیسیٰ ﷺ ساتھ لے کر آئے تھے۔ اہل کتاب پر اللہ نے اپنی نعمتیں مکمل کیں مگر انہوں نے ناشکری کی تھی۔ حضرت صیہی ﷺ کی دعا خوان نعمت آسمان سے عطا کرنے کی تھی۔ ان کو بھی المائدہ ۱۰۸ اگیا۔ من وَسَلَوْيٌ بھیجا گیا اور وعدہ لیا گیا تھا کہ اللہ کی ناشکری نہ کرنا۔ اس دستر خوان سے چوری نہ کرنا۔ اور نہ خیانت کرنا۔ مگر انہوں نے ہر کام خلاف کیا۔ المائدہ ۱۰۸ اٹھایا گیا۔ اگر یہ خدا کی نافرمانی نہ کرتے تو قیامت تک عیسیٰ ﷺ کی قوم پر یہ نعمتیں من وَسَلَوْی کی باقی رہتیں انہوں نے خقیدہ توحید کو بدلت کر اپنالیا تھا۔ تشکیث

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمْدَلِ اللّٰهِ الدِّيْنِ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالاَرْضَ وَجَعَلَ النُّجُومَ

سورہ نمبر ۶

الانعام

توحید ایمان باللہ کے اصولوں اور قواعد کا بیان ہے

اللہ کی وحدانیت اور اللہ کے وجود کو ثابت کرنے اور یقین دلانے کے لئے ساری کائنات بھری پڑی ہوئی ہے۔ اللہ کی نشانیاں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں۔ اللہ قادر مطلق۔ الٰہ ک

سب کچھ وہی ہے۔ اسکو چھوڑ کر باطل خداوں کو پوچھتے پرستش کرتے ہو۔ ان کے پاس کیا ہے وہ تم کو کیا دے سکتے ہیں۔ اللہ نے تم کو پیدا کیا ہے جبکہ تم کچھ بھی نہ تھے۔ بے حقیقت ایک قطرہ گندے پانی کی بونڈ اسکوا اللہ نے بڑا کیا پھیلایا ہے۔ آنکھ ناک کان۔ پینائی سماں دل دلاغ شعور اور اور اک سمجھ ہر قسم کی نعمتیں دے کر تم کو اندھیرے سے اجاتے میں لے آیا ہے۔ اس خدا کے احسانات و انعامات کو دیکھو۔ اور پھر اس کے متعلق تم ہور کرو تھہارا حقیقی ممکن مالک آقا کون ہے۔ تھیں کس کے آگے جکنا ہے۔ کس کو یاد کرنا ہے۔ اللہ کا حلم اس کی پہچان بے حاب اور لاحدہ دے۔ وہ ہر چیز پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے۔ دیکھتا رہتا ہے اس کے پاس زمین اور آسمانوں کی غیبت کی باتوں اور کاموں کی کنجیاں تدبیریں ہیں۔ ہب کے خزانے اس کے ہاتھ میں ہیں یہ دن رات اندھیرے اجاتے اس کے بنائے ہوئے اس کے قبضہ اور قدرت میں ہیں۔ دن رات تھہارے کام کے لئے بنائے گئے ہیں۔

تم دن بھر محنت و مشقت کرتے ہو۔ سک جاتے ہو۔ رات کو تھہاری نیند اور آدم و سکون میں تم تازہ دم ہو کر دوسرا دن کے کام کے لئے نکلتے ہو۔ ذرا غور کرو۔ اگر تم کو رات نیند میں سوتا چھوڑ دے نیند سے نہیں اٹھائے تو تم مردہ حالت میں پڑے رہو گے۔ یہ اسکی رحمت ہے کہ تم کو نیند سے اٹھا دیتا ہے۔ جگا دتا ہے اور کام پر لگا دتا ہے۔ تم اس کے بارے میں ہور کرو۔ تم روز مرّتے ہو اور روز جیتے ہو۔ نیند میں سوتے اور دن کو جاگتے ہو۔ موت اور حیات زندگی اور عیش سب اللہ کے احسانات ہیں۔ تم کو اللہ اسی طرح اس زندگی کے بعد موت دیگا اور واپس بلائے گا۔ اور پھر روز قیامت تم کو دوبارہ قبروں کے اندر سے جلا کر اٹھائے گا۔ یہ اللہ کے لئے آمان ہے۔ جطروح نیند اور ہوشیاری کا تجربہ روز قم کرتے ہو وہی مٹا دیہ موت اور آخرت کا اللہ کر انیسوala ہے۔ آخرت کو مت بھولو۔ موت سے فائل مت ہونا۔ آخرت کا یقین رکھو۔ موت کے فرشتے ہر ایک کے لئے آتیوا لے ہیں آتیوا کو مت بھول جانا۔ اس زندگی میں اللہ کا عذاب آتا رہتا ہے۔ کبھی آسمانوں سے جپے زلزلے، سیلاب کے طوفان ہوا ہیں۔ بارش۔ سنگاری سے پچھلی قوموں کو زیادتی ٹلم و کفر و شرک کی وجہ سے اللہ نے ان کو سزا دی اور عذاب بیجا تھا۔ دوسرا دن وہ لوگ جو خود ہی آؤں میں ایک دوسرا دن کے دشمن بن جائیں اور آپس میں کشت و خون دھل و غارت گری کرنے لگیں تو ایسے عذاب بھی قوموں میں کفر و شرک کی وجہ سے بھیتے رہتے ہیں۔ جب یہ عذاب لوگوں پر قوموں پر آتے ہیں تو ان سے تھیں کون بیجا تھا۔ اور حنافت کرتا امنی سلامتی دستا ہے۔ اور تم اسی کو

پکارتے ہو جو اللہ ہے۔ قرآن نصیحت کرتا ہے کہ دنیا کی زندگی عارضی ہے اس میں خدا کو مت بھول جانا اور کفر و شرک کے کام نہ کرنا۔ قرآن جو راستہ چلتے کا دکھاتا ہے وہی اللہ کا راستہ ہے۔ وہی اللہ کا حکم ہے اس کو ما نواں پر عمل کرو۔ یہ زین آسمان اللہ نے بنائے اللہ کا نظام قدرت کام کرتا رہتا ہے۔ اور جب اللہ کا حکم ہو گا یہ سارا نظام قدرت در حرم بر حرم ہو جائیگا۔ اللہ کا فرشتہ صور پھونک کر قیامت کا اعلان کریگا یہ بتیں تم نہیں جانتے تھے قرآن سے تم کو خبردار کیا جا رہا ہے۔

اللہ کی توحید کیا ہے۔ اس کو کس طرح مانتا ہے اسکی مثال حضرت ابراہیم ملکتم کے راکپن اور جوانی کی زندگی سامنے رکھ کر دیکھو۔ وہ کفر و شرک کے ماحول میں ایک بُت پرست گھر انے میں پیدا ہوئے تھے اور کفر و شرک سے بیزار رہے شرک سے ان کو نفرت تھی کہ لوگ جگہ جگہ پسخ رہا کہ خدا کا قائم مقام بنالیتے اور اس کو پوچھتے اور پرستش کرتے تھے۔ اور اللہ بنالیتے تھے۔ حضرت ابراہیم ملکتم اپنے باتوں سے بنالیتے ہوئے اللہ کو اللہ نہیں کہنا جاتے تھے۔ وہ اللہ کی تلاش میں ٹھکے گھوٹے پھرے۔ کفر و شرک سے نفرت کرنے لگے تھے۔ اللہ نے ان کے دل کی طلب کو ریکھا ان کو سیدھا راستہ دکھایا۔ توحید کے لئے ایک اللہ ہونے کی مثالیں تلاش کرتا۔ مثالبدات اور تجربات کرتا ہے۔ ایک دن حضرت ابراہیم ملکتم کو یعنیں ہو گیا کہ بیشک اللہ ہے زبردست قوت والا ہے مارتا ہے اور جلاتا ہے زندگی بھی دلتا ہے۔ موت بھی دلتا ہے یہ سب اسی کے اعتیار میں ہے وہ اکیلا ہے اس کے آگے ابراہیم ملکتم بجدہ میں جگت گئے۔ حضرت ابراہیم ملکتم توحید کے قاتل ہوئے اور اللہ پر ایمان لائے۔ کفر و شرک کو چھوڑ کر گھر بارماں باپ ساری دنیا چھوڑ کر اللہ کے نام پر توحید کے لئے ہجرت کری۔ تو اللہ نے انکو پسند کیا اور اپنے انعام و اکرام سے نوازا۔ اولاد دی یئٹے اور پوتے عطا کئے کہ اس کا نام باتی رہے اور اللہ کو ماننے والے باتی رہے۔ اولاً ابراہیم ملکتم میں نبوت و رسالت اور بادشاہت کی ہر نعمت دنیا کی ان کی نسل میں پھیلادی کے ابراہیم ملکتم موحد تھے اللہ کو ماننے والے پہلے مسلم اور شکر گذار بندہ تھے۔ بنی اسرائیل میں کئی صاحب شریعت انبیاء ملکتم مجھے توریت۔ زبور اور انجلیل کی الہامی کتابیں آسمان سے بیجیں کہ لوگوں کو نصیحت کریں۔ توحید اور دین ابراہیمی سکھایا اسکو پھیلایا تاکہ دنیا اللہ کے نام سے اللہ کے کام سے واقف ہو جائے۔ کفر و شرک بُت پرستی چھوڑ کر ایک اللہ کے پرستار ہو جائیں۔

قرآن بھی الہامی کتاب ولی ہی ہے جیسی زبور۔ توریت اور انجلیل آئی تھی۔ یہ آخری

کتاب ہے اس میں ساری پہلی الہامی کتابوں کی تعلیم تفصیل سے آتی ہے۔ جو حق تعالیٰ تعالیٰ جکو بنی اسرائیل اور عیسایوں نے کتاب میں بدل دیا تھا اس کو دوبارہ اس قرآن میں شامل کر کے اسکی پوری حفاظت کردی گئی ہے پہلی ساری کتابیں شریعتیں قوانین سب منسوخ کر کے ختم کردیے گے۔ اب صرف اسلام اور دن باتی رہیں گا قیامت تک اسی قرآن کی تعلیمات پر عمل ہوگا۔ یہ آخری کتاب ہے اسکو قبل کرو اللہ پر ایمان بالغیر رکھو۔ آخرت کے دن کا یقین محکم مضبوط رکھو۔ اللہ کی عبادت بندگی میں صبح و شام بچکے رہو۔ اللہ کے احکامات کے مطابق زندگی گذارو۔ روز قیامت تم سے پوچھا جائیگا۔ اس پر ایمان اور یقین رکھو یہی قرآن کی تعلیم ہے۔ اللہ عالم غیب والشہادہ ہے ہر چھپے اور ظاہر کا علم رکھنے والا ہے اس کے پاس علم غیب غیب کے خزانوں کی کنجیاں ہیں۔ "مَغَايِعُ النَّيْبَ" یہ کیا ہیں اس کی مزید شریع سودہ مریم کی شخصیت کی حروف مقطعات اور سورہ الشوریٰ کی آخری آیات میں لمحیں گی۔ یہاں صرف اس کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ایک بات اتنی یاد رکھو کہ موت کا وقت علم غیب ہے۔ اللہ ہی کے علم میں ہے کہ کس کی موت کب آتی ہے۔ جب موت آتی ہے تو اللہ کے حکم سے آتی ہے۔ فرشتے روح قبض کے جہاں سے وہ آتی تھی اسی جگہ یعنی آسمانوں میں لیجا کر پہنچا دیتے ہیں۔ (آیت ۵۹ سے ۶۲) جو اوپر آسمانوں میں جاتی ہیں وہ مومن کی روح، مومن کی نماز، خیرات و مددقات، دعائیں، نذر و نیاز نہست و مراد اور نیکیاں ہوتی ہیں۔ اور جو آسمانوں سے زمین پر اتری رہتی ہیں وہ اللہ کی رحمتیں، برکتیں، عمر، حیات، زندگی، رزق اور تقدیریں ہوتی ہیں۔ طالبوں کے لئے عذاب، آفت و کُم بیماریاں بھی آسمانوں سے نازل ہوتی رہتی ہیں۔ اس لئے اللہ کے عذاب سے ہمیشہ پناہ مانگتے رہو اور اللہ کی رحمت کے طلب گار بنو۔ جنہوں نے کفر و فریک کیا بت پرستی کی ان کی موت کے وقت فرشتے ان کی روح جسم سے نکلتے وقت ان سے ضرور پوچھیں گے اور ان کو یاد دلائیں گے کہ وہ دنیا میں اللہ کو بھولے ہوئے تھے۔ ان کی روح جسم سے اور جان سنتی سے نکالی جائیگی اور برزخ میں پہنچائی جائیگی اور آخرت میں اللہ کے سامنے پیش کیا جائیگا۔ اس وقت تمہارے معبودان باطل پتھر کے بٹ جنہیں تم اللہ کا فریک بنائے ہوئے تھے تمہاری کیا مدد کریں گے؟ اور کیا سفارش کریں گے۔ کیا وہ تم کو اللہ کے عذاب سے بچائیں گے۔ سوجہ غور کرو۔ وہ اللہ ہے جودا نہ کو زمین کی گود سے باہر نکالتا ہے کونپل سے درخت پل پھول س اسی کی ربویت اور قدرت کا کمال ہے۔

سورج کو روشنی دے کر طلوع کرنیوالا اور دن کا اجالا دینے والا۔ سورج کا غروب اور رات کا اندر حیراتار بھی تم کو نیند دینے والا، نیند میں موت دینے والا۔ نیند سے جا کر دوسرے دن کی زندگی دینے والا تمہارا مالک اللہ سب وہی ایک اللہ ہے۔ اس بات میں خود کرو۔ آسمان میں ستارے، روشن رات کے مسافروں کو، سمندر میں چلنے والے، جہازوں کو راستے کی سست دکھائے منزلوں کا نشان پڑتے دیتے میں یہ سب نظام قدرت ہے اللہ ہی نے اسکو بنایا ہے۔ تم کو تمہاری ماں کے پیٹ کے اندر زندگی دینے والا، تم کو پانے والا، قفرہ سے گھبر بنا کر لٹانے والا وہی ایک اللہ ہے۔ پھر وہ تم کو موت دتا ہے۔ قبر کی حالت میں بزرخ کی زندگی میں رکھتا ہے۔ پھر قبر کی مشی سے دوبارہ زندہ کر کے اٹھاتا ہے۔ اپنی عدالت میں محروم کریگا اور پوچھے گا کہ دنیا کی زندگی تم نے کیسی گذاری۔ کیا کام کئے۔ اللہ کو مانا تھا اللہ کے رسول کو اللہ کے دن کو قبول کیا تھا۔ تم جنوں کو شیطانوں کو پوچھتے ہو۔ بُتوں کو پوچھتے ہو۔ ستاروں کو پوچھتے ہو شرک اور کفر کے کام کرتے ہو۔ اللہ کے فرشتوں کو آسمانوں میں اللہ کی بیشیاں کھتے ہو۔ یہ سب کیا ہے اللہ تو ایک اکیلا ہے اس کا نہ کوئی بیٹا ہے اور نہ بیٹی اور نہ کوئی مددگار اور شریک ہے۔ وہی سب کو پیدا کرنیوالا۔ پانے پرورش کرنیوالا صوت اور زندگی دینے والا ہے اُسی اللہ کی عبادت کرو اُسی کے آگے جمک جاؤ۔

بیشک تم اسکو دیکھ نہیں سکتے وہ تم کو نظر نہیں آتا مگر وہ ہے تمہارے ہی پاس تم کو دیکھتا رہتا ہے۔ تم کو سنتے رہتا ہے۔ تمہارے پاس بہت قریب رہتا ہے۔ تم اس کا یقین کر سکتے ہو۔ وہ بالغیت ہے۔ نظر سے عقل سے آنکھ سے اسکو تم نہیں پہچان سکتے دل سے یقین سے ایمان یا غیب سے تم اسکو پہچان سکتے ہو۔ یقین کر سکتے ہو۔ وہ اللہ تمہارے دل کے اندر ذہن اور سعود میں زندگی کی رگ رگ میں سما یا ہوا ہے۔ وہ اللہ اکیلا ہے۔ واحد ہے۔ بے نیاز اللہ الصمد ہے۔ لہذا اس قرآن کی بات مان لو۔ دل سے یقین سے اللہ کے مانتے والے بن جاؤ۔ یہی دین کا صحیح راستہ ہے۔ کفر اور شرک کی نجاست سے دور رہو۔ اللہ کے رسول کا کام اللہ کا تعارف اللہ کا اقرار کرنا ہے یا تو یقین سکھاتے تھے کہ ہمارے پاس اللہ کی کوئی نیٹانی کوئی بدایت نہ کر اللہ کا کوئی پیغمبر اگر آئیا تو ہم اسکی پیروی کرس گے اور اس پر ایمان لائیں۔ اور اب جب کہ اللہ کا رسول اللہ کی آیات لے کر ان کے پاس پہونچا تو شک شبہ ظاہر کرنے لگے۔ بدایت اور نیٹانی قبول کرنے کے لئے دل اور ذہن کو پاک صاف کرنا ہوتا ہے۔ جب دلوں میں کھوٹ شرک اور کفر کی گندگی جی ہو تو اللہ ان کے قلوب کو بھی پلٹ کر زنگ

آکوڈ کر دیتا ہے پھر توفیق ہی نہیں ملتی۔

اللہ کا تکمیلی قانون یہ ہے کہ اس دنیا میں خیر اور شر دونوں ساتھیں گے اور دونوں میں مقابلہ رہیگا۔ اس نظام عالم میں ہر چیز متنازع اور مخالف قولوں سے قائم ہے اور چل رہی ہے۔ جب تک یہ دنیا قائم رہیگی خیر اور شر دونوں لازم و ملزم رہیں گے۔ اسی سے تو آزمائش اور مقابلہ امتحان ہوتا رہتا ہے۔ اور یہ جنگ نیکی بدی کی ہوتی رہیگی۔ اس نے اس دنیا میں انسان جن اور شیطان کام کرتے رہتے ہیں یہ خدا کی مرمنی مشیت و عملت سے ہوتا ہے۔ آخرت کو اسی نے توجیہ کر رکھا گیا ہے کہ وہاں روز حساب اس امتحان کا بدلہ دیا جائیگا۔ حلال اور حرام اللہ کے حکم سے ہے۔ اللہ کے نام فیض کیا ہوا حلال ہے اسکو سمجھاؤ۔ غیر اللہ کے نام کا ذیح ناجائز اور حرام ہے۔ کھلڑا علانیہ اور پوشیدہ چھپ کر گناہ کے اور چوری کے کام سب چھوڑ دو۔ اللہ درجکھتے رہتا ہے۔ اللہ نے کیا کیا حرام کیا ہے اسکی فہرست دی گئی ہے:- فرک، ماں باپ کی نافرمانی، گستاخی، قتل اولاد، مفلسی کے ڈر سے، غاشی، زنا، بدکاری، قتل عمد۔ ان چیزوں کو گینٹایا گیا ہے۔ یہ پانچ باتیں ہیں۔ تین اور آگے کی آیت ۱۵۳ میں مال پتیم۔ ترازو کی ڈنڈی مارنا۔ حق بات کی حمایت کرنا۔ عہد اور قول کو پورا کرنا ہے۔ انسان کا حلم محدود اور ناقص ہے اللہ کا علم و سمع اور رحمتوں برکتوں والا ہے۔ دن اسلام میں مسلمان کی زندگی کے حیات اور موت کے معاملات میں حکم صرف خدا کا چلے گا۔ لوگوں کی اپنی مرضی، منشاء اور حمل کا نہیں چلے گا۔ حلال و حرام سب کچھ بتادیا گیا ہے۔ اس پر قائم رہو۔ اور اسکو کبھی بدل نہ دینا اور حرام کو کبھی حلال و جائز نہ بنالینا۔ یہ نافرمانی اور فتن و کفر کے برابر ہے۔ دائروہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے اگر اپنی مرضی اور منشاء سے عمل کو گئے تو۔ اللہ کا نام لے کر سمجھاؤ۔ اللہ کے نام سے حلال خیر و برکت اور شفاء ہے۔ بغیر اللہ کے نام کے ہرگز مت کھانا۔ یہ قرآن سارے جہانوں کے لوگوں کے لئے آیا ہے۔ جو اس پر ایمان و یقین رکھتے ہیں اسکی پیروی کرتے ہیں۔ قرآن کی تعلیم اسلام کی تعلیم ہے یعنی خود کو اللہ کے حکم کے مطابق اُستوار کر لینا۔ اللہ کی مرضی و منشاء کے مطابق اپنی مرضی اور منشاء کو قریان کر دینا ہے۔ تسلیم و رضا پورا پورا اسلام میں داخل ہو جانا مکمل حوالگی اور سُرُدگی کا نام اسلام ہے۔

دن اسلام صحیح راستہ زندگی ہے جس کا جی جائے قبول کرے۔ اللہ رحمت و مغفرت والا ہے۔ ایک نیک کا دس گناہ ثواب لکھتا ہے اور ایک بُرائی کا صرف ایک ہی بُرائی کا الزام لکھتا ہے۔ اللہ کی رحمت بہت و سمع ہے دین عام ہے۔ دین ابراہیمی میں خود کو اللہ کی مرضی و

مشائے حوالے کر دنا ہے۔ کھانا پینا۔ سونا جا گنا کام کاچ معاملات کاروبار سب کچھ دن کے مطابق ہوتا چاہیے۔ اس لئے کہ مومن کی پوری زندگی ایمان اور یقین، تعلق بالله اور آخرت کا یقین اور فکر سے ہے۔ اسکی عبادات نماز روزہ۔ زکوٰۃ سب کچھ خلوص سے اللہ کی رضاۓ کے لئے ہونا ہے۔ مومن کا جینا مرنا بھی اللہ کے لئے ہوتا چاہیے۔ روز قیامت سب کو اپنا اپنا حساب پیش کرنا اور اس کا جواب دنا ہے کوئی دوسرا کسی کا بوجوہ گناہ کا ذمہ دار اور جواب دہ نہیں ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الْكَلْمَصُ ۝ كَتَبَ إِذْلَى الْكِتَابِ فَلَمَّا كُنَّ فِي صَدَرِكَ حَرَجَ مِنْهُ ۝

نمبرے سورہ الاعراف

تعلق بالله اور فکر آخرت کا بیان ہے۔

آدم کی سرگذشت سے فروع کر کے مرد اور عورت اور شیطان پر سورت کا اختتام ہے۔ ساری دنیا والوں کو، ان کے اپنے انجام سے جو وہ نہیں جانتے پہلے سے خبردار کرنے والی یہ معلومات کی کتاب کا پیغام ہے۔ سارے جہانوں کے لوگوں کو جو قیامت تک آتے رہیں گے ان سب کے نام پہونچا دینا ہے۔ سورت کی ابتداء اعمال کے وزن کے جانے اور قول تول کر حساب دینے کے بیان سے ہو رہی ہے۔ اسی پر انسان کی نجات کا داروددار ہے۔ اعمال وزنی کب ہوتے ہیں اور یہ کم وزن کب ہوتے ہیں، اس پر حور کرو تو معلوم ہو گا کہ عمل وہی ایک ہے اس کی نزعیت، کمیت، وزن اور جنم بڑھتا رہتا ہے اور سمجھتا رہتا ہے ایک ہی عمل ہے۔ نماز، زکوٰۃ، خیرات صدقہ اگر ان میں خلوص نیت ہے، تھوڑی ہے، اللہ کا خشوع و خضوع ہے۔ ایمان اور یقین کے ساتھ ہوتا رہتا ہے تو اس کی قدر و قیمت ہے اس کا وزن بڑھتا رہتا ہے۔ یہی عمل ریا کاری، منافقت کا، جان برو بمال سمجھ کر، بے دلی بے رغبت کے ساتھ۔ مال مشول کے لئے۔ شتن ستم بننا کر کیا جائے تو اس کی کوئی وقت

قدرو قیمت نہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ایسی نماز منہ پر مار دیجائیگی۔ ان نمازوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے بے خبر اور لا تعلق ہیں لوگوں کو دکھانے کے لئے ادا کرتے رہتے ہیں۔ آن کا وزن مجھے ملے گا۔ اور حکم ہو گا۔

اللہ کی میرزاں ترازو پر اس کا کاشا خود دکھادے گا بتا دیگا کہ اس عمل کا وزن کیا ہے۔ زندگی بھر پور سائیہ ستر، اسی سال کی ملی کہ اعمال کا وزن بڑھا جوقدر بڑھا کتے ہو۔ مرنے کے بعد روز آخرست میرزاں پر ساری زندگی کے کرتوں سامنے تو لے جائیں گے جب کا وزن میرزاں بتا دیگی۔ اس کی فکر اور تیاری اسی دنیا کی زندگی میں کر کے یہاں سے رُخت ہونا ہے۔ ورنہ گھٹائی میں رہو گے پھتاوے گے اس کا اس دن کوئی فائدہ نہ ہو گا۔

آدم کی سرگذشت میں دو الگ طریقے اور راستے سامنے رکھ دیئے گئے ہیں۔ ایک انسانیت شرافت کا بندگی و نیازمندی کا کھلا ہوا راستہ ہے۔ دوسرا شیطان کا وسوسوں والا، فساد، شر، فتنہ نفاذی خواہشات کی پیروی کا راستہ ہے۔ ان میں انتخاب انسان کو خود کرنا ہے کہ کون سا راستہ اختیار کرے اور کونسی راہ چلے کہ منزل مقصود آخرست منور جانے مدد مر جائے۔ یہ دونوں آسمانوں میں بنائے گئے ہیں۔ انسان مٹی سے اور شیطان آگ اور دھنوں سے الگ الگ مختلف مادوں سے دو الگ طریقے تخلوکات ہیں۔ اور ان کا آپس میں مقابلہ اور استھان رکھ دیا گیا ہے۔

صرف انسان بلکہ شیاطین اور جنات کو بھی اس کتاب سے ہدایت نصیحت اور تبلیغ ملیگی وہ بھی آگاہ ہو جائیں۔ اللہ سے تعلق اور رشتہ جوڑے رکھو خلوص سے پتے دل سے عبادت بندگی کو قبول ہو گی۔ روز قیامت اعمال وزن کر کے تو لے جائیں گے حکم وزن والے اور زیادہ وزن والے اعمال کو اسی حساب سے بدلتے دیا جائیگا۔ انسان کی پیدائش کا مقصد یہ ہے کہ وہ اللہ کی بندگی کے نئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس کو علم سے ہر بات چلے ہی سماوادی گئی ہے۔ اس کے رب کی طرف سے کہ اسکو کیا کرنا ہے۔ شیطان نے اس کے رب کا حکم نہیں مانا تھا وہ مردود ہوا۔ انسان کا دشمن بن گیا۔ انسان اور شیطان میں لشکش کی ابتداء شروع ہو گئی۔ وَلَقَدْ مَنَّا كُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَنَا كُمْ فِي سَمَاوَاتِنَا تَكْثِيرًا لَكُمْ فِي سَمَاوَاتِنَا تَكْثِيرٌ ۝

دونوں کو زمین پر اتار دیا اور زمین میں رُزق پھیلادیا اور کھیا کہ محنت و مشقت سے حلال روزی کھاؤ کھاؤ اور زمین پر زندگی گذارو۔ ایک خاص وقت تک مہلت ہے زندگی کی اس کے بعد موت ہے حالم برزخ ہے قیامت جس دن آئیگی اس دن سب کو اکٹھا کر کے پوچھا جائیگا کہ دنیا کی

زندگی میں لطیرج رہے اور لیے زندگی گذاری۔ کیا کیا اچھے کام کئے اور کیا کیا بُرے کام کئے۔ اللہ کی نافرمانی کی سب کا حساب لیا جائیگا۔ انسان سے بھی شیطان سے بھی حساب لیا جائیگا۔ دونوں کی بصیرت ہدایت کے لئے پہ کتاب انتاری گئی ہے۔ دونوں ایکدوسرے کے مقابل جس میں مُضناد مختلف کام میں لگے رہتے ہیں۔ ایک صراطِ مستقیم پر چلتا ہے دوسرا اُس کو صراطِ مستقیم سے بُلٹھتا رہتا ہے اسی لٹکش میں امتحان اور آزانش کی اس دنیا کی تخلیق کائنات میں انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اُس کے بنانے کا اصل مقصد اشرف مخلوق کو دوسرے مخلوقات سے منوانا اور اُسکی عظمت و تسلیم کرانا تھا۔ اس نے اس کو جب بنایا گیا تو بہترین شکل و صورت مکمل کر کے بنایا گیا تھا۔ پھر اُسکی عظمت اور بُزرگی کے لئے علم سکھایا گیا۔ علم سے اُسکی عظمت اور بُڑائی تسلیم کی جاتی ہے۔ پھر اُس نے جو چاہا جو مالکا وہ دیا۔

خواہ اس نے ماہی خواہ عطا ہوئی جنت کے سارے العلامات اس پر کھوول دیے گئے جنت ترک ملکیت بنادی گئی۔ یہ ساری عظمتیں انسان کو دی گئیں فرشتوں سے اُس کو بُجھہ کرایا گیا لیکن اس انسان نے کیا کیا؟۔ اُس نے خود کو اپنے آپ کو اُس مقام بلند سے نیچے گرالیا۔ عورت کی خواہش نفس میں، اُسکی باتوں میں آگیا۔ شیطانی و سوسوں میں عورت کے ساتھ وہ خود بھی گمراہ ہو گیا۔ بھول گیا کہ اس کو کیا سمجھا گیا تا اور اس نے علیٰ کی اور اس کے خلاف کام کیا۔ اللہ کی نافرمانی ہوئی اللہ کے نافرمان جنت میں تھیں رہ سکتے تھے اس نے اسکو جنت سے نکالا گیا۔ زمین پر پہنچا یا گیا کہ اس زمین پر اسکو مرنا ہے جینا ہے اور رہنا ہے اور مرانے کے بعد دوبارہ اسکو قبر سے زندہ ہو کر اپنا حساب و کتاب دینا ہے۔

انسان جب زمین پر آیا تھا تو اور زاد برہنہ آیا تھا۔ اسکو بُری کی ضرورت تھی تاکہ اس کا جسم ڈھک سکے۔ اُس کے مقاماتِ فرم و حیا کے لئے پر وہ ہو۔ شیطان تو چچے لگا ہوا ہے کی طرح اس کو بے فرم و بے حیا کر دے۔ اُس کا بُری اُتار کر اُسکی فرم مگاہوں سے اس کو لذت کیف و سرور کا مزہ، لیکن جس کی خواہش کے کام پورا کر دے۔ اللہ نے ظاہری بُری سے تو اور پر کا ستر آدمی ڈھانکنا ہی کافی نہیں سمجھا بلکہ انسان کے اندر ایک خواہش نفس۔ رغبت جس پوشیدہ رکھدی گئی ہے جو انسان کا امتحان کرواتی رہتی ہے اُسکی آزانش کے لئے نفس کی خواہش طلب ضروری ہے۔ نفس میں توامر۔ آثار۔ اور مُعلمۃ تینوں باتیں رکھدی گئیں ہیں۔ جائے تو انسان ان تینوں سے کام لے کر نفس پر قابو رکھے نفس کی اصلاح کرے اور نفس مُطمئنة حاصل کرے۔ سب سے پہلی بات یہ سمجھائی گئی کہ اللہ کا ڈر اور خوف ضروری

ہے۔ اس کے بعد اللہ کی عبادت اور بندگی صبح و شام ہوتی رہے تاکہ اللہ سے بندہ کا ربط اور تعلق قائم رہے۔ "قلْ أَمْرِ رَبِّنِي بِالْقُطْطِ - وَأَقِمْ وَجْهَكُمْ عِنْدَكُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْصِّصِينَ لِهِ الدِّينِ ۝۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کون اللہ کی بات مانتا ہے اور کون شیطان کی پیروی کرنیوالا ہے۔ انسان کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے یہ کتاب دیکھی ہے جو اس کو صراطِ مستقیم کی ہدایت کے راستے کی طرف لے جاتی ہے۔

انسان کا اس کتاب سے قریب کا تعلق ہے اسی کی ہدایت پر اسکی سلامتی ہے اس سے دوری اور غفلت ہلاکت و بر بادی ہے۔ لہذا اس کتاب کی ہدایت پر زندگی گذارو۔ لہنی مرضی کی من مانی زندگی، خواہشاتِ نفس۔ لذاتِ کیف و سُرور کی مدھوش بیکار زندگی سے کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ تم سے پہلے بھی لوگ اس دنیا میں گذر چکے ہیں ان کی زندگی ان کی تابیخ معلوم کرو۔ کیسے ہلاکت و بر بادی ہوئی ان کی زندگی اور ان کے اعمال کا انجام اور نتیجہ ویسا ہی ہو گا جیسا وہ عمل کرتے تھے۔ انسان بغیر ہدایتِ نصیحت و رہنمائی کے اس دنیا میں سیدھی راہ پر چل نہیں سکتا۔ اس لئے اللہ نے لہنی پر بانی فضل و کرم سے دنیا والوں کی رہنمائی کے لئے رسول نجحے۔ کتاب آسمان سے انتاری کہ رسول اللہ کی پیروی کریں یہ کتاب پڑھیں۔ اس کتاب پر عمل کریں۔ روز قیامت مسلمانوں سے ضرور پوچھا جائیگا کہ انہوں نے کس حد تک اپنے رسولوں کی پیروی کی اور کقدر کتاب کو پڑھا۔ اس سے کیا سیکھا اس پر عمل کیا یا نہیں کیا۔ رسولوں سے بھی پوچھا جائیگا کہ انہوں نے خدا کا پیغام پورا پورا ان کیک پہنچا دیا تھا یا نہیں۔ لوگوں کے اعمال ناموں کے وزن کرنے سے پستہ لگ جائیگا کہ کس نے عمل نیک صلح کیا اور کس نے زندگی خراب کی۔ دنیا کو ایک آزمائش گاہ بنایا اسکو اس دنیا میں لٹکش حیات کے لئے پیدا کیا کہ وہ محنت و مشقت سے لہنی روٹی حلل طیب طریقے سے کما کر کھانے اور اللہ کا شکر ادا کرے۔ مگر کتنے ہیں ایسے جو حلل و طیب روٹی کھانے والے اللہ کی نعمتوں کا شکر و احسان مانتے والے ہیں۔ انسان کی ابتدائی حالت اور تاریخی واقعہات پر عور کو تو معلوم ہو گا کہ جنت کے باغات و انعامات میں وہ اللہ کا شکر گذار اور فرمانبردار بھی نہیں رہتا۔ اللہ نے اس کی آزمائش کی اسکان لیا تو وہ ناکام ہوا۔ اللہ کے حکم کی نافرمانی کی خلطی کی۔ فرست نفس۔ نفسِ آمارہ کی لذت میں اس نے گناہ کیا اور خلطی پر نادم ہوا اللہ سے توبہ و استغفار طلب کی۔ اللہ نے اسکو مُعاف کر دیا۔ مگر اس کو آسمان کی جنت سے بکال باہر کیا اور اس کے دوسرا سے ساتھی ابلیس کو بھی باہر بکال دیا کہ وہ بھی اس کا شرپک جرم تھا انسان کے نفس

لماڑہ کو بھکایا تھا۔ اس کے دل میں اور حوا کو وسوے میں ڈالا اور لذتِ عیش۔ دوام کا لائی دیا تھا۔ عورت تو بہت جلد لیج اور دھوکے میں آجائی ہے جب آسمان سے آدم و حوا زمین پر اتارے گئے تو ان کی سب سے پہلی ضرورت نگے جسم کو چھپانا تھا۔ جنت میں ان کی شرمگاہیں چھپی ہوئی تھیں وہاں تقویٰ کا لباس تھا جب شرمنودہ کا پسل کھایا تو تقویٰ کا لباس آٹر گیا اور شرمگاہیں کھل گئیں۔ بے شرمی اور بے حیاتی تو جنت میں کہیں نہیں تھی اس کے اثرات اور لوازمات کی تکمیل بھی وہاں نہیں ہو سکتی تھی اس لئے انھیں جنت سے نکلا گیا تھا۔ دونوں نے اپنی شرمگاہوں کو چھپانے کے لئے درختوں کے پتے استعمال کئے وہ گر جاتے تھے۔ درختوں کی چھال استعمال کی وہ بھی کام نہیں آئی پر انہوں نے محنت و مشقت کی عقل و سمجھ سے کام لیا اور لباس کی ضرورت پوری کی۔ نگے جسم کو چھپایا اللہ نے ان کو لباس تقویٰ حاصل کرنے کا سبق سکھایا کہ جسم کی حفاظت اور روح کی حفاظت انسان کی پہلی ضرورت ہے۔ انسان کی تقدیر پیدائش کے وقت ہی لحمدی گئی تھی کہ وہ اس دنیا میں کیا کیا کام کرے گا اور کس طرح رہے گا اور کس طرح دنیا سے اس کی واپسی ہوگی۔ موت حیات اور تقدیر انسانوں اور شیطانوں کی اوبپر لکھ دی گئی ہے۔ انسان اگر چاہے تو اپنی اطاعت فرمانبرداری اور حکم و رضا سے اپنی دعاؤں سے اتجاویں سے اپنی تقدیر میں رد و بدل کر سکتا ہے۔ تقدیر کا وہ حصہ جو بدل سکتا ہے وہ بدلا جاسکتا ہے۔

اگر انسان نیک سعادت مند مستقیٰ بن کر زمین پر زندگی گزارے گا تو اس کی واپسی کی جگہ آسمانوں میں ہوگی اس کی روح کیلئے آسمانوں کے دروازے کھول دیے جائیں گے اس کی جگہ عالمیں میں ہوگی۔ اس کیلئے آسمان بھی روئے گا اور زمین بھی روئے گی کہ یہ اللہ کے مخلص بندے تھے۔ اور جو نافرمان بن کر زندگی گزاریں گے ان کی روحیں آسمانوں سے دُمکھارے جائیں گے ان کی واپسی ہوگی وہ حالم برخی میں پہنچائے جائیں گے ان کا اوبپر جانا ایسا ہی ناممکن ہو گا جس طرح سُوئی کے ناکے میں سے کسی اونٹ کا گذرنا ناممکن ہوتا ہے۔ یعنی ناممکن و محال کیلئے قرآن یہ مثال دلتا ہے۔

ابلیس بھی انسان کے ساتھ آسمان سے زمین پر اسٹارا گیا تعاوہ بھی انسان کے ساتھ ساتھ آیا اور ساتھ ساتھ دہیگا اسکو کسی لباس کی ضرورت نہیں ہے۔ اسکی تخلیق آگ، دھوئیں اور گندک سے ملا کر کی گئی اسلئے وہ انسان سے چھپا رہتا ہے اور چپ چپ کر اسکو بے حیاتی فاش کر لئے اس کے کپڑے اتار کر ٹھیٹ کے شرمگاہوں کے میل طاپ سے لطف اٹھانا سکتا تا

ہے اس لئے انسان کو اپنی حفاظت کے لئے شیطانی کاموں اور وسوسوں سے بچنے رہنا چاہیے۔ اللہ نے انسان کو خدا کی حدایت لور بندگی کا سبق پڑھایا کہ وہ شیطان کے فر سے محفوظ رہیں۔ نماز کا حکم دیا کہ صاف سحر سے کپڑے بیاس پہن کر، پاک صاف وضو کر کے، جسم کی پاکی کرے۔ روح کی پاکی کے لئے اللہ کے آگے جمک جاؤ اس کی بندگی میں بجہہ کرو۔ اس کا حکم مانوا اللہ نے پاک صاف حلال طیب روزی کا حکم دیا ہے۔ اسکو حکماً اللہ تمہاری رہنمائی کرتا رہی گا۔

ہر شخص کے لئے فرشتے باری باری مقرر کئے جاتے ہیں جو اسکی حفاظت پر مأمور ہوتے ہیں۔ آیت ۱۱ سورہ الرعد ۳۲ اوس سورت پر اللہ کے حکم سے ہوتا رہتا ہے۔ کیونکہ آسمان سے حذاب۔ مصیبت۔ وَبَال۔ بُلْجیٰ گلگ۔ چمک کا نزول ہوتا رہتا ہے۔ جس سے اللہ کے مأمور فرشتے بھی ڈر خوف سے لرز جاتے ہیں اور دنیا والوں کے لئے فرشتے رحم کی اپیل اور دعا کرتے رہتے ہیں اللہ خوب جانتا ہے کہ کتنی چمکتی بجلی کس کے لئے حذاب اور بلکت موت ہے اور کس کے لئے پیغام امید اور اچھی فصل کی خوشخبری ہے۔ اور لوگ ہیں جو اللہ کی یاد میں شک کرتے اور جگڑتے رہتے ہیں۔ اللہ پر ایمان اور یقین نہیں رکھتے۔ اللہ ہی کو یاد کرو۔ اس کو پکارو اس سے مفترض طلب کرتے رہو۔ کائنات کی ہر چیز اللہ سے ڈرتی اور خوف کھاتی اسکو پکارتی اس کی حمد و لیس کریمہ کرتی رہتی ہے۔ وہ جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اللہ کی یاد و لیس میں وقت گزارتے ہیں ان کے دلوں کو سکھ چین نصیب ہوتا ہے۔ اللہ کے پاس نوح محفوظ ہے۔ ام الکتاب رحمی ہوتی ہے اس کے مطابق احکامات فرشتوں کو آسانوں میں دیے جاتے ہیں۔ اللہ کو اختیار ہے کہ ام الکتاب کے فیصلے بدال دالے۔ ان میں تبدیلی کر دے۔ ان میں آسمانیاں پیدا کر دے۔ اسکی مرضی اس کی مشیت سے اللہ یعنی نشانیاں۔ آیات اس روئے زمین پر حالات و واقعات میں اتفاق میں لوگوں کے اندر ان کے ماضی و حال و مستقبل میں دکھاتا رہتا ہے۔ کہ لوگوں کو اللہ پر اسکی کدرت کاملہ پر اسکی تقدیر پر یقین آجائی گا۔ اس قرآن کے ذریعہ اللہ سب کچھ اسرار۔ بھید۔ رموز کدرت آشکار کرتا رہتا ہے۔ اور لوگوں کو اس کے مطابق پکھتا رہتا ہے۔ ام الکتاب کا حلم الکتاب خدا کے پاس ہے۔

ہر قوم اور فرقہ کے لئے زوال کھو دیا گیا ہے۔ یہ اللہ کا قانون ایجادال ہے۔ ہر چیز اس دنیا میں فانی ہے اسکو فنا ہونا ہے۔ ختم ہوجانا ہے۔ اس کا دن اور وقت مقرر ہے۔ اس زندگی کے بعد موت کا آنا یقینی ہے۔ سب کو مرتا ہے موت کا وقت مقرر کر دیا گیا ہے۔

رہنمائی سے لے کے اللہ نے اپنی کتاب سم کو دی ہے۔ اب ارم رسولوں کو جھکلو لے ائمہ لی کتاب سے غسلت والا پروانی کرو گے تو پھر تم گمراہ رہو گے شرک اور کفر میں بستکار ہو گے۔ گناہ کے بد کاری کے بد اخلاقی کے کام کرنے لگو گے۔ تم شیطان کے ساتھی بن جاؤ گے اور دوزخ کی آگ میں شیطان کے ساتھ تم بھی پہنچاٹے جاؤ گے۔

کہ والوں کو اہل القُرْآن کے نام سے نصحت اور پداشت کی جاری ہے کہ اللہ سے بے خوف اور عاقل مت ہو جانا۔ اللہ سے دعا کرتے رہنا۔ **رَبَّنَا أَرْغِ عَلَيْنَا صَبَرْأً وَ تُوفِّنَا مُسْلِمِينَ** اللہ سے مدد مانگتے رہو۔ صیبَت اور مشکلات میں صبر و ہمت، ہبڑا شت سے کام لو۔ اللہ قادر مطلق ہے جسکو چاہے زمین کا وادیت بنادے اور حکومت و احتجاز اس کے حوالے کر دے۔ لیکن آنحضرت کی زندگی بخلاف صرف مُسْتَقی لوگوں کے لئے اللہ سے ڈر نیوالوں کے لئے ہو گی۔

(آیت ۱۲۸)

اللہ نے ارض فلسطین ملک شام کو بہت سے برکات سے نوازا اور وہ انبیاء میں کم کا مسکن و مدنی بھی رہا ہے۔ اسی طرح ملک مصر کو بھی ظاہری اور باطنی اتعامات سے نوازا کہ وہاں حضرت یوسف میں کو ان کے خاندان کو آباد کیا۔ قبائلی اسرائیل کو مصر سے نکالا۔ حضرت موسیٰ میں کو وہاں معموٹ کیا تھا۔ لیکن مصریوں نے بنی اسرائیلیوں نے اللہ سے بغاوت کی۔ شرک اور کفر میں پڑھے رہے اور مُونیٰ میں کی تعلیمات کو نہیں مانتا تھا اور ان کو ستایا پریشان کیا تھا۔ حضرت موسیٰ میں کو جالیں دن کا چلہ (ذی قعده کا ایک ماہ اور ذی الحجه کے دس دن) اس طرح جالیں دن پورے کرائے تاکہ تجلی اللہ کی دیکھے اور توریت کا نزول ہو۔ اور مُوسیٰ میں کے انتخاب نبوت کی تکمیل کر دی گئی تھی۔ انتخاب نبوت ہوا اور راست کلام ہوا تھا۔ یہ دو فضیلیں حضرت موسیٰ میں کو ملیں اس طرح امامت موسیٰ میں کو دی گئی تھی۔

بنی اسرائیل کی فردِ جرم سودہ بقرہ کی طرح پہاں بھی رکوئے ۲۰ تک دو بارہ سنائی جاری ہے۔ قرآن میں وہی احکامات ہیں جو توریت اور انجیل میں لکھے گئے تھے یعنی حلال اور حرام چاہرہ، ناجائز کھانے نیکی کی رغبت اور خواہش اور جرائمی گناہ کے کاموں سے دور رہنا پڑتے رہنا ہے۔ اہل کتاب اور اسلام کی تعلیمات میں کوئی فرقی نہیں ہے۔ اہل کتاب اسلام قبول کر لیں کیونکہ ان کا دین ان کی الہامی کتابیں مسروخ کر دی گئیں ہیں۔ اس دنیا میں صرف ایک دن اسم کا، اللہ کا، ابراہیم کا اور محمد الرسول اللہ میں کا سب ایک ہی ہیں۔ وہی جاری رہیں گا باقی رہیں گا۔ اسی پر ایمان للہ اسی میں سب کی فلاح اور نجات ہے۔ محمد الرسول اللہ میں کا سب

قوموں کے لئے پیغمبر بنائے گئے ہیں۔

اللہ کے ب نام اچھے ہیں جس نام سے چاہوں پکارو شرک مت کرو۔ اللہ سے رشته جو ٹو
اور اسکو پکارتے رہو۔ نماز سے قرآن کی بدایت اور نصیحت سے عمل کرتے رہو۔ دنیا میں
اس سے بہتر بدایت و نصیحت کرنیوالی کوئی کتاب رہنمائی کے لئے نہیں ہے۔ "قبایی
حدیث بعدہ یومِ نون" ۰

سرگزشت آدم کو دوبارہ بیان کیا جائیا ہے۔ یہ زندگی جو ملی وہ ایک امتحان ہے اور امتحان آدم اور حوا کا بھی لیا گیا تھا۔ امتحان گھر سے شروع ہوتا ہے مرد اور عورت کے اندر نفس میں رکھ دیا گیا ہے۔ نفس ہی کی فرارت اور فرافت سے خرابیِ امتحنی ہے اور گھر اپی کے ذمے دار دونوں ہیں۔ عورت زیادہ شرک کی طرف مائل ہوتی ہے۔ دنیاوی سہارے مخصوص طبق دنیا کی خواہشات خوشیاں آرزوئیں انسانیں مردوں نذریں چھڑاوے کی شوقین ہوتی ہے۔ شرک سے قریب ہو جاتی ہے۔ شیطان عورتوں کو زیادہ بحکایتے والا ہے جو اکو بھی شیطان نے گمراہ کیا تھا۔ عورت بھی شیطان کی پاؤں میں جلدی آ جاتی ہے۔ لہذا جب شیطانی وسو سے خیالات پریشان کریں تو اللہ کی پناہ میں آ جاؤ۔ "أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ" پڑھ کرو۔ یہ دنیا شیطانوں سے انسانوں سے بھری پڑی ہے۔ لہذا قرآن سے نصیحت وہدالت اور رہنمائی حاصل کرتے رہو تو کبھی گمراہ نہیں ہوں گے۔ اللہ سے قریب، کارشہ جوڑے رکھو دن رات اللہ کی حمد و شنا کرتے رہو۔

اصحاب جنت کا ذکر ہو رہا ہے جنہوں نے زندگی میں ایمان با نیب رکھا اللہ کی کتاب پر عمل کیا اللہ کے رسول کی پیروی کی خود کو گناہوں سے فرک و کفر سے نافرمانی سے بچائے رکھا۔ ان کے لئے راحت۔ میش جنت کے انعامات ہیں۔

اصحاب جنت اور اصحاب دوزخ کے دو الگ الگ مقامات قریب قریب ہوں گے ان کے درمیان ایک دیوار لٹا کر دونوں کو الگ الگ رکھا جائے گا۔ اس طرح کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ بات چیت کریں گے مگر مل نہیں سکیں گے اور نہ کسی سماں سے کی چیز کا پانی کا آپس میں تبادلہ لین دین کر سکیں گے۔ اعراف کے مقام پر دونوں کی گفتگو بات چیت سنائی جا رہی ہے وہ ایک دوسرے کو حسرت اور عبرت سے دیکھیں گے اور اپنا اپنا رونا بیان کریں گے۔

قیامت کا ایک دن، دنیا کے ایک ہزار برس کے برابر ہو گا۔ قیامت نہ انہیں حیران نہ اجلا
Zainkal

ہوگا۔ سورج چاند سب ختم ہو جائیں گے۔ ممکن کثیر میں روشنی صرف ایمان والوں کی پیشانیوں کے نور سے، ان کے دل کے اندر ایمان کے نور سے ہر طرف اجلا ہوگا۔ مومن، فرماں بردار دور سے پہچان لئے جائیں گے کہ اس طرف اجلا ہوگا۔ کافر مشرک نافرمانوں کے جھرے سیاہ اور اعمال عقیدہ اور انجام سب سیاہ تاریک ہوں گے۔ وہ اندھیروں میں ہونگے۔ لہذا لوگو! اس دنیا کی قصر زندگی میں منجل جاؤ نیک مستی زندگی گذارو۔ اللہ کے رسول کی بات مانو۔ اللہ کی رحمت مُمنوں سے بہت قریب رہتی ہے۔ اس دنیا میں انسانیت، شرافتِ نفس اور اخلاق سے رہو زندگی صاف سُحری رکھو۔ اور آخرت کی فکر رکھو۔ یہ مت بھولو کہ زندگی اسی دنیا میں ختم ہے۔ اس لئے دنیا میں جو چاہو کرتے پھر وہ آخرت کے روز حساب سے بے خبر اور انجان بنے رہو۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ آخرت کو اسی دنیا کی زندگی میں رہ کر بنانا سوارنا ہے۔ موت یقینی ہے موت سب کو آفی ہے۔ موت کے بعد دوسرا زندگی میں دوبارہ کبروں سے زندہ کر کے اٹھایا جائیگا۔ روز مشرک کی عدالت میں لاکر پوچھا جائیگا کہ دنیا کی زندگی کطروح گذاری ہے۔ لہذا موت کا یقین رکھو۔ دوبارہ زندگی کا آخرت کا یقین رکھو۔ قیامت کے روز حساب اور حجَّہ کی تیاری کر کے یہاں سے رخصت ہونا ہے۔

نصیحت اور عبرت کے لئے چھلی قوموں کی تاریخ دھڑائی جا رہی ہے۔ جو اللہ کے نافرمان رہے۔ اللہ کے رسولوں کو جھلکایا تھا اور ان کا انکار کیا تھا۔ اور بُنیٰ مَنْ مانی زندگی گذاری جو جاہتے تھے وہ کرتے تھے آن کا خیال تھا کہ یہ زندگی ہی سب کچھ ہے آس کے بعد کچھ نہیں ہے۔ اللہ نے زندگی ہی میں ان پر عذاب بھیجا ان کی بلاکت و بربادی، تباہی کی داستان ایک ایک کر کے حضرت نوح عليه السلام سے لے حضرت مُوسیٰ طلسم اور علیؑ ملک قرآن سناتا ہے تاکہ عبرت ملے اور لوگوں کی اصلاح اور ہدایت ہو۔

قرآن کریم مجھے مجھے تمام بنیادی باتیں، دین کی، توحید کی، رسالت اور آخرت کی بیان کر کے دلیلیں اور ثبوت فرمیں کرتا ہے اور اشارے دیتا ہے۔ سورہ الرعد کی آیت **وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَ^{وَ}للَّهُمَّ بِالْغَدُوِ وَالصَّالِ قُلْ مَنْ رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلْ اللَّهُ.....** اس کائنات کی ہر چیز اللہ کے آگے سر بجھوڈ رہتی ہے۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے آسمان بھی زمین بھی سب ہی اور سورج کی روشنی کے پڑنے والے سائے تک صبح و شام خوشی سے چاہے ناخوشی سے اللہ کے آگے جھکے جھکے کی حالت میں اسکی بندگی اور الماعت میں لگے رہتے ہیں۔ اے ناٹکرے سُر کش نادان

کے لئے اسی جو چیز سکون و راحت اور نفع کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ اس عہدالت سے ایک عدل و انصاف کی ایک میزان بنتی ہے کہ اللہ کا شکر ادا کیا جائے فرک اور فر سے بجا جائے۔ بندہ پر خدا کا بڑا حق ہے کہ وہ اللہ کی ذات میں کسی کو شریک نہ بنائے۔ ابراہیم ﷺ کی زندگی کا تفصیلی حال قرآن نے سورہ اشراء کی آیت ۲۹ میں سنایا ہے۔ ایک خدا کو مانتے کے بعد دل سے یقینِ محکم بنانے کے بعد کسی دوسرا سے خدا کی طرف رجوع ہوتا فرک کرنا یہ انسان کی بد بختی ہو گی۔ الیس اللہ بلکاف عبدہ کیا اللہ، اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے؟ پھر کیوں وہ ادھر اور سہارے اور دیلے کے لئے دور بنا پھر تارہتا ہے۔

اللہ کی توحید اور الوہیت کی دلیلوں سے قرآن کی کسی سورتیں بھری پڑی ہیں۔ فطرت کی شہادتیں کھلی پڑی ہیں۔ اصل عرب خدا کی وعدائیت اور اسکی تمام تر صفات سے واقف تھے اور اس کا اقرار بھی تھا۔ لیکن وہ باتوں کو شفاعت اور قربت خداوندی کا وسیلہ بنانے تھے کہ وہ اللہ کے آگے ان کی سفارش کرنیوالے ہیں یعنی ان کی بداعت خاتمی اور ایمان کی محض وری تھی جبکہ قرآن نے حکیم نہیں کیا اور کہا سمجھا ہے۔ اللہ پاک صاف، پاکیزہ اور بے نیاز ہے اللہ کے نہ یہی ہیں اور نہ بیٹھاں ہیں۔ جو اس کے پاس سفارش کرنیوالے ہیں اللہ واحد اکیلا، قہار ہے جبار ہے اسکونہ اولاد کی ضرورت ہے اور نہ اس کے کوئی اولاد ہے۔ اللہ عادل ہے۔ اس کا قانونِ عدل ایسا ہے کہ کسی کی سفارش اور شفاعت وہاں کام نہیں دینے والی ہے۔ وہ لوگوں کے دلنوں کے اندر کا بھید جانتا ہے اسکو سب کچھ معلوم ہے۔ کہ کون کیا سوچتا اور کیا کرتا ہے۔ اللہ ان تمام باتوں کی نفی میں آیتِ الکرسی میں اللہ کا جو تصور جس شکل میں پیش کرتا ہے اس کی بہتر مثالی کی لور جگہ نہیں ملتی اللہ لا إلہ الا هو الْحَقُّ الْقَيُومُ سورہ البقرہ سورہ العرآن اور قل حوا اللہ احد سورہ اعراف میں بیان کی گئی ہے۔ اسی کا حکم ماننا چاہیے اسی کی اطاعت لازم ہے اسی لئے اس اللہ ہی کو پکارو "وَادْعُوهُ رَبَّكُمْ كَثُرًا وَخْفِيًّا" اسی کے آگے گروگڑاؤ صحکے چکے اسی کو پکارو اسید اور خوف میں۔

یَا أَيُّهُمْ نَّاسٌ أَعْبَدُ وَرَبَّكُمُ الذِّي فَلَمْ يَكُنْ لَّهُ مِثْلُهُمْ إِنَّمَا يُعْلَمُ بِمَا يَصْنَعُ" اسے لوگوں پے اس رب کی بندگی کو جس نے تم کو پیدا کیا ہے۔

ذین کیا ہے اسلام کیا ہے اس کا خلاصہ جو ایک تہائی قرآن کے دس پاروں پر مشتمل ہے۔ قرآن کی پہلی دو مسزتوں میں بیان ہوا ہے بہت اہم ہے ذین نشین رکھنے کے نئے مختصر آسکو دوبارہ دوچ کیا جا رہا ہے۔ "سورہ الفاتحہ سورہ الْأَعْرَافِ" سے سورہ الْبَقْرَہ سے سورہ الْأَعْرَافِ کا خلاصہ یہ ہے جو سات سورتوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ سورہ فاتحۃ اللکاتب - اللہ کی ذات و صفات کا تعارف کرایا گیا ہے۔

۲۔ سورہ البقرہ "ذالکَ الکتابُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ" کا تعارف کرایا گیا ہے۔ ایمان با الغیب اور یقین آخرت اور اللہ کی بندگی اور اطاعت کرتے رہنا سکایا گیا ہے۔ آیت ۲۹ سے ۳۱ پہلا انسان کھماں سے اس دنیا میں آیا ہے اسکی فطرت اور خصوصیات کیا ہیں۔ اس میں خیر اور شر دونوں نفس کے اندر برابر کی رکھدی گئی ہیں۔ مرد اکیلا بھی نہیں رہا۔ عورت اس کے ساتھ اسکی فریک حیات اور رفیق زندگی بنادی گئی ہے۔ جوڑے جوڑے اس دنیا میں مل کر زندگی گزاریں گے۔ ان کی رہنمائی اوپر آسمان سے فرشتوں سے پیغمبروں سے اور دنیا میں قرآن کی حدیث و نصیحت سے ضروری ہے۔ آیت ۳۵ سے ۳۸ سورہ البقرہ کے چوتھے رکوع کی آیات سے بنی اسرائیل یہودی قوم کی فوج جرم کی طبلہ فہرست ہے۔ سورہ البقرہ کے رکوع و آیت ۸۳ سے آیت ۱۱۵ تک حضرت ابراہیم ملک کا قصہ ہے جو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا پہلا موحد انسان بن کر نمودار ہوا تھا۔ اسکو اللہ نے بتایا کہ اللہ اس کائنات کا مشرق اور مغرب کا مالک ہے ہر طرف موجود رہتا ہے۔ (آیت ۱۲۳)۔ آیت ۱۲۵ سے ابراہیم ملک نے مکہ کی تعمیر کی اللہ نے اس شہر کو امن و سلامتی کا شہر قیامت تک رہتی دنیا تک کے لئے بنایا۔ یہاں ابراہیم ملک نے اللہ تعالیٰ سے پہلی دعا کی تھی کہ اس گھر کی حفاظت صفائی و سترائی کے لئے عبادات کے طریقوں کے سکانے کے لئے اسکی اولاد کو نیک، فدائی، بردار بنانے کے لئے علم و حکمت کی باتیں سکانے۔ حضرت ابراہیم ملک آیت ۱۳۲، ۱۳۱ میں اسلام آسکت۔ اللہ رب الْلَّامَاتِ کی امتحان پاس کیا اور امام الْانْبِيَا و بنایا گیا۔ ساری اُس توں کا امام بنایا۔ اس سے اللہ نے عہد لیا تھا اور اسکی اولاد بنی اسرائیل سے عہد لیا گیا تھا۔ آیت ۱۳۳۔ ۱۳۴ تعلیم قبده کا حکم ہے۔ دین ابراہیم کی بنی اسرائیل سے بنی اسْعِیل کے ظاندان میں مُتَّکَلٰ

عمل میں آئی اور پہلا سین صبر کرنے کا دیا اس کے لئے نماز کو اس کے ساتھ شامل کیا گیا۔

دونوں کو عبادت کے درجے میں رکھا گیا ہے۔

"إِنَّمَا يَنْهَا اللَّهُ عَنِ الظَّمَانِ أَمْنَوْا سَعْيَنِ بِالصَّبْرِ وَصَلَوةً أَنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ" (آیت ۱۵۳) دوسرے سین جہاد کا حکم تھا۔ صبر کی شیال بی بی ہاجرہ کے صفا و مر وا کی دوڑ کی دی اسکو مشعر الحرام بنایا دیا۔

(آیت ۱۵۸)

آیت ۱۶۸ سے احکامات دین کی تفصیل سے تحلال اور طیب روزی کما کر کھاؤ۔ آیت ۷۷ اسے مُعْنَى کیں کو کہتے ہیں ان کی تعریف کی گئی ہے۔ قرآن کی تعلیمات سے صرف ان ہی لوگوں کو فائدہ ہو گا جو "حُدُّى لِلْمُتَّقِينَ" کی تعریف میں آتے ہیں یہ سلسلہ ۱۸۰ آیات تک پتا ہے۔

آیت ۱۸۲ میں روزہ کا حکم آیا ہے ایک ماہ کے مسلسل روزے رمضان کے فرض ہیں۔ ضعیف بیمار لوگوں کے لئے فدیہ کا حکم آیا ہے۔ ان کے لئے رعایت کی گئی ہے جو روزہ رکھ نہیں سکتے۔ رشوت حرام ہے۔ ناجائز مال مت کھاؤ۔ آیت ۱۸۸۔ جہاد کا حکم آیت ۱۹۰ میں دیا گیا ہے۔

آیات ۷۷ سے ۲۳۶ تک عورتوں کے بارے میں تفصیلی احکامات ہیں۔ عورتیں مرد کا لباس اور مرد عورتوں کا لباس ہیں استقدار قریبی تعلق ہے کہ یہ آپس میں کبھی حداہو ہی نہیں سکتے۔ درمیان میں آیت ۱۹۲ میں حج اور عمرہ سے متعلق احکام کی صراحت کی گئی ہے۔ یہ عبادت صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے ادا کی جائی گے۔ اللہ کا ڈر اور تقویٰ اس کے لئے ضروری ہے۔ حج کے دوران غلطی۔ بھول چوک اگر ہو جائے تو اس کا بھی فدیہ دینا واجب ہو گا۔ جو جانور کی قربانی یا مسلسل تین روزے رکھنا ہے۔ "أَيَّا مَا مَعَ دُوَّاتٍ"۔ حج کے بعد تین دن متی میں قیام اور ہر نماز کے بعد تکبیرات اللہ کا ذکر و لسیع ہے۔

اللہ کا ڈر خوف۔ تقویٰ اور اللہ کی پہچان کرنا اس سے تعلق رشتہ جوڑنا بہت ضروری ہے اس سلسلے میں ابراہیم کی مثال دے کر قرآن کا حیات بعد الموت کا فلسفہ سمجھایا جا رہا ہے کہ کٹرح مرنے کے بعد دوبارہ زندگی اللہ عطا کرتا ہے آیات ۲۵۸ تک مثالیں بتائی ہیں۔ حضرت عزیز علیہم کو بھی حیات بعد الموت کی مثال کا تھہ سنایا گیا ۲۵۹ سے ۲۷۵ تک تفصیل ہے آخری آیات میں سود کی ممانعت ہے۔ کاروبار میں تحریری یادداشت ضروری ہے اس پر سورہ بقرہ کی ۲۸۶ آیات ختم ہوتی ہیں۔

کے وقت کیا حال ہوتا ہے۔ موت کے بعد قبر کے اندر کیا ہوتا ہے۔ روز آخرت میں ان کے کیا کیا پوچھا جاتا ہے۔ اور روزِ مشر میں خدائی عدالت میں اعمال نامے تو لے جاتے ہیں۔ حکمت و دانائی کی باتیں سکھانا جوان کو دنیا کے کسی علم سے نہیں معلوم ہو سکتی تھیں۔ سوائے قرآن کے مثلاً جہاد میں مر نیوا لے شہید کھلاتے ہیں۔ مر نے کے بعد ان کو رزق ملتا رہتا ہے۔ وہ زندہ جاوید پوتے ہیں۔ مسٹی مجاهد جب اس دنیا سے رُخت ہوتے ہیں تو سیدھے جنت میں داخل ہو جاتے ہیں یہ خوشخبری مر نیوالوں کو سورہ یسین پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ سکرات کے عالم میں یہیں شریف اسی لئے پڑھا جاتا ہے۔

۳۔ سورہ النساء

یہ چوتھی سورت ہے۔ انسان کے لئے انسانیت و بشریت۔ حیا اور شرم ایمان اور یقین ہونا ضروری ہے۔ نفس تو جانوروں میں بھی ہے جوڑے جوڑے ان میں بھی ہیں وہ حیوان ہوتے ہیں۔ انسان فراقت پا کی صفائی و سحرانی کا ہوتا ہے۔ اہل قرابت کے حقوق و فرائض ہیں۔ میاں بیوی کے حقوق اور فرائض ہیں۔ آپس کے تعلقات کو سُدھار کر رکھنا ہے۔ معاشرہ میں پہلا حق یقین کا تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کے بعد بیوہ کا مسکین اور مغلس غریب آدمی کا ہے۔ رشتہ داروں اور عزیزوں قرابت داروں کے حقوق صلہ رحمی کھلاتے ہیں۔ ان کا احترام کرو یہ رشته باقی رکھو۔ شادی مرد اور عورت دونوں کے لئے ضروری ہے۔ شادی کے لئے نکاح کرنا اللہ کا نام لینا اور اللہ کا حکم ماننا فرض ہے۔ بغیر اس کے ناجائز حرام رشته حلال اور جائز نہیں ہو سکتے۔ نکاح کے لئے چار شرطیں لازم ہیں (۱) مرد عورت کا ایک دوسرے کو پسند کرنا قبول کرنا۔ (۲) ہر کا مقرر کرنا اور آدا کرنا (۳) سرپرستوں کی اجازت اور مرضی (۴) گواہوں کی ضرورت اعلان عام کے ساتھ تاکہ معاشرہ میں ان کی شناخت رہے۔ والدین اور میاں بیوی کی چھوٹی ہوئی جائیداد میں ترکہ میں اولاد کا ترکہ ورثہ اور حق اللہ نے مقرر کر دیا ہے۔ لڑکے کو دو حصے لڑکی کو ایک حصہ ملے گا۔ ماں باپ میاں بیوی بھی ترکہ کے خدار ہیں۔ اس کی کئی صورتیں ہیں ہر صورت میں حقوق رب رشتہ داروں کے مقرر کر دینے گئے ہیں۔

آیت ۷۵ میں توبہ کی تعریف کی گئی ہے مغفرت و بخشش کے لئے توبہ ضروری ہے سارے گناہ توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں۔

آیت ۷۶ نکاح والی عورت پر بد کاری کے لئے سنگار کرنے کا حکم آیا ہے۔ مرد اور عورت

دونوں سنگار کئے جائیں کے۔

آیت ۳۳۔ میں عورتوں پر مردوں پر ایک دوسرے کے حقوق اور فرائض ساُموی اور الگ الگ ہیں۔ مردوں کو فضیلت دی کئی ہے۔ عورتوں کو گھر کے اندر کی ذمے داری ہے۔ گھر کی حفاظت دیکھ بھال کی پروردش کی ذمے داری ہے۔ شوہر کی اطاعت و فرماں برداری اور خدمت سے گھر جنت کا نمونہ بنتے ہیں۔

آیت ۳۶۔ حقوق و فرائض میں سب سے پہلا حق ماں باپ کا اللہ نے رکھا ہے۔ اس کے بعد بیوی بچوں کا حق دیا گیا ہے۔ پڑوں۔ ہمسایہ اور یتیم بیوہ و غریب، فتیر کا حق بھی مرد کے لوپر ہے۔

آیت ۳۹۔ اللہ پر ایمان بالغیب۔ آخرت کا یقین محکم۔ صدقات و خیرات۔ مستحبتے کے لئے ضروری ہیں۔

آیت ۴۰۔ حقوق العباد کا ذکر ہے۔ حقوق اللہ کے بعد یہ دُسرا حق بندوں پر لازمی ہے وہ ادا کرے۔

آیت ۵۸۔ نماز کے لئے تیم و صنو۔ پاکی صفائی و سُحرانی ضروری ہے اس کا طریقہ سکھایا گیا ہے۔

آیت ۶۹۔ جہاد کی تیاری ہر وقت ساتھ رکھو۔ دین کی حفاظت کے لئے جباو مسلمانوں پر فرض کیا گیا ہے۔

آیت ۹۲۔ قتل عمد۔ بے گناہوں کو قتل کرنا۔ جعلی متابلے و کھاکر قتل کرنا خارث گری وغیرہ گناہ کبیرہ ہیں۔ کبھی معاف نہیں ہوں گے۔ اللہ کی لعنت آئی ہے۔ دنیا میں اور آخرت میں ان لوگوں کے لئے جونا فرمائیں ہیں۔

آیت ۱۰۰۔ اللہ کی راہ میں ضرورت پڑے تو بہرست کرو۔ وہ جگہ چھوڑ دو۔ جہاں مسلمان اسلامی زندگی کے مطابق رہ نہیں سکتے۔

آیت ۱۰۱۔ سفر میں نماز منصر کرو۔ پوری کی بجائے آدمی کرلو۔ حالت جنگ اور خوف جان کا ظرہ ہو تو نماز ایک رکعت پڑھو۔ مگر چھوڑنا کسی سورت کی حالت میں نہیں ہے۔ یہ یاد رکھو بے گناہوں پر تہمتِ الزام مت دو۔ خدا سے ڈرتے رہو۔ اس کے لئے دو گناہ عذاب دیا جائیگا۔

آیت ۱۳۳۔ انصاف پر رہو۔ حق کی گواہی دو۔ نفس کی خواہشات پر قابو رکھو۔

اسلامی تعلیمات کی بنیاد حق اور انصاف پر رکھی گئی ہے۔ اللہ نے ہر چیز بخانے پینے کے لئے حلال کر دی ہے۔ جا نور جو حلال ہیں ان پر اللہ کا نام "اللہ اکبر" بھی کرنے کرو۔ اور کناؤ اللہ کا شکر ادا کرو اللہ کا نام لئے بغیر اللہ اکبر کہے بغیر فیع کرو گے تو وہ حرام ہو جائیگا بخانے کے لئے جائز نہ ہو گا۔ ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کے لئے تعاون کرو۔ بُرائی بد کاری کے لئے الگ ہو جاؤ لا تعلق ہونے کا اعلان کرو۔ دین اسلام مکمل کر دیا گیا ہے اس میں کمی زیادتی کوئی نہیں کریگا۔ دین اسلام مکمل دین ہے۔ اللہ کا پسندیدہ دین اس پر قائم رہنا ہے۔ لاد ہر ادھر بھی نہ ہو جانا۔

ایمان والوں کے لئے طہارت و پاکی صفائی ضروری ہے۔ نماز کے لئے پاکی و صفائی جسم کی، کپڑوں کی ضروری ہے۔ کتاب قرآن مجید اس کا سیدھا راستہ بتاتی ہے۔ اس پر قائم رہو اور اسکو پڑھتے رہو۔ اسکی ہدایت اور نصیحت پر عمل کرتے رہنا۔ ورنہ مگر آہ ہو کر سیدھی راہ سے عظیروں احتیاط کرو گے۔

آیت ۲۔ انسان کے اندر نفس رکھ دیا گیا ہے۔ اسکی فرازت حرص۔ کلمہ سے پتے رہنا۔ اس کو باسیل اور قابیل کی مثال سے سمجھا گیا ہے۔

آیت ۳۰۔ قریانی نیک مسمی آدمی کی اللہ قبول کرتا ہے۔ ہر کسی کی قریانی قبول نہیں ہوتی۔ جسمیں تقویٰ اور صفائی پاکیزگی نہیں ہوتی۔ نفس کی فرازت اور ناپاکی سے آدمی مگر اہ رہتا ہے۔

آیت ۳۵۔ اللہ کے لئے راست مقاطب ہو۔ کسی کو درمیان میں وسیلہ۔ واسطہ سفارش کا نہ بناؤ۔ اللہ کو راضی رکھنا جائیتے ہو تو اسکی اطاعت و فرمان برداری کرو۔ جہاد میں شریک ہو جاؤ۔ آیت ۳۶ سے ۳۹۔ اللہ کے نزدیک سزا ہر جرم کی ضروری ہے۔ سزا دینے سے پہلے حلال حرام جائز اور ناجائز کی تعلیم و تلقین اور علم ضروری ہے۔ معلومات ہونے کے بعد جرم کرے تو سزا لازمی ہے۔ لاعلم کو سزا نہیں ہے معافی ہے۔ معاف کر دو۔

آیت ۷۷۔ اللہ کے حکم کی علانیہ خلاف ورزی۔ دینہ دلیری سے گناہ کرنا۔ رشوت حرام ناجائز مال جمع کرنا۔ قتل گناہ قتلہ فاد مچانا۔ چوری ڈاکر۔ وغایریہ۔ بد عہدی کرتے رہنا اور یہ سمجھنا کہ اللہ کہیں نہیں ہے جو دل میں آئے کرتے رہنا۔ ان سب ہٹ دھرمی اور سر کشی پر اللہ کی لفت آتی ہے۔ دنیا اور دین دونوں جگہ جن پر اللہ کی لغت آتی ہو وہ اس

زمیں پر چین سے رہ نہیں سکتا۔

(ساتواں پارہ)

آیت ۸۹۔ جھوٹی قسم کبھی نہ کھاؤ۔ حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام مت کر لینا اور نہ حرام چیزوں کو اپنے لئے حلال کر لینا۔ اللہ کی علائیہ خلاف ورزی ہرگز نہ کرنا یہ اللہ کا حکم ہے۔ اَطْبِعُ
اللَّهَ أَطْبِعُوا لَرَسُولُ^۵

آیت ۹۳۔ اللہ اپنے بندوں کا ہر وقت امتحان لیتا رہتا ہے۔ ان کی آذناں ہوتی رہتی ہے۔ کہ کون ہے جو اللہ پر بالغیب ایمان لاتا ہے۔ اپنے دل میں اللہ سے ڈرتا رہتا ہے۔ خوف کھاتا ہے۔ نیکی اور بدی۔ حلال اور حرام دو الگ الگ راستے، میں کون اس پر چلتا ہے کون بچ لختا ہے۔ یہ اللہ دیکھتا رہتا ہے۔ ستارہ تارہ تارہ سے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔

۶۔ سورہ الانعام

اس سورت میں توحید کے اصول اور قوانین بیان ہو رہے ہیں۔ انسان کی زندگی اور موت دونوں کے درمیان کا وقفہ اور ہلت امتحان میں گذرتا ہے۔ اس زندگی کا ایک مقصد حیات ہے۔ اس کا انعام روز قیامت معلوم ہو گا کہ دنیا سے کامیاب آیا یا ناکام ہو کر آیا۔ جustrج موت مقرر ہے جو آخرت کی ابتداء ہے اسی طرح روز مبشر، یوم الحساب، آخرت کی ابتداء ہے اس کی تیاری اسی زندگی میں رہتے ہوئے کرنا ہے اور اپنی آخرت سوارنا ہے۔

آیت ۵۹۔ اللہ کے پاس غیب کی معلومات اور خزانوں کی کنجیاں، میں ہر چیز اس کے علم و اختیار میں ہے۔ کیا چیز اس سے چھپاؤ گے۔

آیت ۶۰۔ جب تم رات کو سوتے ہو تو سوتے میں تھیاری موت کا وقت آگیا ہے تو پھر سوتے ہی رہو گے۔ صبح نہ اٹھ سکو گے اور جب موت کا وقت ابھی نہیں آیا تو تھیاری نیند سوتا جا گنا معمول کا ہوا۔ یہ زندگی موت و حیات۔ نیند اور ہوشیاری سب مثالیں ہی توہیں کہ تم بالکل یہ اللہ کے اختیار میں ہوئے ہو۔ موت اور زندگی اللہ کے ہاتھ ہے۔

آیت ۶۵۔ عذاب کی تین قسمیں ہیں۔ ایک عذاب اللہ کی طرف سے بارش۔ طوفان۔ ہوا میں۔ پھر وہ کی بارش، سنگار کا ہے۔ دوسرا عذاب زمین سے رزلز۔ سیلاں ہے۔ اللہ نے اپنے رسول کی امت کو ان دونوں عذابوں سے بچایا ہے۔ تیسرا عذاب لوگوں کا آپس میں تفرقہ کرنا۔ گروہ بندی کرنا۔ جماعتیں الگ الگ افراد کفری ایک دوسرے کو مارنا قتل کرنا۔ غلات کرنا۔ بلکہ کرنا ہے۔ قتل ظلم و زیادتی نا انصافی اور استھمال لوگوں کا جگہ فساد۔

لوگوں کے درمیان ان کا پیدا کردہ عذاب ہی تو ہے۔ اللہ اس کو بند نہیں کرتا۔ یہ منافقوں مشرکوں اور کافروں کے کام بین مسلمانوں کے نہیں ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں دکھ بیماریاں، موت اور آخرت میں اللہ کا عذاب ہے۔

آیت ۱۰۳۔ اس دنیا میں ہر چیز مستفاد، مختلف جوڑے میں مثبت اور منفی خیر اور شر، نیکی بدی، اندھیرا الجالا، مرد عورت، ظالم مظلوم، ایک دوسرے کی صند میں بنائی گئی ہے تاکہ ایک دوسرے کو تم پہچان سکو نیکی کرو بدی سے بچو۔

۱۰۶۔ قرآن کو رہنمایا بنالو۔ اور قرآن پڑھتے رہو روزانہ نصیحت ہدایت تھوڑی تھوڑی ذہن میں محفوظ رہتی ہے اس دنیا میں انسانوں کے ساتھ شیطان اور جنات بھی مل کر رہتے ہیں ان میں آپس میں مسابقت اور مقابلہ ہر وقت ہوتا رہتا ہے۔ دونوں کے لئے یہ قرآن نصیحت ہے۔ اللہ کا رسول دونوں کے لئے رسول رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ دونوں اُس کی اطاعت کریں گے۔

الله نے حلال و حرام چیزوں کو الگ الگ بیان کر دیا ہے۔ حرام چیزوں کو نہیں بیس ان کے نام سورت کے آخر میں گنادیے گئے ہیں۔ وہ کل نوباتیں ہیں جو حرام ہیں۔ کھانے پینے میں تین چیزوں ہیں ان کو نہیں کھانا ہے۔ مردار جانور یا غیر اللہ کے نام کا ذیبح۔ سور کا گوشت اور بہت ہوا خون۔ یہ حرام ہیں۔

خود کو اپنی مرضی و منشا، جان مال دولت سب کچھ اللہ کے لئے ہے۔ اُس کے نام پر قریان کر دو۔ اللہ کے بندے مخلص بن جاؤ۔ اُس کی اطاعت اور فرماں برداری میں زندگی گذازو۔ ۱۰۷۔ سورہ اعراف۔ اکم کی طرح الحکم سے شروع ہوتی ہے۔ اس کتاب کی پوری پوری تعییں کرو۔ اُس کا حکم ما نو۔ یہ بات تم سے اور تمہارے رسولوں سے روز قیامت ضرور پوچھی جائیگی۔ اور قبر کے فرشتے تم سے پہلا سوال یہی کریں گے کہ کیا خدا کا کلام قرآن مجید تم تک نہیں پہنچایا گیا تھا۔ کیا کسی نے تم کو تمہاری اپنی زبان میں قرآن نہیں پڑھایا اور سمجھایا تھا۔ اور اللہ کے سامنے روز قیامت یہی سوال ہوں گے اور تم کو جواب دنا ہو گا۔

آیت ۱۱ سے ۲۲ تک سرگذشت آدم کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔ جب آدم کو آسمانوں میں تخلیق کیا گیا تھا اور شیطان سے سجدہ کرنے کو کہا گیا تھا۔ (سورہ البقرہ آیت ۲۹ سے ۳۱) یہ بات سمجھائی جائیگی ہے کہ شیطان رُوزِ ازل سے تمہارا دشمن ہے۔ ہر وقت ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ تم کو نظر نہیں آتا۔ دلوں کے اندر نفس میں وسو سے بُرے بُرے خیالات شیطانی کام سکھاتا

اُبھار تارہتا ہے۔ اس کے دھوکے فریب میں مت آنا۔ اپنے نفس پر قابو رکھو۔ ہر وقت پاک و صاف دستہ سے رہو پاک صاف زندگی رکھو۔ نفس کی فراحت کو کام میں لا اور بُری صحبوں سے خراب ماحول سے بچو۔ اذان کی آواز پر نماز کی پابندی رکھو۔ زکوٰۃ خیرات صدقات دیتے رہو۔ خلوص نیت سے اللہ کو یاد رکھو۔ زندگی بہت مختصر ہے۔ موت ہر ایک کے لئے ہے۔ زندگی پاکیزہ و صلحِ مستقیم رکھو گے تو آخر عمر کی بیماریاں اور دکھ رنج والم، صعیبت پریشانیاں تمہارے ساتھ نہیں ہوں گی۔ تم سارے دنیاوی آفات و مصائب اور آزانوں سے پچھے رہو گے، ورنہ بڑھا پے کی کمزوریاں اور بیماریاں اور دوسروے امتحان تمہارے ساتھ تم کو عذاب دنیا دیں گے۔ اور عذاب آخرت اس کے علاوہ ہوگا۔ ابھی سے ہوشیار ہو جاؤ۔ قرآن کی نصیحت کو یاد رکھو۔

آیت ۳۳ سے ۷۵ تک دو مختلف گروہوں کے اعراف کے اندر مکالے ہو رہے ہیں۔ جو اس سورت میں سنائے جا رہے ہیں۔ اعراف سمجھتے ہیں اس سیع کی دیوار اور درمیانی دروازے کو جو دوزخ اور جنت کے درمیان رکھا گیا ہے۔ یہاں وہ لوگ رکھے جائیں گے جن کے اعمال کا وزن برابر ہوگا۔ نجنت کے حقدار اور ندوزخ کے حقدار۔ درمیان میں لکھے ہوئے لوگ ایکدوسرے کو دیکھ سکیں گے لیکن آپس میں مل نہیں سکتے۔ ان کے درمیان اعراف لگا دیا ہے۔

آیت ۲۰ سے پہلی قوموں اور انبیاء مبلغتم کے سلسلہ وار حالات سنائے جا رہے ہیں جنہوں نے خدا کا پیغام لوگوں تک پہنچایا تھا۔ لیکن قوم کے لوگوں نے اس پر دھیان نہ دیا انجان بننے رہے غفلت وستی میں خدا کا پیغام بھول گئے۔ دنیا کی طلب میں زندگی گذاری۔ نافرمان خدا کے سرکش باغی ظالم منکر اور مشرک بن کر زندگی گذاری۔ ان پر آسمان سے خدا کے عذاب آئے۔ لوگو! تم ان جیسے ہرگز نہ ہو جانا، خدا کے نافرمان سرکش باغی نہ بن جانا۔ شیطان تم کو سیدھے راستے سے بھکاتا رہیگا اور تم اس کی باتوں میں ہرگز نہ آناروز آنے قرآن پڑھتے رہنا۔ قرآن سے پھٹے اعوذ بالله پڑھ کر شیطان سے اللہ کی پناہ میں آجائو۔ قرآن کی حدیث و نصیحت پر عمل کرتے رہنا اپنے سجدوں سے کبھی غافل نہ ہو جانا۔

يَعْلُمُكُمْ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولُ فَاتَّقُوا -

نمبر ۸۔ الانفال -

یہ مدینی سورت ہے جنگ بدر کے بعد میں نازل ہوئی۔ مالِ قیمت کی تقسیم پہلی بار عمل میں آئی تھی۔ جنگ بدر کی تفصیل اور اس کے مضرات کا بیان ہے۔ حق اور باطل کا پہلا معرکہ ہے۔ مومن اور کافر دو جماعتیں مقابل پر تھیں۔ اللہ کا فیصلہ حق کے ساتھ ہوا۔ دنیا میں ہمیشہ حق ہی کامیاب ہو گا۔ بشرطیکہ حق پر ثابت قدم رہے اور اللہ سے رابطہ تعلق قائم رہے۔ اللہ حق والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ لڑائی جنگ کے اور جہاد کے نتیجے میں مخالف سے جو کچھ فائدہ اور نفع حاصل ہوتا ہے۔ اس کا مالک اللہ ہوتا ہے۔ مالِ قیمت میں اللہ کے غریب اور مسکین بیوہ یعنیم کا حق ہے۔ مال کا پانچواں حصہ پہلے نکالو بعد کا سب کچھ تھارا ہے۔ اللہ سے ڈر نیوالے آخرت کی فکر کرنیوالے نماز اور روزہ زکوہ کی پابندی کرنیوالے یعنیا مومن ہیں۔ اور ان میں زیادہ نیک مسٹی صلح عمل کرنیوالے بھی ہیں مگر بہت کم۔ ان کے دریجے مرائب اور مقامات الگ الگ ہیں۔ جو جس درجہ میں اپنا مقام و مرتبہ بلند کرے اس کو اختیار ہے۔

جنگ بدر مسلمانوں کی پہلی عملی تربیت کا اسٹھان تھا۔ اس میں مسلمان کامیاب ہونے تھے۔ ممکن تیرہ سالہ زندگی، رسول اللہ کی تربیت، ان کے کام آئی تھی، سبیق تازہ تازہ تھا، کیونکہ مصیبتوں و مشکلات سے نکل کر آئے تھے۔ بے سہارا تھے، سارا سہارا تو کل اللہ کا تھا، اللہ کے رسول سے پوری طرح وابستہ تھے۔ اسلئے کامیاب رہے۔ جنگ احمد میں مال، خوشحالی، مالِ قیمت کا حصہ ملا تھا تو اللہ پر بھروسہ کم تھا، دوستی اور تجارت کا رو بار پر بھروسہ زیادہ ہو گیا تھا۔ اللہ پر بھروسہ اور توکل کم ہو گیا تھا۔ رسول اللہ کی اطاعت میں غفلت اور تباہ پیدا ہو گیا تھا۔ مال کی محبت اور خواہش میں جنگ کا سورچہ چھوڑ کر نکل آئے تھے۔ اس لئے اللہ نے انہیں سرزادی تھی۔ جیسی جنگ ہار دی تھی۔ جنگ احمد کا بیان اس کے مضرات سورہ العمران میں تفصیل سے سنائے گئے تھے۔ یہاں جنگ بدر کا حال اور اس کے مضرات بیان ہو رہے۔

ہیں۔ پہلا جگہ مال غنیمت کی تفہیم سے شروع ہوا۔ اس سوت میں اس کا طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ پانچواں حصہ نکال دو اور باقی تھیم کر دو۔ ایک مال وہ ہے جو بغیر لڑے، جنگ کے بغیر، مفت میں کافر ڈر کر بھاگ جائیں اور مالِ مُتَّاع زمینَ باغات چھوڑ دیں تو یہ سارا مال مفت ملایہ مال فہرے ہے۔ یہ سارا مال اللہ اور اسکے رسول کا ہے۔ عوامِ انس کا نہیں ہے۔ اور نہ مجاہدوں میں تھیم ہو گا۔ صرف غریبِ سکین بیوہ محتاج اور رسول اللہ ﷺ کے خاندان اور اہل بیت اس کے حقدار ہونگے لیکن اللہ کے رسول نے اس میں سے اپنے اہل بیت کو کچھ نہیں دیا تھا۔ باقی سب کو دیا۔ اہل بیت مردوم ہی رہے ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول کافی تھا۔

ابتدائی آیات میں صلح صفائی محبت سے رہنے کی تاکید ہے۔ کی بات پرست جگڑو۔ اللہ سے ہر وقت ڈرتے رہو۔ رسول اللہ کی اطاعت کرتے رہو۔ مومن تو وہ ہے جب اس کے آگے قرآنی آیات پڑھی جاتی، میں یا قرأتِ قرآن وہ سنتا ہے تو اس پر اللہ کا ڈر خوف طاری ہو جاتا ہے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ ان دل ڈر جاتے ہیں۔ اور ایمان زیادہ ہو جاتا ہے۔ اللہ پر بھروسہ زیادہ ہو جاتے تو یہ لوگ مومن، میں ایمان والے، صوم و صلوٰۃ کے پابند، اپنا مال دوسروں پر خرچ کرنیوالے، حقیقت میں یہ علامت ہے مومن کی اور اللہ نے ان کے درجات بلند کئے ہیں۔ ان کی مغفرت اور رزق کرم کا وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ وہ مومن، میں جن کی قسم کا بدر میں اللہ نے وعدہ کر کھاتا۔ کہ ثابت قدم رہو گے تو فتح و نصرت تمہاری ہو گی۔ اللہ نے اپنا وعدہ بچ کر دکھایا۔ اللہ سے فریاد کرو گے تو اللہ تمہاری فریاد سننے والا ہے۔ اس کا حل نکالتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے نافرمانوں کے لئے اس کی مخالفت کرنیوالوں کیلئے اس سر زمین پر کوئی جگہ نہیں ہے۔ اللہ کی اطاعت اور رسول اللہ کی پیروی ہی میں اس زندگی کا آسان حل ہے۔ دنیا اور دنی کی کامیابی ہے۔ انسان کا دل اللہ کے اختیار میں ہے۔ جس طرف جائے پسیر ہے۔ وہ تمہارے دلوں کا حال خوب جانتا ہے۔ اللہ اور رسول کے احکامات کی خیانت اور بد عہدی ملت کرنا۔ اور نہ ہی آپس میں ایکدوس رے کے ساتھ خیانت بد عہدی اور دھوکا فریب جھوٹ مکر کا کاروبار ملت کرنا۔ جان رکھو یہ مال یہ بیوی سچے جنکے لئے تم بد دیانتی ابے ایمانی کر ہے ہو وہ تمہارے لئے فتنہ ہیں۔ تمہارے کام کوئی نہیں آئتا۔ ہر وقت اللہ کا ڈر خوف دل میں رکھو۔ کہ اللہ تم کو دیکھ رہا ہے۔ اس کو ناراض شت کرو۔ اللہ کا ذکر اللہ کی باد جستک کرتے رہو گے اللہ سے مغفرت پناہ اور توبہ استغفار کرتے رہو گے تو اللہ

تم کو ہر مصیب و مشکل آزمائش سے بچاتا رہیگا۔ اپنا عذاب ان سے ہٹالیتا ہے جیتک وہ دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

جنگ بدر کی تفصیل اور اس کا حال بیان ہو رہا ہے۔ مال غنیمت کی تفہیم کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ عہد قول و قرار کرنے کے بعد جو لوگ اسکو توڑ دیتے ہیں اور اپنے عہد سے پھر جاتے ہیں۔ اور قول و قرار کو بدل دیتے ہیں و دعا باز، میں عہد شکن اور غدار، میں۔ ان سے لڑو۔ اور ان کی مخالفت کرو۔ اللہ ان سے خوش نہیں ہے۔ اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے اس کا پورا پورا بدلہ ملیجاتا۔ اللہ کی طرف سے حسین اللہ یعنی اللہ کافی ہے۔ مومنوں کے لئے دنیا کا نفع والیع اور حرص کچھ بھی نہیں ہے۔ آخرت کی کمائی سامنے رکھو۔ آخرت کے نفع کے کام کرو۔ جو اللہ پسند کرتا ہے۔ مال غنیمت حلال و جائز کر دیا گیا ہے۔

سابقونَ وَ الْأَوْلَوْنَ والوں کی تعریف بیان ہو رہی ہے۔ ان کی مغفرت اور بخش کا وعدہ کیا گیا ہے کہ انہوں نے اللہ پر ایمان لایا اس سے پہلے جب دوسروں نے انکار کیا تھا۔ اور مخالفت کی تھی۔ ان لوگوں نے رسول اللہ کا ہر وقت ساتھ دیا۔ اور ان کو اکیلا کسی نہیں چھوڑا تھا۔ ان لوگوں نے دین ایمان کی خاطر مصیبتوں اٹھائیں۔ مارکھائی، زخم لگائے اور قتل ہونے مگر اللہ اور اس کے رسول کو نہیں چھوڑا تھا۔ دین کو قائم کرنے میں اللہ کے رسول کی بھرپورہ مدد کی تھی۔ بہرث کی، مگر بار عزیز و اقارب چھوڑا، کاروبار، مال و دولت، دوستی چھوڑتی صرف اللہ کے لئے اللہ کے رسول کا ساتھ دینے پر ہر وقت تیار رہتے تھے۔ ایسے لوگوں کو اللہ نے پسند کیا ان کی مغفرت اور بخش کا وعدہ کیا اور ان لوگوں کے لئے بھی مغفرت و بخش کا وعدہ ہے، جنہوں نے علانیہ نہ بہرث کی نہ مسلمان ہوتے تھے۔ بلکہ دلوں میں ایمان اسلام چھپائے رہیتے تھے۔ لوگوں کے ڈڑ و خوف سے بعد میں جب موقعہ ملا انہوں نے بھی بہرث کی ان سب کو اللہ نے شامل کر لیا اور ان کی مغفرت و بخش کا وعدہ کیا گیا ہے۔

بِرَأْءَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ

نمبر ۹۔ سورہ توبہ

بشر کوں سے اصل کتاب والوں سے جن سے مدنه میں معابدہ دوستی کیا گیا تھا، ان کی عبید شکر اور دعا بارزی، غداری کو دریختے ہوئے ان سے معابدہ توڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ بات سورہ النفال کی آیت ۲۵-۲۷ میں پہلے بتادی گئی تھی کہ عبید توڑنیوالوں اور دعا فریب کرنیوالوں سے ان کا عبید قول و قرار ان کے منہ پر پھینک دو۔ اور ان سے طیحہ ہو جاؤ۔ یہاں سورت کی ابتدائی آیات میں معابدہ توڑ کر اپنے معابدہ سے برأت کا اعلان کر دو۔ اور ان کو چار ماہ کی مہلت دو۔ اس کے بعد تمہارا ان سے کوئی معابدہ نہیں ہے۔ اس کے بعد ان سے لڑو۔ جنہوں نے معابدہ کی پابندی کے خلاف کچھ نہیں کیا ان سے اپنا عبید پورا کرو۔ مسلمان کی پہچان یہ ہے کہ وہ نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے آئیے لوگوں سے دوستی رکھو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ عبید توڑنے والوں کا کوئی اعتبار نہیں۔ ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ ان سے لڑو ان کو رسدا کرو ان سے قطع تعلق رکھو۔ ان سے برأت رکھو۔ زبانی دعوے کرنیوالے اور دل سے عملی مظاہرہ کرنیوالوں میں اللہ پہچان کرنیوالا ہے۔ ان کا امتحان اور آزمائش اسی میں ہے کہ وہ اپنے عبید پر دن اسلام سے وابستہ ہیں یا نہیں۔ زبانی جمع خرچ کرتے ہیں جھوٹی قسمیں کھا کر اعتبار دلاتے ہیں۔ اور عین موقعہ پر جہاد کے لئے منہ پسیر کر چلتے ہیں۔ اللہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے۔ منافق اور مشرک دونوں ایک ہی ہیں۔ نیکی کرنا مسجدوں کی تعمیر کرنا اور بہتری کے کام کرنا صرف مومنوں اور مسلمانوں کا کام ہی نہیں ہے بلکہ اللہ سے ڈر نیوالوں آخرت کا یقین کرنیوالوں کے لئے ہے۔ اللہ ان کو قبول کریگا جو خلوص دل سے اللہ پر ایمان اور یوم آخرت سے ڈرتے رہتے ہیں۔ نماز پابندی سے پڑھتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ ہبہت کرنیوالوں کے لئے اللہ کے ہاں درجے اور مراتب ہیں۔ اللہ کے لئے دین اسلام کے لئے ہبہت کرنیوالوں کیلئے جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔ اور ان کا مقام

پلند کیا ہے۔ عبادات کی روح ایمان باشد سے خوفِ خدا سے گھلن پر ہے۔ تین باتیں سمجھائی گئی ہیں۔ ایمان۔ ہجرت اور جہاد اللہ اور اس کے رسول کے محبت کے استھان ہیں۔ اللہ نے تمہاری مدد میدان بدر میں حین کی جنگ میں بی قریظا اور بنو نضیر سے جنگ اور جنگِ خندق کی طرف سے ملی ہے۔ مسیحی بھر جماعت کا ہزاروں کے مقابل میں کامیاب ہوجانا اور اللہ کے رسول کی صداقت و رہنمائی اور یقین باللہ پر کامل بھروسہ چو۔ اللہ کی تائید اور مدد کے بغیر ناممکن تھی۔ یہ ایک معجزہ تھا جو حین کی جنگ میں مصیروں مال غنیمت دلا کر نادار مومنوں کو اہل کہ کے غریب لوگوں کو مالدار خوش حال کر دیا گیا۔ اور مومنوں کے دل کو سکون چین عطا کیا۔ اور انہیں کامیاب بنایا۔ لڑوان سے جو اللہ پر ایمان آخوت پر یقین نہیں رکھتے۔ اور حرام کو حرام نہیں جانتے۔ رسول اللہ کی پیروی نہیں کرتے۔ اور خدا کی کتاب نہ پڑھتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں اور نہ اس پر عمل کرتے ہیں یہ سون مسلمان نہیں ہیں۔ بلکہ منافق اور فاسد ہیں۔ سورہ توبہ کی ۳۰ آیات غزوہ تبوک کے موقع پر ۹ ہجری میں نازل ہوئیں اور مناقیب اور کفار کی کھر توڑ کر رکھدی۔

یہودی و عیسائی عالموں اور داٹشوروں کو جو خود کو علماء دین اہل کتاب کہتے تھے، رشوت، جھوٹ، بے ایمان اور ناحق لوگوں کا مال کھا جاتے ہیں۔ مال و جائیداد سونا جاندی جمع کرتے رہتے ہیں۔ عیش و عشرت کی زندگی گذارتے ہیں۔ دین کے نام پر دھوکا دیتے ہیں ان کا انجام اللہ کے ہاں بہت برا ہوگا۔

اللہ کا دین سیدھا سادھا ہے کوئی چیز خلاف عقل خلاف قانون الہی نہیں ہے۔ خدا کے احکامات کی تعین اور کبھی مخالفت اور ان میں روبدل مت کرو۔ جوں کا قول جو حکم ہے اسی کو اسی طرح پورا کرو۔ اپنی طرف سے تحریف و ترمیم اپنے مطلب و مقصد کے لئے ان کو آگے پہچھے مت کرنا۔ یہ حکم کی خلاف ورزی ہے۔ مثلاً حرمت کے چار مہینے مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ اسیں روبدل کر کے آگے پہچھے گھٹانا بڑھانا بُری بات ہے۔

اللہ کے کام مسلمانوں پر موقف نہیں ہیں۔ وہ اپنے کام کے لئے جکو جائے تیار کرے اور خواہ کو انجام دے۔ اللہ کے کاموں میں سستی، تجہیل، غفلت کرو گے، اس کو ٹھانو گے تو اللہ تمہارا محتاج نہیں ہے۔ اللہ کے رسول کی اللہ ہی نے مدد کی ہے۔ منافقین محل کبر سا بنے آگئے ہیں۔ جو چیلے بھائے عذر کر کے رخصتی مانگتے ہیں اللہ ان کے دلوں کا حال خوب

جانتا ہے۔ صدقات کے سقین میں شمار مغلس۔ نادار۔ غریب مسلمین۔ علماں۔ علاموں کو قید سے چھڑانا۔ قرض داروں کو قرضہ سے نجات دلانا۔ قیدیوں کو جیل سے صفائت پر بہا کرنا۔ مسافر کی مدد جو دوران سفر نادار محتاج ہو جائے۔ زکوٰۃ۔ چندہ وصول کرنیوالے پانچ قسم کے لوگوں کی فہرست گنادی گئی ہے۔ اللہ کا غصب اور غصہ منافقین کے لئے جنہوں نے اللہ کے رسول کو دعوٰ کا دیا۔ مُحَمَّدوں میں بیٹھ رہے جو شے عذر سنا کے رخصت مانگی۔ سُقیٰ کا بہلی سے کام لیا اور اللہ کے رسول کو اکیلا چھوڑ دیا موت کا، جان کا، مال کا ڈر خوف تھا۔ ان کا مال ان کی اولاد ہرگز ان کے کام نہیں کہیں اللہ خوب جانتا ہے۔ منافقین کے دل کی بات اور ان کا عمل رکھ سات سے آخر سورت مک منافقین کے لئے اللہ کا غیض و غصب آیا۔

۔۔۔

معدّزت کرنیوالوں میں تخلص بندے صرف تین تھے باقی منافقین تھے۔ اور بدّو صحرائی تھے جن کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ تو پہ سے استغفار سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ لیکن دل کے اندر ملامت۔ پچھتاوا باقی رہتا ہے اور افسوس ہوتا ہے تو اس کے لئے صدّقہ و خیرات بتایا گیا ہے جو لوگوں کو ختم کر دیتے ہیں۔ ضمیر کو پاک و صاف بنادیتے ہیں۔ اور دعا کرنے سے ندّامت اور گناہ کا احساس ختم ہو جاتا ہے۔ اور اموال کو بڑھاتا رہتا ہے۔ دُعاویں کا اثر آدمی کے لئے اس کی اولاد مک مرات پشتیوں سک اثر ہوتا رہتا ہے۔ پھر اللہ کے رسول کی دعا کا کیا سمجھنا یہ کس کو نصیب ہے۔ انسان اچھے نیک عمل کرتا رہے کیونکہ اسکو لوث کر اللہ کے پاس جانا ہے۔ وہاں وہ دیکھ لے گا کہ دنیا میں اس نے کیا عمل کرتے رہے تھے اور آئندہ کا لائے عمل زندگی کا کیا رہتا ہے۔ ایک بار گناہ معاف کر دیتے جائیں، اور صدقہ خیرات قبول کرنے جائیں تو پھر کیا اس پر قائم رہتے ہو یا پھر وہی گناہ وہی حرکت دوبارہ کرنیوالے ہو۔ اللہ کو بخوبی سمجھی ہے۔

وہ تین آدمی تھے جن کا معافی نامہ اور معدّزت اور در گزر کا مسئلہ اللہ نے پچاس دن مک معلق رکھا تھا "وَأَخْرُونَ مَرْجُونَ إِلَّا مَرَّ اللَّهُ" ان لوگوں نے خلوص نیت سے اپنی سُقیٰ اور غلطی کا اعتراف کر لیا تھا۔ اللہ کے رسول سے اپنا معاملہ اللہ کے حوالے کر دیا تھا۔

اللہ نے مجاہدوں کی شان میں فرمایا تھا کہ اللہ نے مسلمانوں کو اپنے کاروبار بھارت میں شریک کر لیا ہے۔ ان کی جان و مال کو جنت کی عوض خرید لیا ہے۔ اور یہ مجاہدین ہیں جن کے لئے جنت کا وعدہ اور خوشخبری دونوں ہیں۔ اور یہ بہت بڑی عزت اور کامیابی کی بات

ہے۔ جب اللہ خریدار بن جائے تو پھر کون ہے جو اپنی جان اور مال کو اللہ کے حوالے نہ کر دے گا۔ مجاہدین کی تعریف اور درجات میں فرمایا: "الْتَّائِيْبُوْنَ - الْحَامِدُوْنَ - الْمَسْكُعُوْنَ - الْجَهْدُوْنَ وَالْأَمْرُوْنَ وَالنَّاهِوْنَ - وَالْحَافِظُوْنَ لِحَدَّوَ اللَّهَ وَعَلَى اَلْثَلَاثَةِ الدِّيْنِ حَفْوٌ..... وَهُجُوْنَ مُخْلِفُوْنَ مُسْلِمُوْنَ پیچے رہ گئے تھے کعبَ بن مالک۔ ہلالَ بن اُمَّيَّہ اور مُرَازَہ بن رَبِيعَ انہوں نے سچ بولا تھا۔ اور اپنی غلطی تسلیم کر لی تھی۔ ندامت کا احساس شدید ہوا تو دل سے معتوب اور شرمندہ ہوئے۔ اللہ دلوں کا حال خوب جانتا ہے۔ ان سے مقاطعہ کیا گیا۔ ان کی بیویوں کو بھی علیحدہ کر دیا گیا۔ ان کے ساتھیوں نے بھی ان سے قطع تعلق کر لیا۔ سلام کا جواب دینے والا کوئی نہ تھا۔ ایک کرب ایک اسکھان ایک آزمائش میں پیاس دن رات وہ مسلل چھوڑ دیئے گئے۔ وہ نکاوت تھا تھے۔ کہ اللہ کی طرف سے برأت کا اعلان ہوا۔ رحمتِ الٰہی جوش میں آئی معاف کر دیئے گئے۔

لوگو! اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ کا ڈر خوف دل میں رکھو اور سچ سچ بولا کرو۔ غلطی ہوئی تو اعتراف کرو۔ ندامت اور شرمساری اللہ کو پسند ہے۔ اللہ تمہارے قصور اور گناہ معاف کرنے والا ہے۔ مجاہد کی شان ہی اور ہے۔ وہ اللہ کا محبوب ہوتا ہے۔ جان و مال، بھوک و پیاس کی اسکو ذرہ برابر فکر نہیں ہوتی۔ وہ اپنی خواہش سے نہیں اللہ کے حکم سے لڑتے ہیں۔ مومنوں کے لئے حسینی۔ اللہ کافی شافی اور بس سب کچھ وہی ہے اس کو راضی رکھو اسی سے ڈرتے رہو۔

جب ان تینوں سے ذرا سی بھول چوک ہو گئی تو ان کے دلوں کے اندر کا احساس ندامت دیکھو کہ وہ کقدر غم زدہ آبدیدہ ہو گئے تھے۔ اللہ کے رسول کی خدمت میں اپنی غلطی اور سُتی کا اظہار بھی نہ کرنے پائے تھے کہ اللہ کے رسول نے ان سے اپنا منہ پسیر لیا تھا۔ اس خنکی اور برہمی پر ان تینوں کے حلن سے بے اختیار ایک چیخ نکلی وہ ہر قسم کی سزا اور حساب کے لئے تیار ہو گئے تھے۔

جب اللہ نے ان تینوں سے اپنے صبب کی یہ خنکی اور ناراضی دیکھی تو اللہ کی بھی ناراضیگی اور خنکگی اس بلاحدہ سُتی اور غفلت میں شامل ہو گئی۔ مسلمانوں کو حکم آیا کہ ان تینوں سے بالکل مقاطعہ کر لیں۔ ان کے سلام کا نک جواب نہ دیں۔ بھی نہیں بلکہ کچھ عرصہ کے بعد ان کی بیویوں کے لئے حکم آیا کہ ان کے لئے کھانا پکانا اور ان کی خدمت اطاعت بھی ترک کر کے اپنے میکے جلی جائیں۔ اللہ اکبر! کیا عِتَاب تھا۔ اور کیسی سزا ملی ایک ذرا سی بھول جوک اور غفلت سُتی ہی تو تھی۔ تینوں ڈر و خوف سے ہم گئے تھے۔ ایک نے خود کو

بے بس اور بے سہارا جان کر مسجد نبوی میں ایک سُتوں سے رستیوں سے باندھ لیا پنی سرزا خود آپ ہی تجوہ کری تھی۔ باقی دونوں نے مگر کے گوش تھائی میں رو رو کر پسی جان بلکاں کری تھی۔ اور خدا سے عفو و درگذر کی بخشش مانگتے تھے۔ چالیس دن اس عحاب کے بڑے کشمکش گذرے تھے کہ اللہ کی طرف سے عفو و درگذر کے احکامات برأت آیات ۷۸-۷۹ میں نازل ہوئے۔ یعنوں کی توبہ قبول ہوئی۔ یہ تعاوہ ایمان اور یقین اور اس پر اللہ کی یہ سزا اور اللہ کے رسول کا یہ حساب۔ اللہ کے رسول اپنے جان شار صحابہ سے اپنا منہ پسیر لیا تھا۔ ساری دنیا ان پر تنگ کر دی گئی تھی۔ محض ذرا سی غفلت اور سُتی پر۔ اللہ اور اس کے رسول کو اگر ناراض کرو گے تو اے مسلمانو! تمہارا کیا حال اور انجام ہو گا۔ اس روئے زمین پر مسلمانوں کو اپنی غفلت۔ سُتی بھول چوک میں زمین تنگ کر دیا گی۔ پھر کہیں بھی پناہ نہیں ملے گی۔ پناہ صرف اللہ کے حکم کی بجا آوری اور اللہ کے رسول کی سنت کی پیروی میں ہی ملے گی۔ وہ کیسے مسلمان تھے اور ہم کیسے ہو گئے؟!

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّمَا الْجِنَاحُ عَنِ الظَّالِمِينَ

الرَّءْسُ تَكَوَّنُ أَيْمَاتُ الْكِتَابِ الْكَلِمُ أَكَانَ لِلنَّاسَ عَجَباً إِنَّمَا

نمبر ۱ سورہ یوں -

کتاب الحکیم حکمت والی ہے خدا کے احکامات زمین والوں تک پہنچانا نیوالی کتاب ہے۔ اور اللہ کیا چاہتا ہے۔ کس طرح اس زمین پر رہنا جینا مرنا ہے وہ سب بتاتا ہے۔ اللہ کون ہے کیا ہے۔ اسکی خالقیت الحیث، حکیمت کا بیان ہورہا ہے۔ اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ وہ سب کے اعمال کا ورن کر کے قول کے سزا اور جزا دینے والا ہے۔ یہ یاد رکھنا ہے کہ یہ کائنات بیکار نہیں بنائی گئی ہے۔ لوگوں کو غفلت اور لاعلی سے نکال کر معلومات خبردار اور مستحبہ کرنا ضروری ہے۔ رہنمائی اور حدایت پہنچانا اس قرآن کا کام ہے۔ انسانی فطرت کا خاصہ سمجھ عجیب ہے۔ اسکی فطرت کو نفیات کو جانتے ہوئے احکامات اس کے مطابق پہنچانے جا رہے ہیں۔ دیکھو خدا کے بارے میں شرک نہ کرنا۔ اور خدا کی سوامی اور معبد

بے بس اور بے سہارا جان کر مسجد نبوی میں ایک سُتوں سے رستیوں سے بامدہ لیا بُنی سرزا خود آپ ہی تجویز کری تھی۔ باقی دونوں نے گھر کے گوشہ تھیائی میں رو رو کر لپتی جان بلکاں کلی تھی۔ لور خدا سے عفو و درگذر کی بخشش مانگتے تھے۔ جالیں دن اسِ عِتَاب کے بڑے کھنڈ گذرے تھے کہ اللہ کی طرف سے عفو و درگذر کے احکامات برأت آیات ۷۸۔ ۱۱ میں نازل ہوئے۔ تینوں کی توبہ قبول ہوئی۔ یہ تعاوہ ایمان اور یہیں اور اس پر اللہ کی یہ سرزا اور اللہ کے رسول کا یہ عِتَاب۔ اللہ کے رسول اپنے جانِ شارح اپنے پیر لیا تھا۔ ساری دنیا ان پر ٹنگ کر دی گئی تھی۔ بعض ذرا سی غفلت اور سُتی پر۔ اللہ اور اس کے رسول کو اگر ناراض کوئے تو اے مسلمانو! تھیارا کیا حال اور انجام ہوگا۔ اس روئے زمین پر مسلمانوں کو لینی خفت۔ سُتی بھول چوک میں زمین ٹنگ کر دیا ملگی۔ پھر کہیں بھی پناہ نہیں ملگا۔ پناہ صرف اللہ کے حکم کی بیجا آوری اور اللہ کے رسول کی سُنت کی پیروی میں ہی ملگی۔ وہ کیسے مسلمان تھے اور ہم کیسے ہو گئے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الرَّاثِ تَكَبَّرَ أَيْتَ الْكِتَبَ الْكَلِيمَ أَكَانَ لِلنَّاسَ عَجَباً إِنَّا أَوْحَيْنَا

نمبر ۱۰ سورہ یوں -

کتابِ الکلیمِ حکمت والی ہے خدا کے احکامات زمین والوں تک پہنچانیوالی کتاب ہے۔ اور اللہ کیا چاہتا ہے کس طرح اس زمین پر رہنا چینا مرنا ہے وہ سب بتاتا ہے۔ اللہ کون ہے کیا ہے۔ اسکی خالقیت، الیت، حکمیت کا بیان ہو رہا ہے۔ اسی کی طرف لوث کر جانا ہے۔ وہ سب کے اعمال کا وزن کر کے تول کے سرزا اور جزادینے والا ہے۔ یہ یاد رکھنا ہے کہ یہ کائنات بیکار نہیں بنائی گئی ہے۔ نو گول کو غفلت اور لا علی سے نکال کر معلومات خبردار اور مستحبہ کرنا ضروری ہے۔ رہنمائی اور حدایت پہنچانا اس قرآن کا کام ہے۔ انسانی فطرت کا خاصہ کچھ عجیب ہے۔ اسکی فطرت کو نفیات کو جانتے ہوئے احکامات اس کے مطابق ہوں گے جاری ہے، ہیں۔ دیکھو خدا کے بارے میں شرک نہ کرنا۔ اور خدا کی سواد کی اور معبد

مشکل کا حل کرنے والا نہیں بنالیتنا۔ یہ گناہِ عظیم ہے۔ اللہ جاہتا ہے کہ تم نیک اور مُستَحیٰ بن کر زندگی گذارو دنیا میں سیدھی را احتیار کو۔ تمہارے لئے بد لے میں جنت ملے گی۔ ایک روز حساب کا فیصلے کا مقرر کر دیا گیا ہے۔ اس دن بُب کے اعمال دیکھے جائیں گے۔ قرآن اپنا قانون ایتبدال بیان کرتا ہے جو قوموں اور لوگوں پر ہر وقت ہر زمانہ میں نافذ اعلیٰ ہوتا رہا ہے۔ قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ پچھلی قوموں کی ہلاکت و بر بادی کے قصے اور تاریخی واقعات سامنے رکھو۔ تو معلوم ہو گا کہ جبکہ انسانیت کی فلاج و سعادت نیکی اور فائدے کے کام اس دنیا میں انجام پاتے رہیں گے۔ وہ قوم وہ زمانہ قائم رہیگا۔ اس میں خیر و برکت رہیگی اور عروج ہو گا۔ خیر و برکت اور ترقی کام ہوں گے۔ جب قومیں نافرمان اور بدکار ہوں گی تو ظلم و زیادتی۔ جنگ و فساد و فتنہ برپا کرنے والی ہوں گی۔ اللہ کا قانون ان کو نیشت و نابود کر کے صفوتی سے مٹا دیگا۔ اللہ کی سرزین پر فتنہ و فساد ظلم و زیادتی کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔ قومیں آتی جاتی رہیں گی اور آبادیاں قائم ہوں گی۔ بر باد ویران ہو کر مٹا دی جائیں گی۔ نئی دنیا آباد ہو گی۔ نئی نسل سے دنیا بار بار آباد ہوتی رہیگی۔

قرآن نے فلسطین کی تاریخ دھڑائی ہے جو بار بار آباد ہوتی اور بار بار تباہ و بر باد ہوتی۔ اللہ کا وعدہ ہے ”وَإِنْ عَدْتُمْ وَعْدَنَا“۔ اگر تم شرارت اور تباہی پیاوے کے تو اللہ بھی تم کو ویسا ہی تباہ و بر باد کر کے چھوڑے گا۔

اللہ نے مثالیں دیں اور نام گینوائے ان قوموں کے اور ان بستیوں کا ذکر کیا جنکے لئے آسمان سے عذاب اُتارا گیا تھا۔ انہوں نے عذاب کی پرواہ نہ کی اور جھوٹ جانا اس لئے ان پر خدا کا عذاب آیا اور وہ ہلاک ہو گئے۔ ان کی بستیاں ویران ہو کریں عاد و نمود۔ لوٹ۔ اصحاب ایک۔ فرعون اور موئی ملکہم کا واقعہ عجیب ہے۔ فرعون نے اس وقت تک ایمان نہیں لایا تھا جب تک کہ موت کو مانے نہیں دیکھ دیا۔ مگر اس وقت اس کا ایمان لانا بیکار تھا۔ ایمان تو بالغیب جائیے۔ آنکھوں سے دیکھ کر یقین کر کے اللہ پر ایمان کی خوبی اور تعریف کچھ نہیں۔ فرعون غرق دریا ہو گیا۔ اللہ نے شکران کے طور پر بنی اسرائیلوں پر نماز فرض کی اور آیت ۷۸ میں حضرت موسیٰ علیہم کو حکم دیا گیا تھا کہ خدا کی عبادت کریں۔ اپنے گھروں میں مصلے پھالیں اور قبلہ رو ہو جاویں۔ تو انہوں نے کعبۃ اللہ کو چھوڑ کر بیت المقدس کو اپنا قبلہ بنالیا۔ اسی ضمن میں قوم یونس جو بابل و نینوا، سُصل کی سرزین کی رہنی والی تھی۔ اس کا ذکر بھی آیا ہے۔ انہوں نے بھی اسے پیغمبر حضرت یونس علیہم کی مخالفت کی تھی اور ان کو نہ مانا تھا۔ اللہ کا

عذاب ان کے لئے طلب کیا گیا تھا۔ یونس ﷺ نے قوم والوں کو بتا دیا کہ مہلت ملی ہے تین دن کی۔ اب تیار ہو جاؤ عذاب خداوندی کے لئے اور خود ہی تیسری شب قوم سے جدا ہو کر اس جگہ کو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ عذاب کے آثار جب نسودار ہوئے دھوئیں کے بادلوں نے شہر موصل کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو قوم گھبرا گئی اور اپنے پیغمبر کو ڈھونڈنے لگی۔

پیغمبر اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ وہاں اللّٰهُ کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کاذک سو رہ صافات میں سنایا گیا ہے۔ یہاں صرف قوم یونس ﷺ کا ذکر ہے۔ وہ میدان میں نکل آئے اللہ سے گردگرد کر عاجزی اور امید سے لوگا تھے۔ خدا کو پیار نہ لگے تھے۔ ان کے ساتھ بے زبان جانور بھی کھڑے اللہ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ گھبراۓ ہوئے خدا کی رحمت کا استخار کر رہے تھے۔

فرشتوں نے اللہ سے سفارش کی۔ اور اللہ نے قوم یونس ﷺ پر حرم کیا اور اپنی رحمت سے ان کو بجا لیا۔ عذاب خداوندی ہٹالیا گیا۔ قوم یونس ﷺ ایمان لا جکی تھی۔ خدا پر بغیر پیغمبر کے اللہ نے ان کے دل کے اندر ڈر اور خوف۔ یقین کا ایمان دیکھا تو بجا لیا تھا۔ خدا کے حکم اس کی توفیق و بدایت کے بغیر کوئی قوم ایمان نہیں لاسکتی۔ اے محمد ﷺ تم احل مکہ کو مجبور نہیں کر سکتے کہ وہ ضرور تم پر ایمان لے آئیں۔ آپ ان کو قرآن سناتے رہیں۔ اپنا مشن

جاری رکھیں۔ بدایت دینا اللہ کے ذاتے ہے۔ بدایت پہنچا دینا تمہارا کام ہے۔ صبر سے اپنا کام کئے جاؤ اور دیکھتے جاؤ اللہ ان کے کیا فیصلہ کر نیوالا ہے۔ اللہ تو بہترین انصاف کر نیوالا ہے۔ بدایت کھلی ہوئی عام ہے۔ جلا جی جا ہے قبول کرے۔ یا انکار کرے۔ جو بدایت پائیگا اسی کے لئے بلالی ہے۔ اور کامیابی ہے۔ تم کسی کے ذاتے دار نہیں کہ وہ ضرور ایمان لے آئیں۔ قرآن کی آیات شفاءِ دلوں کے روگ کو نفسانی خواہشات سے چرچھ ولئے سے روکتی ہیں۔ روحانی امراض اور جسمانی بیماریوں کا علاج اور نفع شفاء ہے۔ نفس انسانی کی ساری خرابیاں، عقائد فاسدہ، گندگی، ناپاکی، نبی خیالات سے پاکیزگی سے دور کر کے اچھے اخلاق سکھاتی ہے۔ فقیریت، طریقت، حقیقت، تصور، سلوک، تقوف، فاقہ و درویشی کی تعلیم دیتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے بدایت و نصیحت کی کتاب عطا کی ہے۔ اور زندگی کو مہلت دی ہے کہ انسان سُدھر جائے اور پاک صاف ہو جائے۔ نیک و سُنی اللہ کا بندہ بن جائے۔ اللہ کا دوست اللہ سے قریب ہو جائے۔ اللہ تو اس بندے کے ساتھ ہوتا ہے، جو اس کتاب کو ہر وقت پڑھتے اور سُننے رہتے ہیں اور اس میں غور کرتے رہتے

جواب دستار ہتا ہے۔ قرآن کی تاویل اور تفسیر کا خود اس نے ذمہ لیا ہے۔ اور وہی قرآن کو کھول کھول سمجھا رہتا ہے۔ (آیت ۲۱ سورہ یونس) اس سے کوئی بات چھپی اور پوشیدہ نہیں رہتی۔ اللہ پر جن کا اعتماد اور بھروسہ ہوتا ہے اللہ ان کی ہر بات پوری کرتا رہتا ہے۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ان کا اللہ مولیٰ ہوتا ہے۔ ان کی موت کے وقت لاچاری اور عینکیں اور رنجیدہ نہیں ہوتے (آیت ۲۵)۔

وگی کے اور ولادت کے، ایمان اور یقین کے درجات ہوتے ہیں۔ ولادت کے درجے میں جو مومن آگیا وہ اللہ کا دوست بن گیا۔ اگر مردِ مومن سے ملوتواس کو دیکھ کر خدا یاد آ جاتا ہے۔ اُس کا احترام اور تقدس دلوں میں خود خود پیدا ہو جاتا ہے۔

اویساً اللہ کے لئے دنیا میں بشارتیں آتیں ہیں۔ قرآن کا ارشاد ہے "لَا خُوفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ شُرُّكُونَ" موت کے وقت فرشتے ان کی روح آسانی سے قبض کرتے ہیں۔ احترام سے اُس کو آسانوں میں لیجاتے ہیں۔ قبر کی وحشت اور تہائی میں والسا اور لکھیں دیتے ہیں اور وہاں ان کے آرام اور سکون کی گنجائش پیدا کر کے چلے جاتے ہیں کہ یہ اللہ کے ولی اور دوست ہیں۔

آیت ۹۰ سے ۹۲۔ بنی اسرائیل جب مصر سے نکل رہے تھے تو اللہ نے ان کو بعثت دریائے نیل سے پار اٹا دیا تھا۔ فرعون اور اُس کا لشکر ان کے تماقہ میں دور ڈالا آ رہا تھا۔ دیکھا کہ دریائے نیل میں راستہ پیدا ہو گیا ہے تو وہ سب اُس راستے پر چلے جب درمیان میں آئے تو پانی برابر ہو گیا اور وہ سب غرق دریا ہو گئے تھے۔ یہ خدا کا فیصلہ تھا۔ نافرانوں اور سرکشوں کا انعام تھا۔ اُس وقت فرعون ڈوبتے ہوئے ایمان لایا تھا۔ مُؤْمِنُ اللہ پر اور ان کے خدا پر۔ تب اللہ نے کہا یہ ایمان بالغیب نہیں ہے جب موت کو سامنے دیکھا تو ایمان لایا۔ پریا کاری، مُناقتہ اور دُھوکہ ہے۔ پھر بھی اللہ کا یہ احسان ہے کہ چونکہ تو نے موت کو دیکھ کر ایمان لایا اس لئے اس کا نسلہ بھی اللہ اس طرح دلتا ہے کہ تیری مردہ لاش کو دریا کی موجودی سے بچا کر دنیا کی عبرت کے لئے بچھے بچا کر رکھیں گے۔ یہ دیکھنے والوں کی لئے عبرت کا سبق ہو گا۔ بنی اسرائیل ہر سال ماہ محرّم کی دس تاریخ کو یہ فرعون کے ڈوبنے کا واقعہ خوشی کی طرح مناتے آئے ہیں۔ کہ اُس دن فرعون دریائے نیل میں غرق ہو گیا تھا۔ (صحابہ رسول اللہ نے اللہ کے رسول سے جب پوچھا کہ عشرہ محرّم کی دس تاریخ کو یہودی عید مناتے

ہیں تو ہم کیا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم کو اس دن روزہ رکھنا چاہئے۔)

قوم یونس میں کام کا حال اس سوت میں اللہ کے عذاب اور ڈر اور خوف سے بچ لٹکنے کا اس نے سنا یا گیا ہے۔ کہ اللہ الرحمٰ اور الرحیم ہے۔ توبہ اور مغفرت مانگنے والوں کی دعائیں قبول کرتا ہے اور اپنا غیض و غضب ان سے واپس لے لیتا ہے۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ اپنے مومن بندوں کو اور اللہ پر ایمان بالغیب رکھنے والوں کو ضرور دکھ، بیماریوں، مصیبتوں آفات سے بچاتا رہتا ہے۔ یہ وعدہ اللہ کا ہر وقت نافذ العمل ہے۔ کسی خاص زمانے اور قوم کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ اللہ پر ایمان بالغیب اور یقین آخرت رکھو ہر مصیبۃ اور آفت سے بچائے جاؤ گے۔ (آیت ۱۰۳) یہ قرآن خدا کی آخری محنت ہے جو اس کے مانتے والوں پر پوری کردی گئی ہے۔ ہر شخص اپنے نفع و نقصان کا خود ذمہ دار ہے اور اس دنیا میں اپنا راستہ آپ تلاش کرے اور خود پسند کرے اور اپنے اعمال کی اصلاح کرتا رہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْأَنْفُسِ كِتَابٌ هُكْمُتُ أَيْتَهُمْ فَصِلْتُ مِنْ لَدُنْ رَحِيمٍ خَبِيرٍ

نمبر ۱۱۔ سورہ حود

حالات زنا نہ خواہ کیسے ہی ہوں سید ہی راہ پر رہو۔ غلو اور زیادتی بنیاد پرستی مت دکھاؤ۔ اور نہ خدا سے بُرھو۔ حق پر رہو خدا سے ڈرتے رہو۔ نماز پر قائم رہو۔ صبر و ہمت سے کام لو۔ اللہ تھیں دیکھتا استوار ہتا ہے۔ قرآن و قفو و قفو سے ۲۳ سالوں کے دوران اتارا گیا ہے۔ اس میں زندگی کے ہر گوشے ہر مصنوع پر جوئی سی چھوٹی بات، حقائق، توحید و رسالت دلیل اور ثبوت کے ساتھ مثالوں سے قصوں سے تاریخی حوالوں سے بیان کیا گیا ہے۔ اور وعظ و نصیحت سے، ہر انداز سے، ہر قرینہ سے خوبصورتی سے، سب مسائل زندگی حیات اور موت کی ساری گھمیاں سمجھادی گئیں ہیں۔ سب کچھ اس کتاب میں سوادیا گیا کہ اس کو پڑھیں اور اس میں غور کریں۔ اس پر عمل کریں۔ اس مفصل اور مکمل کتاب سے دعوت دی گئی ہے کہ خدا نے

واحد لیطرف۔ اسکی عبادت اور بندی لیطرف۔ نیک صلح اور سُمی اعمال لی زندگی بسر کرنے کی پدایت ہے۔ آخرت کا یقین اور خوف دل میں رہے تاکہ دنیا کی زندگی صیحہ راستے اور صیحہ سمت پر چلتی رہے۔ لوگوں کی ان کی مرضی اور اختیار پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ کہ چاہے اس کو مانے یا انکار کرے۔

حضرت حود ﷺ کو قوم عاد کی طرف رہنمائی کے لئے بھیجا گیا تھا۔ جو اپنے وقت کی مہذب اور متدين خوشحال قوم تھی۔ اور اللہ نے ہر نعمت دولت سے ان کو نوازا تھا۔ وہ ستارہ پرستی ہوتی۔ پرستی میں خدا کو بھول گئے تھے۔ ان کی تباہی و بر بادی کا انعام قرآن نے سنایا ہے۔ توبہ و استغفار نہ امت اور معافی طلب کرنے سے اللہ پھلے سارے گناہ معاف کروتا ہے۔ اگر آئندہ کے لئے نیکی، سچائی اور حق پرستی کی طرف انسان آئے کا ارادہ کر لے اور وعدہ پکار لے تو اللہ مہلت اور موقعہ ضرور دیتا ہے۔ یہ اسکی رحمت و نیتش ہے۔ اللہ لوگوں کو حق کی طرف بلاتا ہے۔ اللہ نے جب تخلیق کائنات کی تھی توبہ سے پہلے پانی پیدا کیا۔ پانی میں حیات ہے۔ زندگی ہے۔ اسی سے لا کر دوسرا مخلوقات پیدا کی گئیں ہیں۔ اس کا ذکر ہو رہا ہے۔ پانی کا ذکر کر کے نوح ﷺ کے سیلاں کا واقعہ تفصیل سے بتایا کہ پانی بی میں نافرمانوں کو ڈبو دیا گیا تھا۔ انسان بھی مٹی اور پانی سے لا کر بنایا گیا ہے۔ اور پانی سے اس کی زندگی اور اس کا وجود قائم ہے۔ اس کو دن رات میں پانچ اوقات میں وضو سکھایا گیا ہے کہ پانی اس کے جسم اور اس کے اعصاب رُگ و پُھلوں کو لگتا رہے۔ تاکہ اسکی زندگی اور حیات کی نمو، بُعا اور صحت و تندرستی پانی سے بُھتی رہے۔ اور وہ حیات پانے۔ موت کے بعد قبر میں دبادیا جاتا ہے۔ اور خشک سٹی میں منتشر ہو کر رہ جاتا ہے۔ قیامت سے پہلے اللہ آسمان پر بادل بیج کر زمین پر ایسی بارش بر سائیکا کہ اس بارش سے مردے قبروں کے زندہ ہو کر نیاتات کی طرح زمین سے باہر نکل آئیں گے۔ زندگی ملیکی پانی سے۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ کس طرح انسان مادرِ حم میں گندے پانی کے اندر تیرتا ہوا پلتا ہے۔ اور پرورش پاتا ہے یہ اس کا مستقر رہا ہے۔ اس کے بعد دنیا میں آیا، اور رہائش پذیر ہوا اور مر گیا۔ قبر اس کے لئے مستعد بُنی یعنی لوث پسیر کر جانے کی آخری جگہ۔ یہ سب حقیقت انسان کی پیدائش حیات اور موت اور بعد الممات کی قرآن سناتا ہے۔ اس دنیا میں انسان کی آزمائش اور اسخان لیا جاتا رہیا گا روز قیامت اس کا فیصلہ ہو گا۔ توحید اسلام ہے۔ قرآن کا راستہ ہے۔ حدایت ہے گواہی دینا ہے۔ اپنی حقائیت اور صداقت کی اس سے پہلے کی ساری کابین بھی گواہ تھیں۔ اس دین

فُطْرَتِ لی۔ اب اس دن کی لوہا ہی صداقت یہودی اور ہیساں جو بڑے ہیں مامن لے۔ وہ اسلام کے دن سے باہر نہیں گے۔ یہ خدا کا کلام ہے۔ قرآن خدا کا پیغام ہے کہ نازل ہو رہا ہے۔ ظالم اور بد نسبت ہیں وہ لوگ جو اس کلام کو نہیں مانتے اور اس کے خلاف باتیں بناتے ہیں۔ اپنے اور کذب سے کام لیتے ہیں خارجے ہیں ہیں۔

حضرت نوح عليه السلام نے تو یعنی پیغام دیا تاکہ اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی ستاروں کی سورج اور جاند کی نہ پرستش کرو اور نہ ان کو اپنا خدا بنالو۔ اللہ ایک ہے اُسی کی عبادت اور بندگی تمہارا حق ہے۔ تم جو کچھ کر رہے ہو شرک ہے گناہ ہے۔ حادثوں کے لئے حضرت حود عليه السلام کو رہنمایا بنائے کر بھیجا تھا۔ ان کی طرف بارش، بادل، رز خیزی انسان کی کثرت کے احسانات اللہ نے کئے تھے۔ انہوں نے بارش کے پانی کو بھائیوں کے درمیان روک کر ایک مضبوط بند بنا لیا تھا تاکہ انہیں پانی برس کے بارہ ہیئنے ملے اور ان کی کھینچیاں اور باغ سیراب ہوں۔ خوب پہل پہلوں کثرت سے، انسان چارہ ان کو اور ان کے مویشیوں کو ملے اور وہ خوش حال ہوں۔ ان کی تجارت بڑھے۔ مال و دولت، سونا، جاندی کار و بارچ چمکے۔ برکت اللہ نے دی انہوں نے ناشکری کی۔ اللہ کو بھلادیا تھا۔ جس اللہ نے اتنے سارے احسانات اور نعمتیں دیں انہوں نے اپنے پیغمبر کی۔ اور حضرت حود عليه السلام کو نہیں مانا تھا۔ شرک عبّت پرستی پر اڑے رہے تھے۔ اللہ نے ان پر عذاب آسمان سے اتارا سات رات اور آٹھ دن سلسل آندھی کے طوفان کا عذاب تیز ہوا تھیں ان پر چلنے لگیں۔ اور ساری قوم ہلاک اور برباد ہو گئی۔ حود عليه السلام پر ایمان لا نیوالوں کو اللہ نے اس عذاب سے بچا لیا۔ باقی قوم کا نام و نشان تک شہرا تھا۔ "بَقِيَتْ أَنْتَهُ
خَيْرٌ لِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ" (آیت ۸۶) (آیت ۸۶) ایمان داروں کے لئے اللہ کا دیا ہوا بہت تھوڑا بھی خیر و برکت سے بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔ یہ اس کثرت سے بہت بہتر ہے جو بلے ایمانی سے دعوے کے فریب سے رشوت اور حرام سے کما کر بہت زیادہ رکھے۔ حلل اور طیب کی برکت کچھ اور ہے مال حرام اور ناجائز محسروں میں فائدہ نفع کچھ نہیں ہو گا۔

تمام لوگوں کو اللہ نے مختلف میزان، کیاں، خصلت، خصلت، فطرت اور حادثات کا الگ الگ بنایا ہے۔ جو ایک دسرے سے مختلف اور مستحکم ہوتے ہیں۔ اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی فطرت اور خصلت پر جانوروں کی طرح صرف وجہ ان پر پیدا کرتا۔ ساری قوم اور جماعت ایک ہی عادت، خصلت، فطرت اور میزان کی ہوتی۔ ان میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہوتا۔ مثلاً شیر گوشت کھانیوالا بنایا۔ گھوڑا، بیل، گائے، نیک، اونٹ گھاس کھانیوالا بنائے۔ پرندے والے

چکنے والے بنائے یہ اپنی فطرت اور خلقت کے پابند وضع و قطع میں کھانے پینے اور بودو باش میں ایک جیسے نہیں ہیں۔ خواہ کسی ملک اور کسی قلعہ زمین پر کیوں نہ ہوں۔ مگر انسان کو ایسا نہیں بنایا ہے۔ اس کو عقل و شعور۔ راستے۔ ارادہ۔ عقیدہ۔ علم و تحقیق مشاہدہ۔ تمہرہ بے زبان کلم سب کچھ دے کر الگ الگ کر دیا ہے۔ لوگ مختلف حادثات۔ مزانج۔ خیال۔ علم و عقل شعور اور اک تقسیمات کے الگ الگ ملیں گے۔ ایک مثال دی ہے۔ ایک ہی گھر میں حضرت یعقوب مولعہ کے دس بیٹے رہتے تھے۔ ان دس کی سوچ مختلف رائیں، مختلف خیال۔ ایک دوسرے کے مقابلہ لور دشمن لور نصبان پہنچانیوں والے تھے۔ ان میں آذائن اور اسخان رکھا گیا ہے کہ کون ان میں نیک چلن۔ صاف ستر۔ نفاذی شرافت کا حامل ہے اور کون بد طیعت، بد مزانج اور شرارہ کرنیوالا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صلحت اور حکمت ہے کہ انسانوں کا، بھائیوں کا، بہن بھائیوں کا ایک ہی گھر میں اسخان ہوتا رہتا ہے۔ میاں بیوی کا اسخان ہوتا ہے۔ اور ان میں جو بھی اللہ کا عبوب ہو گا وہ اللہ کے حکم پر چلے گا۔ قرآن اسکی تربیت و تعلیم کرتا رہتا ہے۔ ایک قصہ یوسف اور زین العابدین کا ہے۔ اس میں ایک مرد اور ایک عورت کا اسخان ہے۔ پوری سوت یوسف احسن القصص ہے اس کو غور سے پڑھو۔

قوم عاد کا تاریخی جائزہ

قوم عاد جنہیں عاد اولیٰ بھی کہتے ہیں عرب کی۔ قدیم قوم تھی ان کے قسم ڈاہی شان و شوکت اور دولت کے دلخیر، سونا چاندی، کھیت باغات، تعمیرات کے بند اور آبپاشی کے لئے ان کا اپنا نظام اور طریقے پچے پچے کی زبان پر مشہور تھے۔ ان کی شاعری ضرب المثل تھی۔ ان کے ہر کام باہرا نہ کمال کے تھے تمام قوموں کے بھی امام تھے۔ ان کا وطن احتجاف تھا۔ ریگستان کے دلخیر، ٹیلے، پہاڑوں کا ملک صرانے عرب ریج الممالی کے نام سے جنوبی عرب کا علاقہ تھا۔ میں سے حضر موت تک اور پھر مملکہ تک پھیلا ہوا۔ دریائے اعر کے کنارے کنارے ان کے تجارتی قافلے ملک شام تک سامان تجارت کی درآمدات برآمدات کرتے تھے۔ یہ حضرت نوح مولعہ کی پانچ سو پشت میں حضرت ہود مولعہ کی قوم کہلاتی تھی۔ عاد کا مشہور قبیلہ احتجاف میں آباد تھا۔ ان کی زبان عربی آرامی تھی۔ سورہ اعراف میں بھی آیت ۶۹ میں ان کا ذکر آیا ہے۔ یہ قوم بت پرست اور ستارہ بدست میں تھی۔ اللہ کی نافرمان، سرکش، ناسخہ قوم تھی۔ بت پرستی۔ بد عادات، فتن و فور کے کاموں میں مشغول رہتے۔ اس کا سبب

ان کی بے شار دولت، خوشحالی اور سونا چاندی ہیرے جو اہرات۔ ان لی خوتحالی فارغ البالی کا ذکر قرآن میں جگہ جگہ آیا ہے۔ سورہ الشراء کی آیات ۱۳۲ سے ۱۳۳ اور ۱۲۸-۱۲۹ میں عالیشان محلات اور تمدن کا ذکر آیا ہے۔ ان کی عکسی فوجی قوت اور طاقت کا ذکر آیت ۱۳۱ میں آیا ہے۔ عقائد کے لحاظ سے وہ فریک اور بُت پرستی کے ولاداہ تھے۔ اللہ کو بے بر معمود سمجھتے تھے۔ اسی مک پہنچنے کے لئے رابطے کے لئے بستوں کو بیوچتے اور فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں اور ستاروں کو ان کے مدوار بنائے ہوئے ستارہ پرستی بھی کرتے تھے۔ حضرت حُود عليهم کو ان کی پدایت کیلئے بھیجا گیا تھا۔ سورہ اعراف کی آیت ۱۵ میں ذکر ہے انہوں نے حود عليهم کو جواب دیا وہ بھی سورہ اعراف کی آیت ۶۹ میں سنایا گیا ہے۔

قومِ حاد نے اپنے پیغمبر حُود عليهم سے علَانیہ کہا تھا کہ تمہارے کھنے سے ہم اپنے عبودوں کو نہیں چھوڑیں گے اور تم پر ایمان ہرگز نہیں لائیں گے۔ ہمارے معیوب تم کو بلاک کر دینگے اگر تم اپنی تبلیغ سے باز نہ آؤ گے۔ حضرت حود عليهم نے دلوزی کے ساتھ ان کو سمجھایا اور پر طریقہ آزمایا۔ دلیلیں دیں۔ جب مایوس ہوئے تو کہا پھر خدا کے حذاب کا انتظار کرو۔ میں بھی انتظار کروں گا۔ (سورہ اعراف آیت ۱۷) (سورہ حود کی آیت ۳۴-۳۵)

رسالت کے سعلقِ قومِ عاد گمراہی میں تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اپنی دولت اور شان و شوکت کے گھمنڈ اور غرور نے انہیں صدمتی اور سرکش بنا دیا تھا۔ وہ اپنے سوا کسی کی نہ بات ہانتے تھے اور نہ کسی کی سنتے والے تھے۔ انہیں شک تھا کہ خدا کا رسول ان میں سے، ان ہی جیسا عام آدمی کی طرح بڑے مال دار و لتمند سرداروں اور اعلیٰ شان، والوں کو بدایت و نصیحت کرنے آیا ہے۔ اتنے مرتبے شان و شوکت کے لوگ معمولی آدمی کی بات کو مان لیں اور اس کی بات کا یقین کریں اور اس پر عمل کریں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ سورہ الشراء آیت ۱۲۵-۱۲۶ میں قومِ عاد کی اصل بیماری شرک تھی یہ بیماری بڑی عام رہی ہے۔ انسان کی اخلاقی روحاں میں خرابی کی ذمہ دار غرور۔ نیحوت۔ نموقت نفس پرستی۔ خود غرضی ہوتی ہے۔ چار سو سال مک اُن کی بدایت اور بہنسائی کرنے کے باوجود وہ کوئی بات نہیں کوئی بات نہیں ہوئے تھے۔ اعلان کیا تھا کہ وہ کسی صورت میں پیغمبر کی کوئی بات نہیں مانیں گے (سورہ الشراء آیات ۱۲۸-۱۲۹) حود عليهم نے بھی اپنا کام نہیں چھوڑا اپنا فرض انعام دیتے رہے تھے۔ سورہ اعراف آیت ۲۸-۲۷ جب سرکشی انتہائی عروج پر پہنچی، بدایت اصلاح کے سارے طریقے بیکار ہو گئے تو اللہ کی محبت پوری ہو گئی تو پھر آسمان سے وہ عذاب نازل ہوا جس کا مطالبہ وہ کرتے

رہتے تھے۔ اور اللہ کا عذاب مانگتے رہتے تھے۔ (سورہ اعراف آیت ۲۰۷)

آخری فیصلہ اللہ کی طرف سے جس انداز سے آیا اس کا حال قرآن نے سورہ احکام کی ۲۳ تا ۲۶ میں منظر کشی کی اور اس کا عبر تناک انجام سورہ حم المجدہ میں بیان کیا۔ پاد صر صر کی ہوائیں نبوست کے آئندن توں سات راتوں تک مسلل چلتی رہی اس کا ذکر سورہ الحاقة کی آیت ۲۸ تا ۴۰ میں بیان کیا گیا ہے۔ اس سورہ حود کی آیات ۵۹-۶۰ میں قوم حود کی تباہی کے اسباب بیان کئے گئے ہیں کہ انہوں نے اللہ کے احکامات کی نافرمانی کی تھی۔ اللہ کے پیغمبر کو جھٹکایا اور ان کو انکار کیا۔ ظلم و زیادتی سر کشی کی روشن اختیار کی تھی۔ ان پر پیغمبر نے فرد جرم عائد کی اور اس پر اللہ نے ان کو سزا دی تھی۔

قرآن کہتا ہے کہ آخرت میں ان کی ذلت مخواری کے تین بڑے وجہات تھے۔

۱۔ اللہ کے احکامات کا مانتے سے انکار۔ اور حکم کی خلاف وزری اور کبھی ممکن مانی پسند کے کام کرنا۔

۲۔ اللہ کے رسول کی اطاعت۔ سنت اور پیروی کے خلاف نئے نئے اپنے طریقوں سے زندگی گذارنا۔

۳۔ اللہ کے دشمنوں سے اور اسلام کے مخالفین کے ساتھیں کے ساتھ مکار ان سے دوستی متعلقات اور ان کے طریقے پر عمل کرنا۔ دین کی صریح خلاف و روزی کا ذرا بھی خوف ڈھپنے میں تبا۔ سرکشوں کی اطاعت کرنا۔ یہ واقعات عمرت کے لئے قرآن نے جگہ جگہ ستائے ہیں۔ آج بھی قومیں اگر ان تین اہم بڑے جرم کی عادی بن جائیں گے تو اللہ کا عذاب کی وقت بھی کی صورت میں ان پر آج بھی آسکتا ہے۔ اس میں تاخیر نہیں ہوگی۔ پاد صر صر کو دوسرا یہ جگہ پر نیجے عقیم کہا گیا ہے۔ یعنی ایسی ہوا جو بامحمد عورت کی طرح بے فائدہ بے بار آور یعنی بارش نہ بر سائیوالی ہو۔ جس سے درخت کوتازگی زمین کو زخمی نہ طے بلکہ نقصان پہونچانے والی۔ طوفانی آندھی بر سانے والی ہر چیز کو توڑ پھوڑ کر نیت و نابود کرنیوالی ہوا ہے۔ آج بھی یمن کے ریگستانوں میں جہاں نئی تحقیقات ارم حاد کا نیا شہر ہزاروں میل ریست کے لئے دریافت ہوا ہے وہاں ویرانی اور وحشت آج بھی برستی ہے۔ اس کا سارا حال سمجھیں ہفتہ والہ کراچی کی ایک ایشاعت ۱۲ اپریل ۱۹۹۲ء میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ حضرموت کا شمالی حصہ ریگستان صحراء سمندر سے ایک ہزار فٹ پنجھے، تفہیم القرآن نے بیان کیا ہے۔ (جلد ۲۔ صفحہ ۲۵) جہاں جہاں بھی اللہ کے عذاب آتے وہاں اللہ نے ایمان والوں کو بجا لیا ظالموں کو نیت و

نابود رہیا تھا۔ حود مبلغتم لے اس وقت لی چار سو سال لی بُلْغَةٍ بِدَائِتْ وَ مُوَعِّظَتْ سے صرف چار ہزار نے ایمان قبول کیا۔ یہ بھی حضرت حود مبلغتم کی محنت اور کوشش کا تیجہ تھا۔ اسکو سورہ حود آیت ۵۸ میں بیان کیا گیا۔ حاد و شود کے حالات تورینت میں بیان نہیں ہوتے یہ ۱۸ سو سال قبل میسح کے حالات میں جکو قرآن پہلی بار سناتا ہے۔ اس کا اور کہیں ذکر نہیں ہے۔ جدید تحقیقات سے شاید اس کے متعلق نیا شہر دریافت کریا گیا ہے۔ مرید تحقیقات سے قرآن کی تصدیق ہوتی ہے۔ "إِنَّمَا ذَاتَ الْعِنَادِ لِلَّهِ لَمْ يَخْلُقْ مِثْلَهَا فِي الْبَلَادِ" کی تصدیق زمانہ کریگا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَكْلَافٌ تِلْكَ أَيْتَ الْكِتَابَ الْمُبِينَ ۝ أَنَا أَنْزَلَنَا هُوَ قَرآنًا عَزِيزًا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝

نمبر ۱۲۔ سورہ یوسف

قرآن مجید نے دو مشہور قصے سورہ یوسف اور سورہ الحُجَّۃ سنائے ہیں۔ اس سورت میں ہدایت و نصیحت اور عبرت کے سبق، میں جو دن رات ہمارے گھروں کے اندر مال باپ اور بیانی بہنوں کے درمیان پیش آتے رہتے ہیں۔ اور جو ہماری زندگی کا حصہ ہیں۔ ان میں ایک آئیڈیل انسان جو قرآن کا انسان مطلوب ہے۔ کطرح اپنی جگہ اپنا مقام بناتا ہے۔ اپنے حسن سلوک سے اپنے گھروں والوں سے قرآن کی ہدایت اور روشنی میں صاف و تحری زندگی نفس کی فراہت اور اخلاق حسن کے ساتھ کس طرح رہ سکتا ہے۔ دوسری افسوس سورہ الحُجَّۃ کا آگے آرہا ہے اس میں حلم و عرقاں۔ آنگھی، حکمت خداوندی، مثالیہات۔ قوانینِ مشیتِ الہی کا ذکر ہے۔ دراصل سورہ اسری کی سورت میں تین سوالات پوچھے گئے تھے۔ یہ سورت الحُجَّۃ کے جواب کی شریع کرتی ہے۔ قرآن نے سورہ یوسف کو حسنِ القصص کہا ہے۔

آیت ۵۔ شیطان ہر وقت گھمات لگانے پیش اشارہ تھا ہے کہ کب موقعہ ملے اور کب وہ اپنا کام کر جائے۔ قصہ قدیم زمانے سے چلے آرہے ہیں لیکن قرآن نے ان قصوں میں حُلُوم و حکمت کے خزانے جمع کر دیے۔ پہلی بات تو یہ بتائی کہ انسان کی تحدیر جو پہلے تکمدی کی ہے دُنیا کی زندگی میں اسی کے مطابق سب کچھ ہوتا رہتا ہے۔ اللہ جب کسی پر اپنا فضل یا

خاص مہربانی کرنا چاہتا ہے تو دنیا کی کوئی تدبیر اس کے فضل و کرم کو روک نہیں سکتی اور نہ اس کی تقدیر بدل سکتی ہے۔ صبر اور استقامت دنیا کی اور آخرت کی کامیابی ہے۔ تقدیر کا لکھا ہمیشہ رُونما ہوتا رہتا ہے۔ دوسرا بات انسان حسد۔ دشمنی عدالت کرے گا اور دوسروں کی خوشی اور ترقی دیکھ کر جلنے گا تو اس کا نقصان خود اسی کو ہو گا۔ یہ انسانی فطرت اور ضعف ہے۔

(۳) عقل اور فرافت نفس انسانی خوبیاں ہیں۔ انسانیت کی علامت ہیں۔ جس سے انسان مشکلات پر قابو پا سکتا ہے۔

(۴) اخلاق۔ شرافت۔ پاک دامنی۔ عصمت اُس کے مقابلین کو دشمنوں کو دوست بنادتی ہے۔ اور سب میں ممتاز کردتی ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ ہر غیب کی آنسو والی باتوں سے باخبر رہتا ہے۔ اسکی حکمت اور مصلحت کے سب کام ہوتے رہتے ہیں۔ اس کی مشیت اور راضی پر راضی ہو جانا چاہیے۔

(۶) اس قیمة میں عبرت کے رسوز اور نصیحت کے سبق ہیں۔ اور تاریخی حثایتی ہیں۔

(۷) جب انسان کو عرفوج اور ترقی کا سنبھال لے تو وہ اپنوں کے گناہ اور جرم معاف کر دے۔ ان سے استغام نہ لے اور دریادی کاظماً ہرہ کرے۔ ان سے چشم پوشی کرے۔ اس میں اس کی عظمت اور شرافت اور انسانیت ہے۔

(۸) بچے اپنی جوانی میں طاقت اور علم کے غرور میں اپنے بزرگ باپ کو ضعیفی میں ناکارہ سمجھنے لگتے ہیں۔ حالانکہ باپ کی کلظیم، باپ کی اطاعت اور خدمت اولوں پر فرض کی گئی ہے۔ لیکن نوجوان نسل بزرگوں کی بات نہیں مانتی اس لئے زندگی میں نقصان اشائی اور عبرت کے انجام سے گذرتی رہتی ہے۔

(۹) رٹک اور حسد کی اگل انسان کے اندر سُلگتی اور جھلسا کر رکھ دتی ہیں۔ استغام اور عدالت پر ابھارتی ہے۔ یہ انسانی خلقت ہے۔

(۱۰) انسان مکرو弗یب کے منصوبے بناتا رہتا ہے۔ اور خود کو سمجھتا بہلاتا رہتا ہے کہ ایک بار گناہ کرتا ہے پھر معافی مانگ لیں گے مگر ایسا نہیں ہوتا۔ ایک بار جرم اور گناہ کرنے سے وہ دلیر ہو جاتا ہے بار بار وہی گناہ کرنے لگتا ہے۔ اس کو نجاح نہ اور پورا تکمیل کو پہنچانے کے لئے اسکے پہلی بار گناہ کے خیال کو دھراتا رہتا ہے اور گناہ آکر ہو جاتا ہے۔

(۱۱) انسانی مکروفریب کے آگے اللہ کے مکروفریب بھی خوب ہوتے ہیں۔ اللہ اپنے نیک

بندوں کو بیجا تا اور ان کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔ اُن کی غیب سے مدد کرتا رہتا ہے۔

(۱۲) صبر کرنا چاہیے ہر مشکل اور صعیب میں اس کے سوا نے بندہ کے پاس کوئی اور جارہ نہیں ہے۔ صبر جملہ وَاللَّهُ أَعْلَمُ اللَّهُ سے مدد طلب کرتے رہتا ہے۔

(۱۳) کار بار دنیا، قدرت کی منشاء حکمت اور حکمت کے مطابق انجام پاتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت یوسف عليه السلام مصر کا حاکم بنانا چاہتا تھا جبکہ بائی چھٹکارا جا رہتے تھے۔ اللہ آنہیں لمحہ سے نکال کر مصر پہنچا دیا۔

(۱۴) اس دنیا میں نیک اور بدی، اچھے اور بُرے لوگ، سب ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں۔ معاملاتِ دنیا انجام دیتے رہتے ہیں۔ اللہ ہمیشہ نیک لوگوں سے نیک کے اچھے کام لیتا رہتا ہے۔ اور نیک بندوں کی نیک بندوں سے حفاظت ہوتی رہتی ہے۔

(۱۵) توفیق و ہدایت ہر کسی کو اللہ کی طرف سے نیکی کی ملتی رہتی ہے۔ اور شیطان کی طرف سے شرارۃت اور عداوت ملتی رہتی ہے۔ شیطان تو عورت کے بہت قریب رہتا ہے آسانی سے ورغلاتا اور وسوسہ پیدا کرتا رہتا ہے۔

(۱۶) انسانی فطرت میں شہوت، ترغیباتِ جنسی، بھرے رہتے ہیں۔ مرد اور عورت ایک دوسرے کی فطری ضرورتیں ہیں اُن سے وہی بچ سکتے ہیں جنکے دل میں اللہ کا خوف ہوتا ہے۔ نفانی فراہم ہوتی ہے۔ اللہ کا فضل و کرم اُن کے ساتھ ہوتا ہے ورنہ یہ الگ اور پانی کا کھیل فطری ہے اور ہوتا رہیگا۔ اس سے محفوظ اور بچتے رہنا چاہیے۔

فطرت انسان میں دو مُستَحَد جنس کا اور اس قسم کا عمل اور ردِ عمل فطری ہے۔ اس لئے احتیاط ضروری ہے۔ مرد اور عورت کے درمیانِ جواب اور پُرودہ لازمی رکھا گیا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی صند ہیں اور عینہ رہیں گے۔ ورنہ سوہنگاء، بُرائی اور نفس کی کھردیاں پھیلیں گی۔ صرف اللہ سے ڈر نیوالے ہی اس سے بچ سکیں گے۔ عورت کا مکروہ فریب مرد سے زیادہ رہتا ہے۔ اس لئے کہ وہ صفت نازک ہے۔ کمزور تھوڑی ہے۔ جذبات پر وہ آسانی سے قابو نہیں پاتی۔ بلے احتیاط والہا نہ جذبات اور الفت کا اظہار اسکی طرف سے ہوتا ہے۔ اور وہ مظلوم ہی رہتی ہے۔ مرد بہت جلد اس کے مکروہ فریب میں آ جاتا ہے۔ اور مرد کو بچنا چاہیے۔ اللہ کی پناہ توبہ اور استغفار کرتے رہنا چاہیے۔

آیت ۳۷۔ بُرائی بہت جلد شیطان پھیلاتا ہے۔ عورتوں کے اندر یہ خوبی و خصلت ایک سے دوسری کو بہت جلد معلوم ہو جاتی ہے۔ عورتوں کا مکروہ فریب ایک کا دوسری کو نیجا

دکھانا ہوتا ہے۔ اور خود کو پاک صاف پسی ورثہ بنانا اور دکھانا عورت کی فطرت ہوتی ہے۔ عورت میں استحام کا جذبہ بھی مرد سے زیادہ ہوتا ہے وہ بہت جلد دوسرا عورت سے اپنا بدلہ چکانا چاہتی ہے۔ عورتوں میں استحام، جھوٹے الزام دوسروں پر چکانا۔ عیت جوئی کرنا۔ انتشار فساد پھیلا کر تماشا دکھانا آن کا مشغل ہے۔ اور طعنہ زینی کرنا اور بی جمالوں کرنا۔ اپنا کام دکھانا قرآن نے اس کو "کید کئ عظیم" سمجھا۔

سورہ یوسف آیت ۳۳ رکوع ۵۔ برائی سے ہمیشہ پنے کی دعاء مزد اور عورت کو ضرور کرنے رہنا چاہیے۔ اللہ ضرور مد کرتا ہے ان لوگوں کی جو خود کو گناہ اور برائی سے روکتے اور اس سے بچنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تو سنتے والا ہے آدمی کو ہر وقت اللہ سے اچھی چیز کی دعا کرتے رہنا چاہیے تاکہ نیکی رحمت فصل و کرم ملے۔ ہونا اور ملنا تو وہی ہے جو قیمت میں لکھا ہوتا ہے۔ مگر انسان کی کوشش نیکی بخلافی مانگتے رہنا ہے۔ آدمی ہر وقت نیکی۔ بدایتِ نصیحت کی باتیں دوسروں کو سمجھاتا رہے تاکہ اس کے ذمے تبلیغ دین، توحید و رسالت کا جو فرض ہے وہ پورا ہوتا رہے۔ ہر شخص فردےے خیر است کا۔ خیر اور نیکی پھیلانیوالا بعض وقت شیطان کی شرارت اور برائی میں بھی کوئی نہ کوئی خیر اور نیکی بخلافی کا پہلو چھپا رہتا ہے۔ بظاہر وہ ہماری برائی اور لطفیت و رنج کا باعث بنتا ہے مگر اس کے اندر خیر کا پہلو بھی مضر رہتا ہے۔ جو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ اس کے اثرات بہت بعد کو نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ اس سے حافیت اور نیکی ملتی ہے۔ اسباب اور حالات قدرت اور مشیت الکھی پیدا کرتی رہتی ہے۔ اور وہ خود بخود سامنے آ جاتے ہیں۔ اس میں بخلافی اور نیکیاں خیر و برکت ہوتی ہے جو اللہ کی طرف سے بھیجی جاتی ہیں۔ ان کو پہچانے اور ان سے فائدہ اٹھانے خیر کے اسباب اللہ خود پیدا کرتا رہتا ہے۔ مشکلات سے بجاتا اللہ ضرور دیتا ہے بشرطیکہ بندہ، صابر اور عابد ذکر اور تسبیح کرنیوالا ہو۔ اللہ کی اطاعت و بندگی کرنیوالا ہو۔ استقامت ہوا اللہ پر توکل ہو۔

تیر ہوا یارہ (رکوع ۶)

آدمی کے اندر نفس آثارہ ہوتا ہے۔ لذت۔ ذائقہ مزہ ملحوظہ اور رغبت کرتا رہتا ہے۔ اگر اس پر نفس کو امہ صیریں کر ڈکھا رہے۔ اور روکھا رہے تو نفس آثارہ پر کابو پایا جاسکتا ہے۔ اس نفس آثارہ کی خواہش پر چونکے اور برائی سے دور رہے تو یہ اور استغفار کرتے رہنا چاہئے۔ اللہ اس کے قصور گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ توبہ کرنے والے کو نفس

چاہیے۔ نیکی اور اچھائی توہہ و استغفار سے مدد لینی چاہیے۔ دیانت اور ایمانداری کا صلہ اور پھل ضرور رہتا ہے۔ اللہ المات اور ذیانت کو پسند کرتا ہے۔ اور اپنے فضل و کرم سے ان کے مقامات اور درجے بلند کرتا رہتا ہے۔ دنیا میں بھی کامیابی ہے۔

(ارکونع ۷ سے) یوسف مطیع کے بھائیوں کی مصراً آمد اور عذر کی وصولی کے لئے آمنا سامنا ہوتا ہے تو حضرت یوسف ﷺ ان کو بچان لیتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ احسان اور نیکی کرتے ہیں کہ وہ ان کے عصہ ہیں، مسافر ہیں، حاجتمند ہیں، ان کی خواہش تھی کہ وہ اپنے حقیقی بھائی بالیمین کو دیکھیں۔ ان کی وہاں آمد کے وہ خواہشند تھے انسان کے دل کی اندر کی بات جو کچھ بھی گفتگو آپس میں دکھل کرتا رہتا ہے اللہ اس کو سنتا ہے۔ اللہ اس کا وکیل گواہ ہوتا ہے۔ اگر نیک اور اچھی بات ہوتی تو اللہ اس کی شبیل اور راستہ نکال رہتا ہے۔ انسان بُرانی سے پہنچنے آفتِ مصیبت سے دور رہنے کی اپنی سُنی و کوشش ضرور کرتا رہے۔ اللہ کی پناہ کی درخواست کرتا رہے۔ احتیاٹ ملی تدبیر ضرور کرے مگر جو قیمت کا لکھا ہو تھدیر اس پر حادی ہوتی ہے۔ تدبیر کھڑی تماشہ دیکھتی رہتی ہے۔ باوجود لاکھ احتیاط اور جتن کے مقدار کا لکھا ہوا سامنے آتا ہے۔ اس پر صبر کرنا چاہیے۔ یہ اللہ کے فیصلے، حکمت، مصلحت، مشیت سے خالی نہیں ہوتے۔ اللہ پر توکل اور بھروسہ رکھنے اس کے حوالے سب کام کر دے۔ تھدیر اور تدبیر دونوں لازمی ہیں۔ اللہ پر توکل بھروسہ اور یقین توکل علی اللہ چاہیے۔ اللہ کی مصلحت و حکمت یہ ہوتی ہے کہ دو پھر ہے ہوتے لوگوں کو آپس میں ملا دے۔ اس کے اسباب وہی خود جمع کر دیتا ہے۔ ہر مصیبت اور آفتِ مشکل جو مسلسل ہے اس پر صبر و تحمل۔ برداشت کرنا چاہیے۔ اللہ کے امتحان ہوتے ہیں تیجہ بہترین ہوتا ہے۔ اگر صبر و شکر، توکل کے امتحان میں پورے اترو تو کامیابی تمہارے حصے کا مقدر بن جاتی ہے۔ اضطراب اور رنج جب بہت زیادہ بڑھ جائے تو پھر اپنے اللہ سے رجوع کرے۔ اس سے عرض کرے اُسکی مدد جاہے اللہ کے فیض و کرم سے کبھی ما یوس نہ ہو جائے۔ آیت ۹۰-۹۱۔

جو اللہ سے ہر وقت درستار ہتا ہے۔ مصیبت و مشکل میں صبر و ہمت سے کام لیتا ہے اللہ اس کا اجر کبھی صائع نہیں کرتا۔ صاحب اقتدار اور صاحب حیثیت سو جاؤ تو انسے ظالموں دشمنوں، دوستوں عزیزوں کو معاف کر دیا گرو یہ احسان ہے۔ لاشریب علیکم الیوم یغفرانہ لکرم و حوار حم الارحمین ۰۔

سب کو آپس میں ملا دیا۔ اور سب مل گئے یہ تھی وہ تاویل خواب کی جو حضرت یوسف مبلغہ نے اپنے بچپن میں دیکھا تھا۔ باپ سے اسکی تعبیر پوچھی تھی۔ اس کے لئے یہ قصہ بیان کیا گیا ہے۔

یہ باتیں پھیلی قوموں کے قدیم قصوں کی غیب کی ہیں جو کوئی نہیں جانتا تھا۔ اللہ نے اسکو **احسن القصص** کے نام سے یہاں بیان کیا ہے۔ اس میں سین ہیں۔ لوگوں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے۔ عبرت ہے۔ ایک گھر کی کھانا فی ہے۔ جہاں ماں باپ یہیں آپس میں خشیتی۔ علاقی رشتہوں میں ساتھ رہتے ہیں۔ انسانی فطرت۔ شیطان کے وسوسہ اندازی۔ سوتیلی ماں کی رعایت اپنے خشیتی بیٹوں سے، باپ کی محبت اور شفقت اپنے سب سے چھوٹے اور آخری یہیں سے، سب کچھ انسانی فطرت افتاد طبیعت اور مزاج سب زندگی کا حصہ ہیں۔ زندگی ایک امتحان ہے اس میں کامیاب وہی ہوا ہے جس نے ہمت سے مبہرے اللہ پر بھروسہ رکھا۔ دیانت آمانت۔ حق کو کبھی نہیں چھوڑا۔ اللہ سے اپنا گلعن جوڑے رکھا۔ اس دنیا کی کامیابی آخرت کی کامیابی سے منسلک ہوتی ہے۔ زندگی صاف و سحری پا کریزہ رکھو۔ خیالات کو پا کریزہ رکھو۔ اللہ کا در خوف ہر وقت دل میں رکھو۔ اللہ پر بھروسہ رکھو۔ اللہ سے کبھی مایوس اور نامادید نہ ہو جانا۔ اس میں عقل رکھنے والوں کے لئے سین ہیں کام کی باتیں ہیں۔ اللہ کار حرم و کرم ان لوگوں کے ساتھ رہتا ہے جو اللہ پر بالغیت ایمان اور یقین رکھتے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْبَرْ رَبُّ الْكِتَابِ هُوَ وَالَّذِي أَنزَلَ إِلَيْكَ مِنْ رِبِّكَ

نمبر ۱۳ سورہ الرعد

تین حروف مقطعات کی پانچ سورتیں آیات الکتاب سُنّتی، میں جو آسمانوں کے مالک کائنات ارض و سماں تخلیق انہیں و جن کا مالک ہے۔ اس نے ہدایت و نصیحت کے لئے اسکو زمین پر ایثارا ہے۔ کس صفت و صیخت سے کائنات کا یہ سارا نظام ایک مدد بر الامر والے کا مکمل کمپیوٹر آئینڈ نظم اپنی خاص پروگرامنگ سے خود بخود چل رہا ہے۔ اور پروگرام ختم ہوتے

ہی یہ سارا نظام خود بُنود رک جائیگا اور ختم ہو جائیگا۔ وہ دن روز قیامت کا دن ہو گا۔

آسمانِ طین در طین سات درجوں میں اور ہر درجے میں کام کر رہا ہے۔ اس کا نظام
قدرت، نظامِ سُکی۔ ستاروں کی جال، رختار، برجوں میں ان کا قیام۔ روشنی۔ اندھیرا۔ اجالا۔
پارش بجلی چمک گرج ہوتیں جو اللہ کے حکم کے تابع مختلف رحمتوں اور مصلحتوں کے فصلے
لئے مختلف کاموں کے مخصوص بنائی گئی ہیں۔ والذاریات اور والرسلاط اور القارۃ کی
سورتوں میں اسی کا ذکر ہے جو خدا کی مرضی و منشاء اس کا نظام ہے۔ ایسے اللہ کو چھوڑ کر تم
شرک اور بُت پرستی میں کیوں لگے رہتے ہو۔ کیا تمہارے معبدوں ان باطل تم کو موت حیات
دے سکتے ہیں؟ تم اس مالکِ حق و قیوم۔ ایک خدا کے آگے جمک جاؤ اُسی بندگی کرو۔ تم کو
اس زندگی کے بعد جب موت آئے گی اور تم قبر میں پہنچائے جاؤ گے تو اس وقت تم سے اللہ
کے فرشتے سوال کریں گے کہ تم دنیا میں کس کی عبادت کرتے تھے۔ تمہارا دن اور ایمان کیا
تھا۔ اس وقت تم کیا جواب دو گے۔ کیا تم کو موت کے بعد دوبارہ زندہ اٹھائے جانے کا
یقین نہیں ہے؟ خدا کے منکر رسول اللہ کے منکر قرآن کے منکر روز قیامت کے منکر ان سب
کی گردنوں میں آگ کے طوق ڈالے جاتیں گے۔ یہ زندگی خدا کی عطا ہے۔ مہلت کا وقفہ ہے۔
اب بھی وقت ہے اللہ تو تمہارا معاف کر نیوالا بخشش مغفرت کر نیوالا توبہ قبول کر نیوالا ہے۔
اس سے رجوع ہو جاؤ۔ اب بھی وقت ہے۔ وہ تمہارے الگ پھٹے سارے گناہ معاف کر دیگا۔
اس کا وعدہ ہے۔ تم اس کے سچے تخلص موسیٰ بندے بن جاؤ۔ اُسی کے ہو جاؤ اُسی کو دن رات
پکارو۔ اسی کی مدد چاہو۔ اللہ غیب کی باتیں جانتا ہے۔ وہ مفاتیح الغیب اپنے پاس رکھتا ہے۔
تمہارے قلب اور ذہن میں کیا ہے تم کیا سوچتے ہو۔ تم کیا عقیدہ اور ایمان رکھتے ہو اللہ خوب
جانتے والا ہے۔ دلوں کا حال اللہ کو معلوم ہے۔ تم جب قرآن پڑھتے ہو اُس کی آیات میں
غور و فکر کرتے رہتے ہو یا نماز پڑھتے یا کوئی اچھا نیک کا عمل کرتے ہو اُس وقت خدا اور اس
کے فرشتے تمہارے پاس نزدیک ہی ہوتے ہیں۔ خدا کے دو بیگبان فرشتے ہر وقت تمہارے
ساتھ ہوتے ہیں۔ کراما کا تین بھی روزانہ کا تمہارا اعمال نامہ تیار کرتے رہتے ہیں۔ "لَمَّا
رَأَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ مَعْظَلَةً" (آلہت ۱۱) تمہاری رات دن نگرانی ہوتی رہتی ہے۔ تم اللہ کی
رحمتوں کے فرشتوں کی حفاظت میں ہوتے ہو۔ جب یہ فرشتے تم سے ہٹا لئے جاتے ہیں تو پسر
تمہاری کوئی حفاظت نہیں ہوتی موت ہی محافظ ہوتی ہے۔ مصائب و مشکلات آفات اور
ملاجئ تم پر آسمانوں سے زمین پر ہواؤں سے پارش سے پادل سے بجلی کی چمک سے گرج

بُلی کے گرنے سے تم پلاک کئے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ اللہ اور اس کے فرشتوں نے تمہاری حفاظت تم سے بٹالی ہے۔ یہ سب کچھ اللہ کی مرضی سے اللہ کے حکم سے ہوتا رہتا ہے۔ اللہ کو ناراضی مت کرو اللہ سے دوستی اور تعلق جوڑے رکھو۔ پانچ اوقات میں اس کے آگے کھڑے ہو جاؤ اس کے نام کی تسبیح ذکر و اذکار، حمد و شنا کرتے رہو۔ اللہ کے ذکر سے تم فرشتوں کی حفاظت میں دوبارہ آجاتے ہو۔ تسبیح اور ذکر بھائی جہاں ہوتا رہتا ہے وہاں فرشتے حاضر ہو جاتے ہیں۔ تمہاری صیبیتیں اور مشکلات آفات لور بلائیں سب مل جاتی ہیں۔ عذاب خدا کا بٹالیا جاتا ہے کہ تم خدا کے ذکر کرنے والے خدا کو یاد کرنے والے بندے ہو۔ کائنات کی ہر چیز اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری ذکر اور حمد و شنا میں مشغول رہتی ہے۔ اللہ انسیں جو بھی حکم دیتا ہے وہ بجا لاتی ہیں۔ آسمان سے بُلی بادل بارش خدا کی رحمت و کرم فیوض ویرکات لے کر زمین پر برستے ہیں، گرجتے ہیں، بُلی چمکا چمکا کر کھیتوں کو بااغوں کو زینوں پر رز خیزی کی تابکاری ہائیدروجن ناسٹروجن چیلنج لیتیں برسا کر پیداواری قوت طاقت میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔ اور کھیتی کو ہری بھری کر کے پلے جاتے ہیں۔ کسان پر ایسید ہو جاتے ہیں اور خوشی کے گیت کاتے ہیں۔ یہی اللہ جب تم سے ناراضی ہو جاتا ہے۔ تمہارے گناہوں اور سرکشی و بغاوت نافرمانی کے سبب تم پر یعنی بُلی کڑا کے سے گرتی ہے تو انسان، جانور، موشی پلاک ہو جاتے ہیں۔ کھڑی کھیتی جل کر خاکستر ہو جاتی ہے۔ قحط سالی شروع ہو جاتی ہے۔ سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہوتا ہے۔ تقدیروں کا بدلتا بھی اللہ کے اختیار میں ہے۔ جب بُلی چمکے پاول گر جئے گھٹائیں چا جائیں تو خدا کی حمد و شنا میں لگ جاؤ۔ اور کچھ "بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ بِمَدْحُدِهِ وَالْمَلِكَةِ مِنْ خِيْفَرٍ" (آیت ۱۲) تمہارے لئے اللہ کی دعوت حق دی کی ہے۔ وہ ہے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کی تصدیق دل سے زبان سے اور عمل سے۔ اس پر تم قائم اور پابند رہو گے۔ ایک خدا کو چھوڑ کر کوئی اور خدا نہیں بناؤ گے۔ انسان نے دنیا کی غرض کے لئے اپنی مطلب باری کے لئے کئی خدا بنائے ہیں۔ پسروں کے صنم انسانوں کے صنم ملک انساں، الٰ انساں، من فرر الْوَسَاسَ لِنَاسَ، ان سب خداویں سے رشتہ ختم کرنا ہو گا۔ صرف ایک خدا سے رشتہ کھلکھل رکھنا ہو گا۔ اللہ تم کو دیکھتا سُنتا رہتا ہے۔ تمہارے اچھے عمل کا محافظ ہے اس کا اچھا بدلہ دیگا۔ اس دنیا میں اچھی اور بُری دونوں مستضاد چیزیں ایک جگہ رکھ دی گئی ہیں۔ اس میں نفع پہونچانے والی بھی ہیں۔ اور نقصان پہونچانیوالی بھی ہیں۔ اللہ تمہارا محافظ ہوتا ہے نفع اور نقصان اللہ کے حکم سے اور مرضی سے ہوتا ہے۔ تم خدا کی بندگی

کرو۔ نماز پڑھتے رہو۔ اس کے آگے جدے میں گر جاؤ کائنات کی ہر شے دن رات خدا کی عبادت اور بندگی میں لگی رہتی ہے۔ اُسکی حمد و شنا کرتی رہتی ہے۔ صدقہ و خیرات دیتے رہو جرائی کا بدلہ نیکی سے دے دو۔ مُحَمَّدَ نبِيٰ میں صبر و ہمت سے کام لو۔ اللہ کے نیک بندے بن جاؤ۔ اللہ کو راضی کرلو پھر جنت کے جس دروازے سے چاہو جنتِ عَدَنْ میں داخل ہو جاؤ گے۔

سورہ الرعد آیت ۳۰۔ اے محمد ﷺ ہم نے تسلیم آج ایسی قوم کی طرف حدایت اور نصیحت کے لئے بھیجا ہے کہ ان کے پاس ابھی نہ کوئی پیغام برآیا تھا۔ اور نہ کوئی کتاب شریعت بھی گئی تھی۔ جسکی وہ خواہش کر رہے تھے۔ البتہ ہم نے ان سے پہلے بہت سی قوموں کی طرف رسائی کرنیساں لے پیغام بر ضرور نہیں اور الہامی صیفے نہیں تاکہ وہ ایک خدا کی بندگی کریں۔ اللہ کو الْحَمْنَ کو مانیں اسکی اطاعت کریں۔ مگر ان میں بہت سے تیری چالنت اور انکار کرنے لگے ہیں۔ اعلان کرو کہ اس کائنات زمین و آسمان کو چلانے والا الٰہ صرف ایک خدا ہے۔ اسی پر بھروسہ کرنا اسی ایک کی عبادت و بندگی کرنا۔ تم جو فرمائیں خدا کے رسول سے کر رہے ہو۔ اگر وہ فرمائیں تمہاری پوری کردی جائیں تو اس قرآن مجید کے سواہ اور کوئی نشانی تم جاہتے ہوئے یہ وہ کتاب ہے اسکی زبردست آیات ہی تو میں جسکو پڑھنے سے سنائے سے پھاڑ کوہ سار چلنے لگیں، دریا پٹ جائیں، زمین شن ہو جائے، مردے قبروں سے مُکمل کر تم سے یا تینیں کریں یہ اور بہت سے تمہارے ناممکن کام یہ کتاب اسکی آیات تسلیم کر کے دکھادے گی۔ مگر تم کب مانتے والے ہو۔ اس کتاب کو اسکی آیات کو جو ہمارا رسول تسلیم سنائیں ہے۔ یہ آسمانی کتاب ہے۔ خدا کا کلام غیب اس کے مقابلے میں کیا نشانی کیا سمجھہ تم مانگو گے۔ یہ تو پتھر دل سخت قسم کے لوگوں کے دنوں میں اُتر کر ان کے اندر معرفتِ الٰہی سے ابدی زندگی کی روح پھونک دی ہے۔ مردہ قوموں کو زندہ کر کے اٹھادیا ہے بسیار دلوں کے لئے شفاء حیات اور زندگی بخشی ہے۔ قبرستان کے مردے قرآنُ سنیں تو کبروں سے زندہ ہو کر زمین پر چلنے لگیں یہ سب قرآن کی آیات کی تائیپ اور اثر سے ممکن ہے۔ اللہ اگر جاہے تو سب کو حدایت دیدے۔ اور اس قرآن پر جمیں کر دے مگر اللہ نے یہ سب کام لوگوں پر چھوڑ دے ہیں۔ زیادتی زبردستی کسی پر نہیں جلا جی چاہے اس کو قبول کرے۔ حدایت تو اللہ کی طرف سے ملتی ہے۔ جسکو اللہ حدایت دے اس کی کوئی حدایت روک سکتا ہے۔ تم تو اس کتاب حدایت کے سُنکر ہو اگر تمہارے بد اعمال کفر و شرک کی سزا میں تم کو

خدا پکٹے اور سزاوے تو تم اپنے کرتوت پر تباہ بر باد ہو جاؤ گے۔ مگر اللہ نے تم کو ہمیلت اور وقت دیا ہے۔ اس کے وعدہ کا ایک دن مقرر ہے روز قیامت اس دن تم سے وہ ضرور پوچھے گا۔ تمہارے اعمال اور کرتوت کے بارے میں تم سے پہلے کی قوموں نے بھی یہی طرز عمل اختیار کیا تھا۔ دیکھو ان کا کیا انجام ہوا یہ قرآن جو اللہ کی نشانی معجزہ بن کر تمہارے پاس تمہاری اپنی زبانِ عربی میں نازل ہو رہا ہے۔ تمہاری حدایت کے لئے رہنمائی کے لئے ہے۔ نفاذی خواہشات میں دُنیا کے لئے میں اگر تم پڑھے رہو اور اس کتاب سے زینت لیا تو رہنمائی حاصل کی تو پھر تمہیں آخرت کے حذاب سے بچانے والا کوئی نہیں ہو گا۔ لور جو کچھ تمہارا انجام ہو گا وہ ہم اپنے رسول کو اسکی زندگی ہی میں اسی دنیا میں دکھادیں گے۔

سورت کی آخری (آیت ۳۰) اے رسول ﷺ ہم تم کو عنقریب و کھلادیں گے، خواہ تمہاری زندگی ہی میں، یا تمہارے بعد اپنی نشانیاں کیا تم درکھتے نہیں کہ ہم حالات کو کطر ج بدلے انتہی ملٹھتے رہتے ہیں۔ اللہ کے اپنے فصیلے آخری ہوتے ہیں اور وہ سب سے حساب لینے والا ہے۔ ام الكتاب کی تشریع سورہ الرعد کی آیت ۹۳ میں بیان کی گئی ہے۔ خدا نے ہر زمانے کے زمانے کے حالات کے مطابق احکام بھجے اور ان کو الگ الگ شریعتیں دیں۔ ہر زمانے کے لئے علیحدہ شریعت علیحدہ حکم تھا۔ یہ خدا کا حکم تھا لوگوں کی خواہش اور فرمائش پر احکام کبھی نہیں بھجتے گئے۔ یہ خدا کی صداقت کا پیغام اور اس کا ثہرا یا ہوا وعدہ تھا جکو کوئی نہیں بدیں سکتا۔ اللہ جب چاہے اپنے احکامات منسوخ کر دے یا دوسرا آیات اور احکامات جاری کر دے۔ جس قوم کو جا ہے مٹا دتے جس قوم کو جا ہے قائم کر کے جمادے۔ ہر قسم کی تبدیلی تغیریں رشتہات نسب کچھ اسی کے ہاتھ میں ہے قضا و قدر کے تمام و فتر اس کے قبضہ و اختیار میں ہیں۔ سب تفصیلات اور احکامات کے دفتر جس کا مأخذ لوع محفوظ۔ علم ازلى پر محیط ہے۔ وہ ام الکتاب کی جڑ ہے۔ دنیا ہر چیز سب اسباب اور مبت سے ہے۔ بعض اسباب ظاہر میں ظاہر نہیں، مخفی، میں۔ اسباب کی تاثیر کا ایک اندازہ ہے۔ جب اللہ چاہے اسکی تاثیر حکم یا زیادہ کر دے۔ جیسی اسکی مرضی۔ ہر چیز کا اندازہ اس کے پاس ہے۔ آدمی کبھی ایک لگنکمی سے مرجاتا ہے اور کبھی گولی لئے سے نہیں مرتاح جاتا ہے۔ اللہ کے علم میں ہر چیز ہے اللہ کی مشیت مرضی تقدیر کھلائی ہے۔ تقدیر میں بھی دو، میں ایک بدلتے والی دوسری نہیں بدلتے والی۔ جو بدلتی ہے اسکو معلق اور جو نہیں بدلتی سُبّر م کھتے ہیں۔

الْأَقْفَرُ كَتَبَ أَزْلَانَاهُ إِلَيْكَ لِتَخْرُجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ

نمبر ۱۳۔ سورہ ایم

اس کتاب قرآن مجید کی ایک خاص بات ہے جو لوگوں کو محض اپنی کے جہالت کے اندر صیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی اور نصیت کے اجاں میں رکھنے لائق ہے۔ لوگ جیسک قرآن نہیں پڑھیں گے انسین کیسے معلوم ہو گا کہ اس کتاب میں کیا کیا نصیحتیں اور ہدایتیں انسانوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ کے ذریعے پہونچائی ہیں۔ مسلمان اور مومن کے ایمان کا تھا ضرور یہ ہے کہ وہ قرآن پڑھیں دن اسلام اور ایمان کی حقیقت کی معلومات حاصل کریں۔ قرآن کو روزانہ صبح و شام تصور ڈال پڑھتے پڑھاتے رہتے رہیں۔ نصیت ہدایت روز تصور ڈالنے میں اترتی رہے تو حافظ میں محفوظ ہو جاتی ہے۔ مومن کو اپنی زندگی کے کاروبار اور معاملات میں معلوم ہوتا رہتا ہے کہ کیا حلال ہے اور کیا حرام کیا گیا ہے۔ کیا جائیز اور کیا ناجائیز ہے۔ حرام سے منع کیا گیا ہے۔ مومن روزانہ اپنے چھوٹے چھوٹے گناہوں کو اپنے اخلاق اور حسن سلوک سے گفتگو اور عمل سے نیکیوں میں بدلتا رہتا ہے۔ دن سیکھنے سکھانے کے لئے غیب کی باتیں معلوم کرانے کے لئے آسمانوں سے اتارا گیا ہے۔ لوگوں کی اپنی زبان میں آسان کر دیا گیا ہے کہ وہ پڑھیں، سمجھیں اور اس پر عمل کریں زندگی کو سیدھے راستے پر رکھیں۔

قرآن نے اگلی آیات میں اُن قوموں کا ذکر کیا جنہوں نے اللہ کے دین کو قبول نہیں کیا۔ شرک و بُت پرستی کی خدا کے رسولوں کی اطاعت اور پیروی سے انکار کیا۔ اُن کے حکم کے خلاف عمل کیا۔ آج اُن زبردست قوت والی، طاقت و دبدبہ، جلال و الی حکومتیں محض اپنی نافرمانی و سرکشی کی وجہ سے خدا کے عذاب میں گرفتار ہوئیں۔ اُن کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔ ان واقعات اور قصوٰت سے عبرت کے سبق حاصل کرو۔ شرک و بُت پرستی رسول اللہ کی نافرمانی سے باز آ جاؤ۔ خدا سے اپنا تعلق جوڑو۔ صبح و شام اللہ کے حضور حاضری دو۔ عاجزی و فاکاری سے اپنی بخشش، معافی اور مغفرت کی دعا مانگا کرو۔ اللہ ہر وقت ہمارے ساتھ ساتھ

موجود رہتا ہے دیکھتا اور سنتا رہتا ہے ہمارے دلوں کے اندر کے بھید خوب جانتا ہے۔ اللہ پر ایمان بالغیب اور یہیں حکم رکھو۔

حضرت ابراہیم مبلغہ کا ذکر قرآن فروع کتاب سے جگہ جگہ یاد دلاتا ہے۔ ابراہیم مبلغہ اپنے ایمان عقیدہ اور یہیں حکم پر کس طرح فائم ہوئے۔ اللہ کا نام لینا آسان کام نہیں تھا۔ اللہ کا نام لینے والوں کا ہمیشہ امتحان یا گیا۔ انہیں آذنا یا گیا۔ تمہارے سامنے ابراہیم مبلغہ کی مثال موجود ہے۔ ابراہیم مبلغہ نے اللہ کے لئے وطن چھوڑا۔ ماں باپ کا گھر چھوڑا۔ ملک شام ہجرت کری۔ اللہ نے انہیں اپنا گھر بنانے کے لئے منتخب کر لیا۔ کہ میں وہ اللہ کا مرکز عبادت سارے دنیا کے مسلمانوں کا گھر ہے۔ مسلمان کا تعلق اللہ سے اور اللہ کے اس گھر سے فائم ہے جہاں ابراہیم مبلغہ نے اللہ سے دعا کی تھی اور اس دعا کا اثر اس کی قبولیت پر قرآن کی یہ کتاب اور یہ آخری اللہ کا رسول مسٹحاب ہوا۔

سوت آیت ۲۳ سے ۲۶ کا ذکر ایک کلمہ المَنْ کا ذکر کرتی ہے۔ یہ کلمہ طبیۃ شجرہ اصلہ ثابت ہے پھر سوت الرعد میں قرآن کی دعوت المَنْ کا اللوگوں تک پہنچا دتا یا گیا تھا۔ یہاں اس دعوت المَنْ کی شریع کیجا رہی ہے۔ وہ ہے عقیدہ مومن۔ جب عقیدہ دل میں مضبوط اور سمجھ کر ہو جائے تو اللہ کے سواہ کوئی اور معبدود کوئی قوت اور طاقت نہیں ہے جو مومن کو زیر کر سکے۔ اس عقیدے کی تاثیر یہ ہے کہ مومن کا ہر نیک عمل عرش تک سیدھا چلا جاتا ہے۔ مومن کے درجات نیکیاں بڑھتی جاتی ہیں۔ اُسکی مثال ایک مضبوط سایہ دار درخت شجرہ طبیۃ کی ہے جسکی جڑوں کو زمین سے کوئی پلا نہیں سکتا۔ آدم کی تخلیق میں اور پانی سے ملا کر بنائی گئی تھی جو مٹی آدم کی تخلیق سے بیج گئی اللہ نے اس سے کھبوروں کا درخت جن میں لگا دیا تھا۔ آدم کی مثال کے ساتھ شجرہ کی مثال اس طرح لازم و ملزم ہو کی اس نے دونوں کا خیر مٹی لور پانی سے ہے آدم کا نفس بھی شجرہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ شجرہ منورہ کا حوالہ سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات میں دیا گیا ہے۔ آدم کے دل کے اندر بھی ایمان مضبوط اور سمجھ کا مسلسلہ قائم ہے۔ اور اسچے لوگ اسچے اعمال اور پر عرش تک پہنچنے ہیں۔ اچھے سایہ دار درخت کی شاخیں اور آسمان کی بلندی کی طرف بڑھتی پھیلتی رہتی ہیں۔ برے لوگ برے اعمال شجرہ خیشہ برادرخت ہیں جس کی سکر زدہ جڑیں زمین سے لگی ہوئیں اور سکر زدہ شاخیں ایسی کہ ذرا سی تیز ہوا اسکو اکھڑ کر پھینک دے۔ پاؤں میں اسکو روئندہ اجائے۔ مویشی حیوان بھی اس

اس کی ۲۷ دلیں آیت یٰسِتَ اللَّهُ الدِّيْنُ اَسْنَوْ بِالْقَوْلِ الْثَّابِتُ۔ کا تعلق انسان کی موت سے اس کے قبر میں وفات کے وقت سے تعلق رکھتی ہے۔ جب منکر و نکیر سوال و جواب کے لئے اترے تو بے پہلے عقیدہ کے بارے میں سوال ہوتا ہے۔ اگر دنیا کی زندگی میں وہ موسمن مسلمان قول ثابت لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا رکھنے والا تھا۔ یعنی حکم رکھنے والا تھا۔ اور اس پر عمل کرنے والا ہوا تو فرشتوں کی ہبہت اور وحشت اس پر کوئی اثر نہیں ڈالے گی۔ وہ اپنے قول اور ایمان پر ثابت قدم رہتا ہے۔ دل مضبوط ہوتا ہے۔ ہر سوال کا جواب جو وہ زندگی بھر کرتا تھا۔ اطمینان سے دیتا جاتا ہے۔ فرشتے پوچھتے ہیں رب کون ہے تیرا؟ رسول کون ہے تیرا؟ کیا تو نے قرآن پڑھا ہے؟ اس پر عمل ہوا ہے؟ مردہ فرف جواب دیتا جاتا ہے۔ اس کا ہر جواب اس بات میں ہوتا ہے۔ فرشتے خاموش چلے جاتے ہیں قبر کا عذاب اس کے لئے نہیں ہوتا۔ اسکی قبر کا رُخ جنت کی طرف کر دیا جاتا ہے۔ قیامت کے آنے تک وہ انتظار کی کیفیت زندگی میں سوتا رہیگا۔ جنت کے پاھوں کی خوشبو بہک اسکو آتی رہیگی۔ اسکی قبر کو چوری کا شادہ کر کے چلے جاتے ہیں۔ قرآن کی ۶۱ آیت میں وعدہ کرتی ہے کہ اس بندہ کو قول ثابت کی وجہ سے قبر کا کوئی عذاب نہیں ہوگا۔ یہی مضمون سورہ حم الجدہ کی آیت ۳۰ اور سورہ احتقاف کی آیت ۱۳-۱۴ میں آیا ہے۔

ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ نبی کی حدیث سے ثابت ہے کہ جب موسمن بندے کی روح قبض کر کے فرشتے اور آسمانوں میں پہنچاتے ہیں تو آسمانوں سے آواز آتی ہے کہ کون آیا ہے؟ اس کا نام اس کے باپ کا نام لیا جاتا ہے تو فرشتے آسمان کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ اسکی روح کو مرحبا مر جا بھہ کر استقبال کرتے ہیں۔ دنیا میں ثابت قدمی کلکٹر توحید پر اور عمل صلح پر اسی ایمان اور یقین کی بدولت ہے۔ وہ آسمانوں میں علیت کے مقام پر انتظار کرتا رہتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہم السلام کی یہ دوسری دعا تھی کہ اسے یورودگار انسانی ذہن کو قلب کو تیری طرف مائل کر دے اور اس کے ایمان و یقین کو زیادہ حکم کر دے اور ان کے لئے رزق کثیر کے سامان پیدا کر دے تاکہ یہ تیرے شکر گزار بندے بنیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے ابراہیم علیہم السلام کی ہر دعا قبول کی۔ یہ "آیات اللہ" قرآن کی اصطلاح ہے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں، ہیں۔ آیاتِ الکتاب ہے جو آل۔ رواہی سورتوں میں مختلف انداز سے مثالوں سے

بیان ہو رہی، یہ۔ قرآن کی دو اولی سورت جائیے ہی ساری آیات، آیات اللہ کے بھری ہوئی

ہیں۔ اس کا ذکر وہاں ہوگا۔ سورہ کھفت جو آگے کے رہی ہے وہ بھی آیات اللہ ہے۔

قوم عاد و نمود کے حالات توریت میں بیان نہیں ہوتے ہیں۔ صرف قرآن نے پہلی بار پہلی قوموں کی سرگذشت آدم مطہر کی سرگذشت کے ساتھ سنایا ہے تاکہ لوگوں کو خصوصاً اہل کمر کو جنکے اطراف پڑوسی ملکوں میں، ان سے پہلے جو برٹی شان دار قومیں اور ان کی بادشاہیں قائم تھیں، کفر اور شرک کے عبرت ناک انجام کے واقعات معلوم ہوں۔ اہل کمر کے منکرین کو بھی سنائیں۔ ان واقعات کو قرآن "ایام اللہ" سمجھتا ہے۔ چنانچہ سورت کی ابتدائی آیات میں ان ایام اللہ کا ذکر آیا ہے۔ قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ "ایام اللہ" سمجھلاتی ہے۔ لوگوں کے لئے عبرت کے سبق ہیں۔ ان کی اصلاح کے لئے مفید ہیں۔ جگہ جگہ مختلف سورتوں میں ان ایام اللہ کا ذکر بھی آیا ہے مثلاً سورہ جاثیر کی آیت ۱۳ سورہ الروم کی آیات ۱۶۔ قرآن کی ۲۸ ویں سورت الفتح کی آیت ۲۶ سورت کا تیسرے اکوع کلمۃ التقویٰ کا ذکر آیا ہے۔ اس کے معنی ہیں اپنی بات اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی پر قربان کر دینا ہے اور اللہ کے ہر فیصلے پر راضی ہو جانا ہے۔ یہ کلمۃ التقویٰ کھلاتا ہے۔ اسکی بنیاد کفر طیبہ لا الہ الا اللہ

ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الرِّحْمٰنُ تَلِكَ آيَتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ ۝

نمبر ۱۵۔ سورہ الجر۔

حجروں سے مراد قوم نمود جن کے لئے حضرت صلح مطہر کو پیغمبر بناتے کر بھیجا گیا تھا۔ جو حجر کے مقام پر آباد تھی انسان کی سرشت میں دونوں خصوصیات انسانی خصلت اور شیطانی شرارت رکھدی تھیں ہیں۔ انسان کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپنی جس خصوصیت خصلت اور عادت پر رہنا چاہے اس کی مرضی دونوں راستے اس کے سامنے کھلتے ہوتے ہیں۔ وہ خود فیصلہ کرے، مومن بندے جو گہنگار ہوں گے کافروں کے ساتھ دوزخ میں پہنچانے جائیں

کے لیکن وہاں تین گے پھر اللہ کی رحمت لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلَمَ النَّبِيِّ کے کہنے سے اسکی فعیلیت و برکت اور رحمت سے ان کو وہاں سے بیکال لیا جائیگا۔ مومن بندہ اللہ کی رحمت سے نہ اس دنیا میں نامید رہا اور نہ آخرت میں نامید ہو گا تبھی فرق ایک مومن مسلمان اور کافر مشرک کے درمیان ہمیشہ رہیگا۔ اس وقت کافر اگر یہ تناکریں کہ کاش! ہم بھی دنیا میں لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنے والوں میں سے ہوتے تو آج ہماری بخشش اور مغفرت کا کوئی سامان تو ہوتا۔

لوگوں پر جو بھی ہلاکت بُرپادی آئی وہ ان کے اعمال بد کیوجہ سے آئی۔ اللہ تو الرَّحْمَان اور الرَّحِيم ہے۔ معافی مغفرت اور بخشش کرنیوالا سب کا مولا اور حامی ہے۔ حضرت شیعہ میلّتِ احمد کا ذکر ہورہا ہے جو مدنیں کے رہنے والے تھے اصحاب مدنیں اور اصحاب الائکہ دونوں قوموں کی حدایت اور نصیحت کے لئے بسیج گئے تھے۔ یہ نامرا و قوم چوری۔ ڈاک۔ خل و غارت گردی بست پرستی میں بُرتلا تھی۔ اور اپنی مال تجارت میں ڈنڈی مارتے، کھم تو لئے، ذخیرہ اندوزی کرتے، قیمتیں بڑھادیتے تھے۔ قوم مجرم اور شمود مدنیں کے شمال میں رہتی تھیں۔ نہایت بد ذات شریر قوم، بست پرستی اور فریک میں بُرتلا تھی۔ یہ دونوں بستیاں قریب قریب تھیں اور دونوں کے گناہ اور کارنامے ایک جیسے تھے۔ قوم شمود کے لئے صلح علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ اوٹھنی کا معجزہ دے کر جوان کا مطالبہ تھا۔ ایمان لانے کی شرط یہ رکھی کئی تھی۔ جب انہوں نے پیغمبر کی نافرمانی میں اوٹھنی کو مارڈا تو خدا کا حذاب ان پر آیا اور وہ سب ہلاک کر دیئے گئے۔ ایک چنگماڑ کی سخت آواز سے ان کے دل پانی پانی ہو گئے تھے۔ قوم لوٹ پر آسمان سے سنگ باری ہوئی اس سے ساری قوم ہلاک ہو گئی۔ قرآن چھلی قوموں اور انبیاء میلّتِ احمد کے حالات اور واقعات سن کر خدا کی نشانیوں کو دکھاتا ہے جو بھی خدا کا خدا کے رسول کا نافرمان ہوا ہلاکت و بربادی اس کا مقدور بن گئی۔ اللہ اپنی طرف سے رحمتیں اور انعامات بھی عطا کرتا ہے اور حذاب اور مصیبت اور خیس و خصب بھی دونوں اس کے اختیارات میں ہیں۔

اللہ کے پاس عاملین قدرت کا انبار لگا ہوا ہے۔ باد صَرَصر، ہوا، یادُل، بُجلی، پانی، بارش، اندھیرا، اجالا، سرددی، گرمی، حرارت، طوفان، سیلاب، عظیم رحمت کی باد نسیم بھار۔ شبسم علی الصباح نو خیز کلیوں کا منہ دھلانے پر متقرر ہے یہ سب کچھ کیا ہے؟ یہ اسکی رحمتیں انعامات اور تھنے ہیں۔ مفت انسان کو ملتے ہیں۔ اللہ ان سے طرح طرح کے کام لیتا رہتا ہے۔ باد صَرَصر سے جو آٹھ دن سات راتوں مسلسل چلتی رہی قوم عاد کو تباہ و برباد کر کے چھوڑا۔ نوح میلّتِ احمد کا سیلاب ساری دنیا کو غرق کر گیا۔ قرآن اس کا ذکر ان تیوں پارہ کی سورتوں میں

الذاریات والمرسلات میں زیادہ وصاحت سے بیان کرتا ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ اپنی مصلحت و حکمت سے کبھی رحمت و نعمت کے انعامات کی شعل میں اور کبھی عذاب آفت اور بلاکت بنانا کر اپنے اپنے اندازوں مقداروں میں بقدر معلوم کے پیمانوں سے آسمانوں سے زمین پر انتارتا رہتا ہے۔ انسان غفلت میں نہ ہوں کہ جو رحمت اللہ نے مفت دی ہے۔ وہ کہیں ان کے لئے بلاکت و بر بادی کا پیش خیسہ نہ ثابت ہو۔ سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے اللہ سے ڈرتے رہو تو موت اور حیات اسی طرح کی قدر میں معلوم ہیں۔ تم موت کو مثال نہیں سکتے موت سے مقابلہ ضرور ہونیوالا ہے۔ موت کی فکر اُسکی تیاری کرتے رہو تو موت کو مت بھولو۔ اللہ کس کو موت دلتا ہے۔ اور کس کو باقی رکھتا ہے۔ اللہ کس کو اولاد عطا کرتا ہے۔ اُسکی نسل کو آگے بڑھاتا پھیلایتا رہتا ہے اور اس کو بے اولاد رکھتا بے نام و نشان کر دلتا ہے۔ یہ سب اللہ کی قدر معلوم ہیں۔ میں سے آدم بنایا گیا مسی کی اپنی خصوصیات ساری انسان کی فطرت عادت و حوصلت میں موجود ہے۔ جگہ جگہ کی مسی، قسم قسم کے انسان بھی مختلف مزاج، طبیعت، اخلاق کے فرم دل، سخت دل، رحمدل یافت دل سب کچھ مختلف ہے۔ انسان کی صفت کچھ اور ہے جن اور شیاطین کی صفت کچھ اور ہے۔ دو مختلف الگ الگ مادے ہیں مگر دونوں کو اللہ کی اطاعت و تابعداری کا حکم دیا گیا ہے۔ دونوں خدا کی عبادت و بندگی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اس دنیا میں مختلف مزاج طبیعتوں کے انسانوں کا ایک معاشرہ اور ملکت حکومت قائم ہے۔ سب کی ایک دسر سے آنناش ہوتی رہتی ہے۔ امتحان سب کا لیا جا رہا ہے۔ حاکم کا بھی، حکمران کا بھی اور مکوم غریب رہا یا کا بھی، مظلوم انسانوں کا بھی۔ شیطان انسان ایک دسر سے کے مقناد اور مخالف ہیں۔ دونوں میں امتحان ہو رہا ہے۔ شیطان بعذر ہے کہ آدم کی اولاد کو گراہ کرتا رہیگا۔ اور اللہ کے فرشتے دعویدار ہیں کہ انسان کی رہنمائی آسمانوں سے ہو رہی ہے۔ شیطان انسان کو کبھی گمراہ نہیں کر سکتا دونوں کو اپنی اپنی بات پر اعتماد اور یقین ہے۔ بتاؤ تم کس کا ساتھ دو گے، کس کے وعدے کی لائج رکھو گے۔ جس نے اللہ کی حدایت قبول کی قرآن پڑھتا رہا خود کو شیطان سے بجا آیا صراط مستقیم پر قائم ہو گیا یا جس نے قرآن نے پڑھا حدایت و رہنمائی حاصل نہیں کی وہ تباہ و بر باد ہو کر شیطان کے انعام کے ساتھ جسم کی آگ میں چلا گیا۔ جنم ایک ہی ہے اس کے سات مختلف دروازے ہیں۔ ان کے مختلف نام آئے ہیں۔

آیت ۵۷ میں مُسْتَقِيم جمع مُسْتَقِيم آیا ہے خیاف شناسی۔ آثار دیکھو گرتے لگا لینا۔ نیکی

میں برائی میں کیا فرق ہے کون نیک متھی ہے اور کون نافرمان و بدکار ہے۔ یہ خصوصی صفت
 سے مومن کی ہوتی ہے جو خدا حطا کرتا ہے اور اُسی نورِ بین کی بصیرت اور بصارت سے
 کشفِ الہام فراستِ مومن مراد ہے۔ جو قرآن پڑھنے سے نماز کی پابندی سے نیک صلح
 متھی زندگی گذانے سے حاصل ہوتی ہے۔ خدا کی نعمت عطا ہوتی ہے۔ یعنی چیزیں انسان کی
 تقدیر میں پہلے سے لکھی جا پکی ہوتی ہیں۔ قرآن اسکو بقدر معلوم کھاتا ہے۔ اللہ کو ہر چیز کا
 اندازہ پہلے سے رہتا ہے کہ کس کی قسم میں کیا لکھ دیا گیا ہے۔ جنت میں جانشی لا ہے یا
 دوزخ میں۔ اسکو جزءِ مقوم کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ الہامی کتاب میں جو اُتاری کہیں وہ
 ب خدا کی نشانیاں ہی تو تھیں لور یہ قرآن بھی اللہ کی نشانی اور بہت بڑا معجزہ ہے۔ جو
 قیامت تک باقی رہنے کے لئے ابتداء گیا ہے۔ اس کتاب کو امّۃ القرآن اس لئے کہا گیا کہ اس
 میں سبع مثانی یعنی سات آیات ایسی جملی، حکماً، میں کہ سارا قرآن ان سات آیات میں سودا یا
 گیا ہے۔ جسکو یہ امّۃ الكتاب مل جائے وہ آت دنیا کی خوش نسب قوم ہے۔ سب سے بڑی
 دولت کا انعام عطا ہوا یہ وہ نعمت ہے۔ جسکو بار بار دھرا کر خدا سے انسان اپنا تعلق اور رشتہ
 جو روشنارہتا ہے۔ حضرت جبرائیل عليهم شَبْر مرحوم حضور مثلاً یا یکم کو یعنی آئے خدا کا حکم تھا کہ
 اُنسیں آسانوں کی سیر کرائی جائے۔ یہ دعوت نامہ اپنائیں کہ رسول کے رسول کو حیران کر دیا۔
 شب کا پھلا پھر تھا آپ کہ میں امّہ پانی چھاڑا زاد بین کے گھر میں سُوئے ہوئے تھے، طلبی ہوتی۔
 اللہ کے جبیب نے جبرائیل عليهم شَبْر مرحوم سے دریافت فرمایا کہ جب میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا تو
 سب سے پہلے مجھے کیا کہنا ہو گا آپ مجھے بتائیں۔ اس وقت یہ سبع مثانی کی آیات کہ میں نازل
 ہوتی۔ اور جبرائیل عليهم شَبْر مرحوم نے اللہ کے رسول کو اس وقت پڑھائیں اور یاد دلائیں تھیں۔ گویا اللہ
 کے رسول کا اپنی امت کی طرف سے آسانوں میں بارگاہ خسروی عرش خداوندی میں وہ
 سپاسنامہ تھا جسمیں سب سے پہلے اللہ کی حمد و صفات، حقیقت، آیتیت، ربویت اور مالکیت
 کا بیان ہے۔ پھر بندوں کی طرف سے عاجزی و انکساری سے دعا کرنے کا سلیقہ سکایا گیا
 ہے۔ اللہ کو یہ سبع مثانی اس قدر پسند آئیں کہ مراجع سے واپسی کے وقت اُتت مسئلہ کے
 نام یہ سپاسنامہ تھا بناؤ کہ ہر نماز کی پہلی رکعت میں اُس کا بار بار دھرانا اللذی رکن بنادیا گیا ہے۔
 یہ وہ نعمت، آیات شفاء کی، میں جسکے آگے دنیا کی ساقی نعمتیں بیکار، میں ہر مرض ہر بیماری
 کے لئے شفاء، میں۔ نماز کا تھجہ بھی شب مراجع کا تھجہ ہے جو اس دھانے فاتحہ کیوجہ سے مراج
 المُونین کھلائی ہے۔ ایسی جامِ دعا، حضورِ خداوندی کی حمد و ثناء کے بعد پورے قرآن میں

ہیں۔ مدارکِ قرآن اسی ایت میں سیر اور بر بیرون ہے۔ ببھی تو
اسکو اُم القراء کہا گیا ہے۔ نماز میں اللہ سے راست معلق قائم رہتا ہے۔ سجدہ سے عاجزی
عبدیت اور بندگی کی شان دُو بالا ہوتی ہے۔ نماز زندگی بھر پڑھتے رہنے کی چیز ہے۔ خدا سے
معلق اور درستہ قائم رکھنے والی عبادت ہے۔ مومن کے لئے نمازوں کا سکون راحت اور چین
بیماریوں سے شفاء و حمت و برکت ہے۔ نماز موت کے آنے کے وقت تک پڑھنے رہنا
ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے واعبدِ حق یا تیک اُصْنَیْن۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَتَيْ أَمْرَ اللّٰهِ فَلَا تُرْجِعُوهُ بِسْجَانَةٍ وَّ لَعَلَّ أَعْمَالَكُمْ كُوْنُ ۝

نمبر ۱۶۔ سورہ الحلق۔

آپکا فیصلہ اللہ کا اور حکم ہو رہا ہے کہ مومنو! اگر تم اس کتاب کے ماتحت واقع ہو تو
عمل کرو اس کتاب کے احکامات پر اور زندگی اسی کے مطابق گذارو۔ تکلیف اپنی غفلت اور
گستاخی سے یہ زندگی اللہ کی ہے۔ آسمانوں میں عدم سے وجود میں آئی ہے۔ تمہاری موت بھی
اللہ کے حکم سے آتیگی اور روح تمہاری اوپر آسمان میں پہونچائی جائیگی۔ تمہاری حدیث اور
نصیحت کے لئے نوحؑ کیا کی یہ کتاب اوپر آسمانوں سے اتنا رہی کریں۔ اس میں تمہاری
زندگی گذارنے کے طریقے اور تمہارے عقیدے دین ایمان اسلام سب کچھ بیان کر دیئے گئے
ہیں۔ اسی کے مطابق تم کو اس دنیا میں رہنا اور زندگی گذارنا ہوگا اس کتاب میں سب کچھ
 بتا دیا گیا ہے۔ پچھلی پندرہ سورتوں میں جو کچھ تم کو سمجھایا گیا اور بتایا گیا۔ علم کتاب اور
آیات کتاب میں مثالوں سے نیکی لور بھی اچھے اور بُرے راستے تم کو دھکھلا دیئے گئے ہیں۔
اور ان قوموں کے حالات عرُوج و زوال کے قصے بھی دھرائے گئے ہیں۔ جنہوں نے سیدھی راہ
قدار سبیل چھوڑ کر ٹیکھی غلط راہ اختیار کی اور ان کا انعام بھی سنایا گیا ہے۔ یہ سولہوں
سورت پچھے سبق اور نصاب کا نتیجہ اور حاصل کلام ہے۔ اب تم کو خود فیصلہ کرنا ہے کہ تم

دنیا کی چیزوں ہی کو ہنور سے دیکھتا کہ ہر چیز اس کائنات میں قدرت کی اطاعت گذار فرمان بروار ہے۔ صبح و شام کے سامنے تک جمک جمک اللہ کو سجدہ کر رہے ہیں، پراندے لپنی لپنی بولیوں میں صبح و شام اللہ کی حمد و شنا اور نیچ کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ منزود سر کش دنیا کی طلب پیر کھانے کی ہوس میں اس قدر مشغول اور مصروف ہوا کہ سر اٹھانے کی بھی فرصت نہیں کہ دیکھیں سامنے پچھے آگے اس قدرت میں کائنات میں کیا ہو رہا ہے۔ اس کے کیا مطالبات اور تھاٹھے ہیں اور وہ کس طرف ساری دولت ساری زندگی کی جدوجہد لکھا پیٹھا ہے۔ قرآن تم کو زندگی کا سیدھا راستہ بتاتا ہے حیاتِ طبیبہ کی زندگی بہترین زندگی ان کے حسے میں آئی جنہوں نے روزانہ قرآن کی تبلوت کی۔ نماز پابندی سے ادا کی لوگوں سے معاملات اور کاروبار میں دیانتِ امانت راست بازی سے عہد کو پورا کیا قول و اقرار کو پورا کیا اللہ کا اطاعت فرمان بروار بندہ بن کر زندگی گذاری گذاری کے رسول کی زندگی کو سامنے نمودہ بنایا۔ سیدھے راستے کو اختیار کیا۔

آیات ۵۰ سے ۶۹ تک اللہ اپنے احسانات بندوں پر گناہ ہے۔ حیوانات اور نباتات سے کیسی گلیکی کھانے پینے کی نعمتیں انسان کو مفت میں دی گئیں تاکہ انسان اللہ کا شکر ادا کرے۔ اللہ کی قدرت کے گرشوں اور عجائب میں غور و فکر کرے۔ ان کے اندر اچھائی اور بُرائی بھری ہوئی ہے لیکن وہ لپنی اچھائی سے انسان کو فائدہ پہونچاتے ہیں اور بُرائی سے انسان کو دور رکھتے ہیں۔ حیوانات کا دودھ پینے اور بچوں کو بلانے کے لئے حلال کر دیا گیا۔ حلل جانوروں کا دودھ اور گوشت اللہ نے حلال کیا اور حرام جانوروں کا دودھ اور گوشت اللہ نے حرام کیا۔ تم حلال کو حرام کرلو۔ اور حرام کو حلال بنالو تو اس کا نقصان تم ہی کو ہو گا۔

ثمرات پمل تھاڑے کھانے کے حلال میں انگور تم جی بھر کر کھاؤ حلال ہے انگور کی شراب بنانا کر اسکی حالت و کیفیت بدال کر اسکی شراب کشید کر کے بیوگے توبہ حرام ہرگی اس میں نہ خلاد اور کیفت و مُستی پیدا ہوگی یہ صحت کے لئے تدرستی کے لئے مضر ہے حرام کی گئی ہے۔ شہد کی معمولی حضیر تکمی کو ذرا غور سے دیکھو۔ کسی قطار اور شمار میں نہیں ہے لیکن زندگی کا۔ حیاتِ طبیبہ کا فلخہ اپنے ساتھ رکھتی ہے۔

زندگی حرکت عمل کا نام ہے۔ جمود بیکاری بیروزگاری زندگی کے لئے ظرہ کی علامت ہے۔ انسان ہر وقت صریوف عمل رہے جدوجہد سے کام کرتا رہے۔ شہید کی تکمی کی مثال سامنے رکھے۔ صبح سورے سے کام شروع کرتی ہے۔ دور دور جا کر پھولوں کا رس چوس

چوں کر چھتے کی طرف لا کر چھتے میں شہد جمع کرتی رہتی ہے۔ اللہ نے اس کے دلک میں عجیب تاثیر لور خلقت رکھی ہے جو نہیں وہ دلک سے پھول کو جوستی ہے وہ اس کے منز کے لاعب، نہوک سے مل کر شہد بن جاتا ہے۔ اسکو پیٹ کے اندر حلقت کے نیچے ایک قصلی میں جمع کرتی جاتی ہے۔ جب اسکو بھوک لگتی ہے تو حب ضرورت بھوک مٹانے کے لئے تسلی میں سے شہد نکال کر کھاتی ہے اور باقی شہد چھتے کی امانت ہوتا ہے۔ چھتے میں لا کر جمع کر دیتی ہے۔ یہ اس کمال نہیں سے اللہ کا مال ہے۔ منت اسکی ہے جونکہ یہ کمی کا کب حلال اور طیب ہے اس لئے اللہ نے اسکے حاصل شدہ شہد میں شفاء صحت مسلمت کی تاثیر رکھدی ہے۔ "فِيَهُ شَفَاءٌ لِّلنَّاسِ"۔

اگر انسان بھی حلال و طیب کھائی منت کر کے صحیح و شام پیدا کرے اسیں سے خود بھی کھائے اور بال بپول کو حلاںے اور جو کچھ اس کی ضروریات اور آخرات سے بچ جائے وہ اللہ کے بتانے ہوئے طریقوں سے حقداروں میں، ماں باپ کا حق، ماں باپ کا حق، بیوہ مسکین غریب اور پتیم محتاج کو دستارے تو اس کا مال کھائی، زندگی میں شفاء صحت و مسلمت اور تندُرستی کی صفات ہے۔ اسکو ڈاکٹر کے لئے دوا کے لئے صحت اور تندُرستی کے لئے بیماری اور صمیبیت کے لئے کوئی سامنا ہی نہ ہوگا۔ حلال اور طیب مال خود کھائے دوسروں کو دینے کی ترکیب قرآن کی تعلیمات سے ملتی رہتی ہے۔ زندگی کا طرزِ عمل حیاتِ طیبہ کا طریقہ قرآن سکھاتا ہے۔ یہ اللہ کی حکمت ہے کہ کمی کو وجود آن۔ فطرت سے حلال طیب روزتی منت سے کھانے کا طریقہ سکھا دیا گیا ہے۔ زندگی حرکت کا نام ہے بتادیا ہے وہ اس پر زندگی بمر عمل کر رہی ہے۔ انسان کے پاس عقل ہے سمجھ ہے فہم ہے شعور ہے اللہ کی کتاب کی پدایت اور نصیحت ہے اللہ کے رسول کی پوری زندگی سامنے ہے۔ سکھایا جا رہا ہے۔ پڑھایا جا رہا ہے۔ پھر بھی انسان حیاتِ طیبہ گزارنے کی طرف مائل نہیں ہے۔ قرآن کی پدایت پر چلنے پر تیار نہیں ہے۔ یہ کیسی عجیب مخلوق ہے۔ اشرف المخلوقات اور اللہ کا نائب خلیفہ بناؤ کر آسمانوں سے زمین پر آتا را گیا ہے اس کا طرزِ عمل عجیب ہے۔ عجیب زندگی گزارتا ہے جو دین کے فطرت کے دیانت اور حق کے خلاف ہے۔

لوگو! قرآن نے تمہاری زندگی کا بہترین طریقہ حیاتِ طیبہ کا بتادیا ہے مثالیں دے کر سمجھا دیا ہے۔ حلال طیب روزتی میں شفاء صحت مسلمت کی صفات کا وعدہ کر دیا گیا ہے۔ تمہاری زندگی رزق اور موت جو آسمان سے اتاری گئی ہے اسکی کا سارا فلسفہ۔ مقصد حیات

انجام زندگی اور اس وقت کا سماں اور مُنظَرِ سب کچھ تم کو بتا دیا گیا ہے جو اللہ کا علم غیر
 ہے۔ کسی کو معلوم نہیں صرف قرآن بیان کرتا ہے تم یقین کیوں نہیں کرتے؟
 کچھ لوگ مسلمان عقیدہ چھوڑ کر گمراہ ہو گئے ہر تد، مشرک اور کافر بن گئے۔ اسلام عقائد
 اور تعلیمات سے انحراف کیا۔ غلط عقیدے اور رسمات کو اپنادین و ایمان بنایا اللہ ایسے
 لوگوں کو سنت ناپسند کرتا ہے۔ اور اللہ ایسے لوگوں کو کبھی معاف نہیں کریتا۔ اللہ نے ان
 کے دلوں کو حق کے پیغمبر دیا اور ان کے دلوں پر ہر لٹا کر بند کر دیا ہے۔ حُرُمَتِ کی سرزا اسلام
 میں قتل رکھی گئی ہے۔ اللہ لوگوں کی آذناش کرتا رہتا ہے ان کا طرح طرح سے استحان لیتا
 رہتا ہے۔ مُسْلِیم کا بنایا ہوا انسان مختلف قسم کے اقسام طبیعتِ مِزاج، خصوصیات لے کر پیدا
 ہوتا ہے۔ اور سب انسان دیکھنے میں تو انسان ایک جیسے گر اندر سے مختلف ہیں۔ جن کے
 متعلق کوئی اندازہ قیاس اور پیش گوئی نہیں ہو سکتی کہ کون کب کیا کر نیوالا ہے اور کیا نہیں
 کرتا۔ ایک ہی باپ کے مختلف بیٹے ایک ہی چھٹ کے بچے بودو باش تعلیم و تربیت رکھتے
 ہیں مگر سب مختلف اپنی سوچ فکر و رحمات، میلانات، صلاحیتوں اور استعداد میں ہوتے ہیں۔
 باپ کی میراث ان کے جیں (کوفہ) میں مختلف رشتؤں سے۔ حوالوں سے مختلف بزرگان
 سلف خاندان سے مختلف ملتی ہیں۔ اسے بدایت و نصیحت و رہنمائی سُلُلِ اسلام کی سیدھے
 راستے کی طرف ضرور ملنی چاہئے۔ جو صحیح راستے پر چلے گا صحیح منزل پر جلد پہنچے گا اور جو غلط
 راستے کا انتخاب کریں گا کسی غلط نشانِ منزل پر جائیگا۔ اور دونوں اپنے اپنے فصلے عمل اور فعل
 کے ذمے دار ہوں گے۔ لیکن للهُ انَّ الْاٰمَّةَ كَانُوا أَنْوَنَ وَ صَابِطَ هُرَيْكَ كَيْلَهُ ہو گا۔ دین
 اسلام فریکیت کا راستہ سامنے رکھنا ہے۔ فرعیِ قوایں اور اصول کا صابطہ حیات سامنے رکھنا
 ہے۔ اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

مسلمان اللہ کے احکامات کا رسول اللہ کی سنت پر عمل کرنے کا پابند بنایا گیا ہے۔
 مرد ہو یا عورت سب کے مساوی درجات اور ثواب آخرت میں برابر ہوں گے۔ ہر عمل کا
 بدل دیا جائیگا۔ قرآن پڑھنے سے بیلے پاک صاف ہو جاؤ۔ وضو یا سُکم ضرور کرو۔ بڑے درجات
 والی آسمان سے لوح محفوظ سے انتاری گئی کتاب ہے اس کا احترام و تقدیس زین والوں پر
 لازم ہے۔

قرآن کی تلاوت سے بیلے شیطانی خیالات اور وسوسوں سے اللہ کی پناہ میں آ جاؤ۔ قرآن
 نے طریقہ بتایا ہے کہ پہلے اعوذ پر مصوٰ۔ پھر بسمِ اللہ اور اس کے بعد قرأت شروع کرو۔ قرآن

کی اکثر آیات حکم کے درجے میں نازل ہوئیں ہیں۔ مثلاً سورہ نور ۳۴ ویں سورت اسکی اہمیت کی وجہ سے فرضیت آئی ہے۔ حکم اللہ کا ماننا ضروری ہے۔ اللہ نے قرآن پڑھنے والوں پر سنتی نہیں کی ہر مسئلہ آسان کر دیا۔ بعض آیات مشکل سے سمجھ میں آتی ہیں۔ مثلاً قرآن کی دوسری سورت البقرہ کی آیت ۲۲۹۔ طلاق کے بارے میں بیک وقت تین طلاق کا کہیں کوئی ذکر نہیں آیا۔ دو طلاقوں تک اجازت رکھی گئی ہے۔ تیسرا کا نام نہیں لیا گیا۔ لوگوں نے بیک وقت تین طلاق کو جائز کر لیا۔ بیویوں کو گھروں سے رخصت کر دیا تھا اللہ نے ہی ۶۵ ویں سورت طلاق نازل کر کے صیح طلاق دینے کا طریقہ سکھایا ہے۔ بعض آیات نائخ اور منسوخ ہوئیں بعض میں ترمیم ہوئی اور آسان بنادیا گیا ہے یہ اللہ کا احسان ہے کہ قرآن پر عمل کرنا آسان بنادیا ہے۔ لوگوں نے علماء اور مذاہبیین نے اسکو مشکل بنادیا۔ نئی سراج نئی فکر رکھنے والوں کو اسلام سے دور کر دیا۔ معترضی خیالات سے قرآنی آیات کی تاویل اور شریع ہونے لگی ہے۔ اللہ کے رسول نے ان سے منع کیا ہے قرآن اور سنت رسول کا اسوہ حسنہ کی پیروی اصل تعلیمات قرآن ہے۔ اور شرع سنت سے رہنمائی ہوگی۔ حدیث کے بنیز قرآن کی صیح تاویل و شریع نہیں ہو سکتی۔ دونوں رہنمائی کیلئے کافی ہیں۔

وہ دن کیا ہو گا ذرا تصور میں لاوجب پڑات میں سے گواہ گھر ڈاکریں گے اور تمہیں ان سب امسوں پر گواہ بنائیں گے۔ جو گواہی دیئے اس قرآن مجید کی جو آسان سے نازل ہوا اور ہر بات صاف کھول کر بتانے آیا کہ کیا حلل جائز ہے اور کیا حرام اور ناجائز ہے۔ قیامت روز آخرت میں عدالت میرزاں پر ہر عمل تولا اور پرکھا، وزن کیا جائیگا۔ اللہ کے وعدے اور وعید پر رحمت مغفرت وغش خوف اور امید سے بھری ہوئی ایک ایک آیت سننا دی گئی ہے۔ اس کتاب کے حوالے سے ہر ایک سے ضرور پوچھا جائیگا۔ ہر ایک کا محاسبہ ہو گا۔ اس دن کے آنے سے پہلے قرآن پڑھ لو اس کی آیات پر عمل کرلو ورنہ تم جواب دہ ہوں گے۔ کوئی حذر اور خیلہ بھائی نہیں سن کا جائیگا کہ یہ کتاب ہم کو نہیں ملی تھی۔ ہماری اپنی زبان میں نہیں آئی تھی۔ ہماری سمجھو عقل سے باہر تھی۔ ان رسولوں سے بھی پوچھا جائیگا کہ کیا انہوں نے اللہ کا کلام قرآن کا پیغام لوگوں تک پورا پورا پہونچا دیا تھا؟ اور لوگوں سے بھی پوچھا جائیگا۔ کہ رسول اللہ نے تصدیق کی تھی کہ قرآن ان تک پورا پورا پہنچ گیا اور پھر اللہ کے رسول نے عہد لیا تھا کہ تمہارے بعد آنیوالوں کو ضرور یہ قرآن پہونچا دو۔ تم نے وعدہ کیا تھا۔ ہر موسیٰ قرآن پڑھنے پڑھانے اور قرآن کو لوگوں تک پہنچانے کا ذمے دار بنایا گیا ہے۔ یہ

اللہ کے رسول سے عہد تھا جو نہ ہوگا۔ قرآن پر عمل کرتے رہنا ہے قرآن روز پڑھتے رہنا ہے۔ روز قیامت تم سے بھی باز پرس ہوگی کہ تم نے قرآن اپنی بیوی کو بچوں کو ماں باپ بن جائیوں تک کیا پہنچا دیا تھا؟ ان کوتاکید کی تھی نماز کی قرآن کے روز پڑھنے کی یہ ذائقے داری تم پر ہوگی۔ ”إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِرِادِكَ إِلَى الْمَعَادِ“..... اے نبی۔ وہ اللہ لوٹا کر تم کو پھر اسی جگہ واپس لا بیٹھا جہاں سے تمہاری ابتداء ہوئی تھی اور پھر تم سے باز پرس کر لے گا اس بتائے ہوئے کام کے بارے میں جس کا بوجھ ذائقے داری تمہارے گندھوں پر ڈالی گئی تھی۔ اللہ کے رسول مکہ میں پیدا ہوئے مگر ان کا مولود شہر تھا گھر سے وطن سے وہ اللہ کا نام لینے پر نکالے گئے دور ہو گئے تھے۔ بھرت کے چھٹے برس ان کے دل میں وطن کی شہر کی گھر کی یاد کی ایک بہر اٹھی۔ فطری بات تھی اسی رات خواب دیکھا کہ وہ اپنے صاحب کیسا تھمکہ میں عمرہ ادا کر رہے ہیں۔ اس خواب کی تعبیر ان کو نہیں ملی۔ راستے ہی میں وہ صاحب کی جمعیت کے ساتھ نوٹا دے گئے تھے اس پر صاحب کو طیش آیا تھا۔ غصہ میں بھرے ہوئے جنگ و جدال کے لئے تیار ہو گئے تھے اللہ نے انہیں روکا واپسی کا حکم دیا۔ اور ”صلح حدیبیہ“ کرانی اس کو قرآن نے ”کلمۃ التفوی“ سمجھا ہے۔ سورہ ابراہیم میں کلمۃ طیبہ یہاں ان دونوں کو ملا کر اللہ کی رضا اور خوشنووی کا حکم دے کر صاحب کو پابند کیا گیا اور سورہ الحج نازل کی۔ ساتھ ہی اللہ کے رسول سے وعدہ کیا گیا کہ عنتریب اللہ تم کو دو برسوں کے اندر تمہارے مولود وطن شہر کہ میں تم کو ضرور لوٹائے گا۔ تم فتح کہ کر کے فاتحانہ شان و شوکت اور آبرو کے ساتھ اپنے وطن اور شہر اپنے لوگوں سے اپنے گھر والوں سے ملو گے۔

یعنی اللہ تم کو جب پیدا کیا ہے تو پھر تم کو موت کی منزلوں سے عالم برزخ سے گذار کر آخرت میں تمہاری واپسی کی جگہ پہنچا دیگا۔ حیات بعد الموت میں تم کو لوٹایا جائیگا اس کا یقین لوگوں کو دللو۔ موت کی منزلیں برزخ۔ خسر آخرت جنت جو آخری مکانہ ہے اس کو مت بھولو۔ یہ تمہاری واپسی کی منزلیں ہیں۔

وقت اور زمانہ انسان کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں قرآن کا بھی ایک نظریہ زماں اور مکان ہے۔ جسکو قرآن نے۔ لاؤُم کی قسم کھا کر سورہ واقعہ اور سورہ الحاقة میں الگ الگ پیش کیا ہے۔ زمانہ اور وقت عمر کا بڑھتے رہنے ہے۔ نیکی بدی کے اعمال کے بوجھ سے انسان تحکم جاتا ہے۔ مایوس ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی اسکی زبان سے بد دعا میں اور اپنی موت کی دعا بھی کر سکتا ہے۔ وقت انتظار میں رسوتا سے اگر دادا کو قدس لستہ بخش، ماں، سو مرتبہ زنگ کر

سائل کا حل تو نہیں ہے کہ آدمی موت کی دھماکائی اور موت لئنے سے اس کا بوجھ بلکہ ہو جائے۔ وہ بوجھ اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ تو پہ مغفرت اور معافی کی اب کوئی گنجائش نہیں رہی جو زندگی میں اسکو حاصل تھی۔ وہ اپنے گناہوں کی تو پہ فرشتہ مغفرت کی دعاویٰ سے حل کر سکتا تھا۔ اس لئے اللہ کے رسول نے منع کیا ہے کہ موت کی دعا کبھی نہیں مانگو اور نہ اپنی اولاد کے لئے کبھی بدُ دعا کرو۔ اللہ دعا میں سنتا رہتا ہے۔ دعاوں کا اثر راست زمین سے عرش تک جاتا ہے۔ فرشتے ہر دعا پر آمین کہتے رہتے ہیں اگر تم نے موت کی دعا مانگی اور فرشتوں نے آمین کہدیا پھر تم کھیں کے بھی نہیں رہتے عالم برزخ کے ہو گئے۔ اسلئے ہمیشہ اپنے لئے اچھی دعا مانگو۔ عالم برزخ کیا ہے قرآن نے اس کو بیان کیا ہے۔ سورہ الرحمن ۵۵ ویں سورت میں فرمایا گیا۔ "بِسْمِهِ رَبِّ الرَّحْمَنِ رَبِّ الرَّحِيمِ فَلَا يَسْبِغُيَانَ" ۰

انسان کے لئے اس دنیا میں جدوجہد۔ کوشش سُعیٰ و محنت کے سوا اور کیا رکھا ہے۔ اور اس کا فائدہ اسکو ضرور ملتا ہے۔ کوشش اچھے کام کی ہوگی تو وہ مٹکوڑ بھی ہو گی اسکی جزا اور ثواب بھی نیک اور بہترین ہو گا آخرت کی بہترین ابدی زندگی اس کو حاصل ہوگی۔ عبادات کی اللہ کی سب سے اہم اور ضروری ہے سب سے پہلی کوشش اللہ کی بندگی، پانچ اوقات کی پابندی کے ساتھ اللہ کے حضور ادب سے ہاتھ باندھے خاموش کھڑا ہو جانا ہے۔ اللہ کو راضی کر لیتنا ہے۔ اس کے بعد نمبر آتا ہے والدین کو راضی اور خوش رکھنے کا۔ ان کے حقوق ادا کرو۔ ان کی خدمت اطاعت اور فرمان برداری کرتے رہو۔ ماں باپ کی دعا میں اللہ سنتا ہے اور ان کو قبولیت بنتا رہتا ہے۔ پھر صلہ رحمی کا حق ہے ہیں بھائیوں اور قریب کے دوسرے کے رشتہ داروں سے ملتے جلتے رہو۔ ان کی خیر و مافیت معلوم کرو ضرورت مند۔ یقین بیوہ، حاجت مند عزیزوں دوستوں کی مالی مدد کرتے رہو۔ یہ اللہ کے حکم و احکامات ہیں ان کو مت ملال دو۔ اللہ کے رسول نے فرمایا جو شخص اپنی عمر میں اپنے رزق میں اصناف کا خواہشمند ہواں کو جاہیز کرے ماں باپ کے حقوق اور صلہ رحمی کے حقوق کا پابند رہے ان کو ادا کرتا رہے۔

خلاصہ

سورت نمبر ۸ انفال سے سورت نمبر انحل بک چودہ پارے نصف قرآن پر ختم ہوتے ہیں۔ ان آٹھ سورتوں میں جو اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں اور آیات الکتاب پڑھ کر جو ہستی، حارہ اسکے تعلق انسان کی ذائقی معاملات زندگی اور کاروبار حیات سے ہے۔ جس

سے اس کا ہمیشہ ساتھ رہتا ہے۔ اس سے متعلق ہیں اور بڑی اہم ہیں۔

قرآن کی تلاوت کرنے وقت ان بنیادی پانوں کو اصطلاحات کو ذہنِ نشین رکھنے کی ضرورت ہے۔ اور اس کو زندگی کے ساتھ ملا کر منطبق کرتے رہنا ہے تاکہ زندگی قرآن کے احکامات کے مطابق بسر ہو سکے۔ عبادت آخری سانس تک اللہ کی ہوتی رہیگی "وَعُدْ حَسِيْرٌ يَا تِيكَ الْعَيْنَ"۔

قرآن کی پہلی سات سورتوں کا معارف قرآن

- ۱۔ دین اور ارکان دین کا طریقہ۔ اسلام اور اسلام کا طریقہ اور احکامات دین سنائے گئے ہیں کہ ایک مسلمان مومن کو کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے۔
- ۲۔ انسان کی حقیقت کیا ہے جہاں سے آیا ہے۔ اس کی تخلیق کا مقصد اولین کیا ہے۔ علم اس کے لئے ضروری ہے۔ بھری اور رہنمائی کے بغیر علم کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ قرآن اور اللہ کے رسول کی سیرت طیبۃ اسکی رہنمائی کے لئے ضروری ہے۔ پھر بھی اس کی فطرت، خصلت اور طبیعت میں خافی رہیگی۔ اسکو توبہ، مغفرت و معافی سے دور کرو۔ اللہ سے توبہ اور مغفرت و معافی ہر وقت مانگنے رہنا ہے۔
- ۳۔ زندگی آسان نہیں ہے۔ شکلات و مصالبات، دکھ درد، نجاح والم سے بھری پڑی ہے۔ بہتر طریقہ زندگی صبر و تحمل اور برداشت سے رہنا ہے۔ نماز سے اللہ کا سہارا پکڑنے رہنا ہے۔ آسانی سے زندگی سے تب گذر سکو گے۔ خود کو اللہ کی مرضی اور مشیتِ الہی کے حوالے کر دو۔ سکون سے رہو گے۔
- ۴۔ انسان کو سب سے بڑا نہیں اور خوف زندگی میں دو پانوں سے رہتا ہے۔ ایک موت کا اور دوسرا بیرون گاری کا۔ فاقہ کشی بھوک اور روزگار کا مسئلہ ہے۔ اللہ نے رزق دینے کا وعدہ کر رکھا ہے۔ رزق پہنچانا اللہ کے ذمے ہے اور وہ آسانوں سے آتا ہے۔ اسکی فکر انسان کو بالکل نہیں کرنی چاہئے۔ موت، ہر انسان کو ضرور آئیگی "كُلُّ نَفْسٍ ذَالِقَةُ الْوَتْ"۔ موت اور زندگی کی دی ہوتی ہے۔ زندگی اس دنیا میں ایک مہلت کا وقفہ ہے۔ جو کچھ کرنا ہے نیکی عبادت اور خیرات اور صدقہ سے سب کچھ اسی زندگی میں کرو۔ اس کے بعد شاید مہلت نہ ٹلے۔ یہاں سے سب کو جانا ہے اللہ ہی کی طرف۔ موت سے کسی کو نجات نہیں

ہے۔ موت سے آدمی مر نہیں جاتا ہے باکل قبر کے راستے دوسری زندگی کی طرف انتقال کر جاتا ہے یعنی منتقل ہو جاتا ہے۔ جو آخرت میں دوبارہ ملے گی۔

۵۔ اس زندگی کے لئے مرد، عورت جوڑے میں ہر چیز پیدا کی گئی ہے۔ ایک دوسرے کی صندھ ہر چیز رہے گی۔ اندھیرے کے بعد اجالا ضرور آئیں گا۔ نیکی کے ساتھ بدیٰ ضرور ملے گی۔ اچھے اور بُرے انسان سب اسی دنیا میں مختلف طبیعت مزاج۔ خُلُثتِ حادث اور رفطرت کے ملیں گے۔ ان سے ایک دوسرے کی شناخت اور پچان ہوتی رہے گی۔ زندگی کا لطف جوڑوں کے ملاب، محبتِ رفاقت اور دوستی سے ہے۔ اس کے بغیر زندگی کا لطف اور جیتنے کی تمنا کسی کو بھی نہیں ہوتی۔ مرد کے لئے عورت اور عورت کے لئے مرد لازمی ہیں۔ ان سے افزائشِ نسل ہوتی ہے کھرپہ ملے زندگی کی مرکزت۔ آرامِ جان و لکھیں دل اور زندگی کا سوز و ساز سب ایک دوسرے کی رفاقت اور دوستی محبت سے ہے اسی کا نام زندگی ہے۔

۶۔ زندگی کو صحیح سرت سید ہے راستے پر چلانے رکھنے کی ضرورت ہے۔ سید ہمارا ستر دن اسلام کا ہے۔ اس میں اللہ پر جو خالق پیدا کرنیوالا ہے۔ رب ہے پروردش پانے والا ہے۔ ہمارا مالک ہے اس کی اطاعت اور بندگی لازم ہے۔ اس سے اپنا تعلق اور رشتہ جوڑے رکھو۔ جو کچھ مانگنا ہے اسی اللہ سے مانگو۔ جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اللہ نظر نہیں آتا وہ غیب میں چھا ہوا ہے اس پر بغیر دیکھے بغیر جانے بوجھے ایمان لاو۔ اور ایمان بالغیب رکھو یہ

زندگی اللہ کی دی ہوئی ہے ایک وقت مقررہ کے بعد موت آئیگی تب کو منا ہے مرنے کے بعد قبر کی زندگی ہے اس راستے میں سے آخرت کی زندگی میں جانا ہے۔ وہ روز قیامت مقرر ہے اس دن قبر سے مردوں کو دوبارہ زندہ کر کے آخرت کے میدانِ حشر میں جانا ہے وہاں دنیا کے کئے ہونے اعمال کا وزن کیا جائیگا۔ اس کے میزانِ حُدُل کے حساب سے فیصل ہوگا۔ سزا و جزاء عذاب اور نعمت تسبیح میزان سے دیکھ کر دیا جائیگا۔

۷۔ رہبریِ ہدایت کے لئے اللہ کے رسول کی پوری زندگی اور سیرت طیبہ تمہارے سامنے ہے۔ اس کو سامنے رکھو۔ اس زندگی کو اپنے لئے نوٹہ بنالو۔ قرآن اللہ کی کتاب اللہ ہے اللہ کا رسول اُسکی آیات پڑھ پڑھ کر سناتا ہے کہ تم کو معلوم کرائے۔ قرآن کی باتیں۔ طیب کی معلومات جو تم نہیں جانتے۔ حکمت دُانانی کی باتیں جو تم کو زندگی اور آخرت میں کام آتسوالی ہیں وہ قرآن سکھاتا ہے۔ قرآن تمہارے خیالات اور عقیدے پاک صاف کرتا

ہے۔ قرآن تم کو وضو اور مسکل لے ذریعہ پالی و صفائی لور ٹھیکارت سکاتا ہے۔ تم لوگیں
عادات۔ شرافت اور اخلاق حسن سکھا کر پاک صاف انسان بناتا ہے۔ خیرات صدقات۔ نماز۔
زکوٰۃ ادا کرنے سے تمہارے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ تم کو پاکیزہ کر کے اللہ تھیاری محفی
و بخش و مغفرت کے سامان پیدا کرتا رہتا ہے۔

-۸- نماز کے پانچ اوقات کی پابندی رکھو۔ زکوٰۃ دینے رہو۔ صدق و خیرات کرتے رہو۔
قرآن کی تکلیف روزانہ کرتے رہو۔ بدایت اور نصیت روزانہ ملکی توڑہن اور حافظہ میں یاد
راہیگی اور تم سیدھے راستے پر رہو گے۔

-۹- پہلی منزل قرآن میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا تعارف کرایا گیا
ہے۔ کتاب قرآن مجید کیا ہے اُس کا تعارف کرایا گیا۔ دین کیا ہے اسلام کیا ہے۔ پہلی
دو سری۔ تیسری سورت میں اسکو بیان کیا گیا ہے۔

چوتھی سورت النساء میں مرد اور عورت کے حقوق اور فرائض۔ ان کی سیراث اور
ترکہ۔ اور صلٰ رحمی۔ خاندان کے خونی رشتے، عزیزو اقارب داری کے حقوق و فرائض اور
تعلیمات کا بیان ہے۔ ہر مرنسیوالے کو وصیت لکھ کر جانا ہے۔ مرنسیوالے کے مال اور جائیداد
کے وارث اُس کی بیوی اور بچوں کا حصہ ہے۔ لاٹ کے کئے دو حصے اور لاٹ کی کا ایک حصہ
ہے۔ ماں باپ اور بیوی کے چوتھائی حصے مقرر کرنے گئے ہیں تاکہ انصاف سے سب کے
مقررہ حصے سب کو ملیں۔

پانچویں سورت میں زندگی کی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔ پوری سورت میں اللہ کی
توحید اور ایمان کی تعریف کی گئی ہے۔ کیا چیزیں کھانے کے لئے حلال اور جائز ہیں جو
صحت و تندرستی کی صفات دیتی ہیں اور کیا چیزیں حرام اور ناجائز ہیں اس سے صحت و
تندرستی خراب ہوتی ہے بیماریاں امراض دکھر دپیدا ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ بیان کر دیا گیا
ہے۔ اور اس پر حمل کرنا ہے۔ چھٹی سورت میں جانوروں کے حلال و حرام اور جائز و ناجائز
خیراللہ کے نام کا فرع کا فرق بیان کیا گیا ہے۔ اللہ کا نام لے کر جانور ذبح کرو وہ حلال اور جائز
ہے۔ خیراللہ کے نام کا ذبح کیا ہوا جانور مردار ہے حرام ہے مت کھانا۔ اس سے بیماریاں
پسیلتی ہیں۔ گناہ ہوتا ہے۔ سور کا گوشت اور بہت ہوا خون۔ کھانے کے لئے ناجائز اور حرام کیا
گیا ہے۔ اس کی اختیاط رکھو۔

ساتویں سورت اعراف میں زندگی کا سلسلہ حل کر دیا گیا ہے۔

اُن زندگی کے ساتھ شیطان بھی واپس رہ دیا لیا ہے یہ یہ صلی رور اُر لے کے رہ دیا لیا لے
دنیا میں انسان اور شیطان دونوں مل کر ساتھ ساتھ میں ہیں گے۔ زندگی گذاریں گے انسان کو
شیطان ہر وقت ورغلاتا اور بسکاتا رہے گا۔ یہ اس کا کام ہے اس نے آدم ملکہ اور بی بی حوا کو
آسانوں میں جنت میں ورغلایا اور بسکایا تھا۔ وَسَوَّمَ دَلُونَ مِنْ دُّالَ كَرَ اللَّهُ كَنْ نَافِرَةَ فِي پَرَامَكَ
کیا تھا۔ وہ نافرمان تو نہیں تھے البتہ ان میں سے غلطی ہو گئی اور بسول چوک میں غلت ہوئی ایسی کر
اُس کا خمیازہ ان دونوں کو بسلکتا پڑا۔ دونوں پر اللہ میاں کا غصہ اور عذاب ہوا۔ دونوں مادرزاد
نے زمین پر اتار دیئے گئے۔ کہ اب انسان اور اسکی اولاد کو قیامت تک اس زمین پر رہنا ہو گا۔
جیتنا ہو گا اور مرننا ہو گا اور اسی زمین میں دفن ہو جانا ہے۔ روز قیامت اسی زمین سے قبرستانوں
کے تمام مردوں کو حلیم اور بھین سے روح کو بھیج کر دوبارہ زندہ کر کے میدانِ خشر میں اللہ
کی عدالت میں لایا جائیگا۔ اور ان کی زندگی بھر کے اعمال کا حساب و کتاب وزن کر کے قول
تول کر بدل دیا جائیگا۔

سورة نسبہ۔ اتفاق۔ مال غنیمت جو میدانِ جہاد میں کافر جو مسلمانوں کے خلاف لڑتے
ہوئے بھاکے اور پچھے مال و اساباب چھوڑ گئے۔ یہ سب مال غنیمت اللہ کا مال ہے۔ لوث کا مال
ہرگز نہیں ہے۔ اس مال غنیمت کا پانپواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے۔ اسکو نکال کر
جو باقی پہنچے ۲۱۵ حصہ مجاہدین اور جو جہاد میں شریک تھے ان میں برابر تقسیم ہو گا۔ جنگ بدرو
کے موقع پر ایک غریب صحابی جو کہ سے ہجرت کر کے دو چادر کے ساتھ آئے تھے وہی ان
کے بدن پر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پھٹ گئے تھے۔ صرف ایک تہمد ستر چھپانے کی تھی اور وہ
بھی میدانِ جنگ میں چھڑکر اڑ گئے۔ شر چھپانے کے لئے میدانِ جنگ کے کسی کافر کی
گری ہوئی چادر کو جو مقتول تھا انہوں نے اٹا کر جسم سے باندھ لی تھی۔ کسی نے اسکو نہیں
دیکھا تھا۔ اللہ اور پرستے دیکھ رہا تھا۔ اس پر وحی آئی کہ اللہ کے بال غنیمت میں چادر کی چوری
خیانت ہے۔ اس کی سزا واجب ہے۔ آیت ۵۶ میں مومن کی تعریف یہ کی کہی کہ جب وہ
قرآن سنتے ہیں یا اللہ کا نام ان کے سامنے لیا جاتا ہے تو اللہ کے ڈر اور خوف سے ان کے دل
لرز جاتے ہیں۔ وہ کانپ جاتے ہیں۔ دلوں میں اللہ کے کوئی سے اللہ کے نام سے ایمان زیادہ
ہو جاتا ہے۔ دلوں کے اندر کا ایمان یعنی الہت بلکہ موت سے رزق کریم برٹھتا ہے۔ اور مغفرت
و تشکیل ہو جاتی ہے۔ مغفرت کا وعدہ آیا ہے۔ آیت ۳۵ میں اللہ کی یاد کا ذکر ہر وقت
کرتے رہنے سے دل مضبوط رہتا ہے۔ دل میں سکونِ الحیان آ جاتا ہے۔ دل کے امراض

نہیں ہوتے۔ جو دل ہمیشہ نماز سے۔ تکمیر سے۔ ذکر سے دعا سے معمور رہتے ہیں تو دل قوی اور مضبوط ہو جاتے ہیں۔ آیت ۲۶ میں تعالیٰ۔ اور جہاد دین کی حفاظت کے لئے اور کافروں سے لڑنے مار بھانے کے لئے ضروری ہیں۔ مسلمانوں کا رعب و دُبَاب کافروں پر غیر مسلموں اور مشرکوں پر رہنا ضروری ہے۔ اسلام کا پانچواں رکن جہاد رکھا گیا ہے۔

سورت نمبر ۹ سورہ التوبہ صدیہ سورت ہے۔ جو سلسل مضمون کی ہے۔ جو سورہ انفال سے ملی ہوئی ہیں۔ صلح جدید یہ ۲ ہجری میں ہوئی اس کے معاملہ کی خلاف ورزی کم کے قریش نے پہلے کی۔ اللہ نے فرمایا جو عہد کر کے توڑ دیں اور اپنا قول و قرار چھوڑ کر بد عہدی اور فسراحت کریں گے وہ اللہ کے اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ بد دیانت خیانت کار فریبی۔ جھوٹے لوگ ہیں۔ ان سے مسلمانوں کی نہ کوئی دوستی ہو سکتی ہے اور نہ معاملہ نہ صلح۔ ان کو خبردار کر دو۔ تین مہینے کی مہلت دیدو کہ یہ معاملہ حدیہ ختم ہو گیا ہے۔ تین ماہ بعد اللہ کے دشمنوں سے معاملہ توڑنے والوں سے لٹنا ہے۔ انہیں سبع سکھانا ہے۔ اس سورت کا نام اعلان برأت بھی رکھا گیا ہے۔ اللہ اور اُس کا رسول ان لوگوں کے جھوٹے معاملہ سے بربادِ الذمۃ ہے۔ مسلمانوں میں ایسے منافقین بہت سے پیدا ہو گئے تھے جن کی فسراحت۔ سازش اور منافقت سے مسلمانوں کو ہمیشہ نقصان ہوتا رہا ہے۔ ایسے مومن اور منافق کی پہچان کے لئے اللہ نے جہاد کو ضروری رکھا کہ میدانِ جنگِ جہاد میں جب موت سامنے آجائے تو اصل مومن اور منافق کی پہچان ہو جاتی ہے۔ کہہ را اور کھوٹا دو نوں الگ الگ نظر آنے لگتے ہیں۔

ہجرت کیا چیز ہے۔ آیت ۲۰ میں اس کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے اور کب اور کس کے لئے ہجرت فرض کی گئی ہے مہاجر قرآن کی اصطلاح میں کس کو کہتے ہیں۔ اس کا حق اللہ پر اور اللہ کے ساتھ اُس کا اجر ہوتا ہے۔ دنیا کے لئے کسی دنیا و اعلیٰ کے پاس اُس کا حق نہیں ہوتا۔ ہجرت صرف اللہ کی رضاً اور خوشنودی کے لئے اور دین اور ایمان کی حفاظت کے لئے ہو گی۔ ہجرت میں خالی ہاتھ اللہ کے ہمراوسے پرنگے سر تکل جانا ہے۔ مال، اسباب، تجارت، کاروبار، ترقی ادھار دیا ہوا بس کچھ اللہ کے لئے چھوڑ کر چلے جانا ہے۔ اللہ توکل ہجرت کرنی ہے۔ بغیر کسی دنیا کے نفع لیج اور روزگار کاروبار معیشت کے مقصد کے لئے ہوئے۔ دلوں کا حال اللہ خوب جانتا ہے۔ ایسے مہاجر کے پچھلے تمام گناہِ معاف ہو جاتے ہیں جو اللہ کے لئے ہجرت کرتا ہے۔ مشرک اور کافر زخم و ناپاک ہیں۔ نہ اس سے دوستی ہو سکتی ہے اُن کی عورتوں سے شادی و بیان ہو سکتا ہے۔ اللہ کے گھر کے قریب پر مدنہ میں رسول اللہ صلیم کے گھر کے

راستے پر مشرک کافر اور بُت پرست نایاں و نبی لوگ کبھی نہیں آئیں گے۔ ان پر یہ پابندی رہیگی۔ آیت ۵۳ میں جو لوگ اللہ کے نافرمان ہیں اور اللہ کے احکامات کی صریح حکم مخالف ورزیاں کرتے ہیں اللہ نہ ان کا حج اور نہ عمرہ قبول کرتا ہے۔ اور نہ ان کی قربانی قبول ہوگی۔ اور نہ ان کی خیرات صدقة زکوٰۃ قبول ہوگی جو مال حرام سے ہوگی۔ آیت ۶۰ میں صدقات خیرات حلال جائز کمانی سے دو۔ کن لوگوں کو دینا جائیسے ان کی فہرست گناہی گئی ہے۔ آٹھ قسم کے وہ لوگ ہیں۔ آیت ۱۷ مسلمان کافرض ہے کہ بُرا نی کرو کیں اور منع کریں۔ اچھائی اور نیکی کا عمل کریں۔ نیکی کو آگے بڑھائیں۔ لور امر بالمعروف و نهى عن المنکر پر عمل کریں۔ آیت ۸۰ متفقین کے لئے اور مشرکین کے لئے کبھی فاتحہ اور ایصال ثابت نہ کرو۔ اللہ ان کو کبھی معاف نہیں کریگا۔ (گیارہواں پارہ شروع ہوتا ہے) اللہ تھہارے ظاہر اور پھر کام ب کچھ دیکھتا اور سُنّت اپنے ہوتا ہے۔ تم جیلے عذر لور بھانے اللہ سے مت کرو۔ وہ تم کو خوب جانتا ہے کہ تم کیا کرتے ہو۔ آیت ۱۰۰۔ میں سَابِقُونَ الْأَوَّلُونَ کی تعریف ہو رہی ہے۔ جنہوں نے اللہ کے لئے رسول اللہ کا ساتھ دیا اور اپنا سب کچھ چھوڑا، ہجرت کی تھی ان کے لئے دو گنا اور دو گنا ثواب ہے۔ انہیں جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ آیت ۱۰۵۔ توبہ قبول کرنا صدقہ خیرات قبول کرنا اللہ کے اختیار میں ہے۔ کیونکہ وہ دلوں کے اندر کا حال خوب جانتا ہے۔ آیت ۱۱۱ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے مومنوں کی زندگی کا سووا کر لیا ہے جنت کے عوض اور مومن کی خرید و فروخت ہو چکی ہے۔ اب مومن کو دنیا کی کوئی حریص اور لذت خرید نہیں سکتا۔ وہ تو کفر لا الہ بر بک چکا ہے۔ جن لوگوں کی خرید و فروخت ہو چکی ہے وہ آٹھ قسم کے لوگوں کی فہرست میں گناہی گئے ہیں۔

سورة نبر ۱۰ سورت یوں الراء سے شروع ہونے والی آیات الکتاب کی پہلی سورت
ہے۔ اسی کل چھ سورتیں سورہ النحل تک آئی ہیں۔ انسان کا ہر عمل فرشتے روزانہ صبح و شام ہمارے کندھوں پر میٹھے لکھتے رہتے ہیں۔ ویدیو فلمیں بناتے اور ٹیپ ریکارڈ سے محفوظ کرتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں سے اور کافروں سے جو جو وحدے اس کتاب میں اللہ نے کئے ہیں وہ سب اسی دنیا میں لوگوں کی زندگی میں ضرور پورے کر دیئے جائیں گے۔ اللہ کے وعدوں کا اختیار کرو سب سے اور مصدقہ وعدے ہوتے ہیں۔ آیت ۳۹۔ قوموں کے لئے عروج و زوال پہلے سے لکھ دیا جاتا ہے۔ جلطج انسان کی زندگی اور موت لکھ دی جاتی ہے۔ آیت ۱۰ میں قرایا یہ قرآن سراپا نور حداہت ہے۔ اسکی پدایت شفاء ہے جسمانی و کھددو

بیماریوں کے لئے نخواشِ خفاء ہے۔ اسکو پڑھتے رہو اس کا دم کر کے پھونلو اس کا پانی پیو شخاء
دینے والا اللہ ہے۔ اللہ کی یہ آیات قرآن میں قرآن کا وحدہ ہے اللہ کے سب وعدے حکمت
اور مصلحت کے ہوتے ہیں۔ مومن کا کام صبر کرنا اور اللہ کی مرضی و مشیت پر قائم رہنا اور
نماز سے سہارا لینا ہے۔ آیت ۷۸۔ موسیٰ اور فرعون کے قصے میں فرمایا جب فرعون کے ظلم
وزیادتی ہو رہی تھی فرعون نے بنی اسرائیلیوں کی مساجدیں مساد کر کے تباہ کر دی تھی تو اللہ
نے قوم بنی اسرائیلیوں کو حکم بھیجا کہ گھروں میں قبلہ کی سمت مقرر کر کے اس طرف نماز
پڑھنا۔ بنی اسرائیلیوں نے اپنا قبلہ بیت المقدس کی طرف بنایا۔ کعبۃ اللہ جو ابراہیم ملکہم کے
وقت سے قبلہ اول بنا دیا گیا تھا اس کے خلاف عمل کر کے اپنا رخ مشرق کی طرف کر دیا تھا۔
یہ شرارت تھی جس کا حل اللہ نے تمول قبلہ کے حکم سے پھر وہی کعبۃ اللہ مقرر کر دیا۔ آیت
۹۸ میں، ہجرت کا فلفہ بیان ہوا ہے۔ ایک اللہ کے پیغمبر نے اپنی قوم کو پہنچے چھوڑ کر ہجرت
کر کے پہنچ گئے تھے حالانکہ ہجرت کا کوئی موقعہ ہی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر یونس علیہ السلام
کی، ہجرت واپس کر دی انسیں آزمائش میں ڈالا پھر انہیں اپنے وطن واپس بلایا تھا۔

۱۱ سورہ حود

الرَّحْمَةُ غَلَقَتْ وَسْتَيْ بَهْتْ ہو جکی ہے اب رجوع ہو جاؤ اللہ کی طرف اس میں تھا را فائدہ
ہے۔ سوت کا ایک دن مقرر ہے۔ اس زندگی کے ختم ہونے کا اس کے بعد سب ہی کو اللہ کی
طرف جانا اور پیش ہونا ہے۔ یہ تو اللہ کے حکم ہیت میں ہے کہ کس کو کہاں سے رزق ملے گا۔
کہاں جئے گا۔ اور قیام کریں اور کہاں مرے گا۔ کہاں دفن ہو گا۔ یہ سب کچھ پہلے سے لکھ دیا گیا
ہے لوحِ محفوظ کی کتاب میں اور اسکی تقدیر میں۔ زندگی ایک استھان ہے۔ دکھر دد، بیماریاں،
ٹھیکیت سب بد اعمالیاں مگناہوں کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ نیک مستقی فرمان بردار لوگوں کے لئے
دکھ بیماریاں ٹھیکیت رنج پر یثانیاں اللہ روک لیتا ہے۔ یہ اسکی مشیت اور حکمت ہے۔ آیت
۵۰ سے ۵۰ تک۔ قوم عاد اول کی حدایت رہنمائی کے لئے حضرت حود علیہ السلام کو بھیجا گیا
تھا جو ان ہی کے بھائی بند تھے اور ملک۔ مکن احضاف سے وطن چھوڑ کر شمالی ہر بستان وادی
القرمی میں آباد ہوئے قوم شود کھلاسے۔ ان کی حدایت رہنمائی کے لئے حضرت صلح علیہ
السلام کو بھیجا گیا تھا۔ ان سب قوموں کو پیغمبروں کی رہنمائی ملی۔ مگر سوانے قوم یونس کے
جنسیں مہلت دی گئی تھی۔ اس تین دن کی مہلت میں انہوں نے اپنی خود اصلاح کیل اور اللہ
سے توبہ و مغفرت معاافی مانگ لی۔ اللہ نے ان سے اپنا آئینو الاعداب جو پیغمبروں کی بد وحشی

سے آنسیوالا تساہ و روك لیا تھا۔ مگر خاد اور سووں نے تو اس مہلت لی بھی پروانہ نکل نہ لی اور لپی کی
ضدُّ حَثَ اور نافرمانی پر ڈٹے رہے۔ اللہ نے ان قوموں پر اپنا عذاب آسمانوں سے بھیج کر
ہلاک اور بر باد کر دیا۔ ان کے قصے عبرت کے سبق ہیں گئے۔ آیت ۷۵۔ اللہ کا قانون
استبدال یہ ہے کہ ہر قوم کے لئے عریون و زوال کحمد یا گیا ہے۔ موت اور حیات قوموں کے
لئے بھی لکھدی گئی ہے۔ جو آبادیاں اللہ کی فرمان بردار نیک صلح صلحی لوگوں پر مشتمل ہوتی
ہیں وہاں خدا کے عذاب روک لئے جاتے ہیں۔ خدا کا قانون استبدال (تبديلی) نیک اور بد
الگ الگ کر دتا ہے۔ نیکی کو قائم و دائم رکھتا ہے براہی بدی کو نیست و نابود کرتا ہے۔
دونوں لازم و ملزم ہیں۔ نیکی اور بدی دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ اسی میں انسان آزاد یا جاتا
ہے۔ اس کا اسخان لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کی صفات اور طبیعتیں مزاج، سوچ فطرت
مختلف بنائی ہیں۔ ہر انسان دوسرے سے مختلف خصوصیات اور عادات فطرت لے کر پیدا
ہوا ہے۔ اسلئے معاشرہ میں اختلاف فرق ضرور نظر آئے گا۔ مختلف المزاج لوگوں پر اگر معاشرہ
تریست پاتا ہے تو پھر لوگوں کے حرکات و اعمال روئیے اور سلوک بھی ایک دوسرے سے
مختلف ہوں گے۔ ایسے ہی مختلف مزاج۔ مختلف سُرگت فطرت انسانوں پر معاشرہ اور گھر۔
خاندان اور شر قبیلے و دیہات قائم میں اور رہیں گے۔

قرآن نے بتاتا ہے کہ ایسے مختلف مزاج فطرت طبیعت کے لوگوں میں اس وعایت
کیوں سے سلاستی سے کس طرح رہا جاسکتا ہے۔ اسکو غور سے سنو۔ تو جھیرے سے ذہن نشین کرلو۔
یہ بات اس کے بعد کی آنسیوالی سورت نمبر ۱۳ یوسف کے قصے میں بتائی جا رہی ہے جو
ایڈیل اور نمونہ مثالی ہے۔ اس کو ہر قوت سامنے رکھو۔ تم صحیح راستے پر چلو گے پریشان
نہیں ہوں گے۔

۱۲۔ سورہ یوسف۔

ایک ہی خاندان میں میاں اور بیوی گیارہ بچوں پر مشتمل گھرانہ ہے۔ باپ حضرت
یعقوب علیہم اللہ کے نبی تھے۔ اب بڑھا پا تھا کھنڈر اور ضعیف گھر میٹھے تھے۔ عمر، تمر، بد،
مشابدہ، نیکی بیوی بزرگی اللہ کی رحمتیہ برکتیں سب ان کو حاصل تھیں۔ ہر وقت اللہ کی یاد
اللہ کے ذکر اللہ کی مشیت، حکمت و رُشت پر راضی بِرضا و مطمئن میٹھے رہتے تھے۔ بچوں نے
بیوی نے انہیں خوب ستایا۔ دل کھول کر جھوٹ بولا۔ ذہنی تکلیف دی۔ بیوی بورڈھے شوہر
کا سہارا ہوتی ہے۔ اس نے بھی سہارا چھوڑ دیا۔ بچوں کی طرفدار ہو گئی۔ عورت کو ہمیشہ ایک

مضبوط سہارے کی تلاش رہتی ہے۔ وہ بورڈھے شوہر سے زیادہ جوان بچوں کی طرف دار رہتی ہے۔ لور بچوں کا ساتھ دیتی ہے۔ بچوں کو گھر میں مال کی حمایت سے کھلی چھوٹ ملتی ہے کہ وہ جو جاہیں کریں۔ حضرت یوسف مبلغہ کے سوتیلے بھائیوں نے چھوٹے بھائی یوسف کے ساتھ جو بورڈھے باپ کا چھپتا یہٹا تسا اس کو دھوکے سے گھر سے باہر لیجا کر بُردہ فروشوں کے ہاتھ معمولی رقم پر فروخت کر دیا تھا۔ جھوٹ موت باپ سے اس کے مرنے کی خبر دیدی کہ اس کو بسیرہ بانگل سے اٹھا کر لے گیا۔ جھوٹ موت کی گواہی سے خون لٹا کر قیص لاکر دھنادیا۔ بورڈھے باپ کے لئے سوانی صبر جمل کے کچھ نہ تھا۔ اسی میں عافیت تھی۔ گھر کا سکون یا کم رکھنا اور مرکزت باقی رکھنا ضروری تھا۔ صدر خاندان نے برداشت کیا۔ صبر کیا ہستو محل سے خدا پھر بھروسہ رکھا۔ دعا کرتے رہتے تھے۔

۲۔ حضرت یوسف کے امتحان شروع ہوتے ہیں۔ گھر سے باہر فروخت کے گئے۔ مصر کے بازاروں میں بکے۔ ان کی بُولی لگی۔ ایک صاحب حیثیت مصر کے وزیر نے ان کو منہانگے دام پر خرید لیا۔ اللولد تبا بیوی سے کہا اس کو اپنا لے پاک بیٹا بنالو۔ بڑا خوبصورت اور عصوم ہے۔ شاید ہمارے بڑھاپے میں ہمارے کام آئے۔

۳۔ وہ عورت بانجھ تھی۔ نوجوان لور خوبصورت اجنبی نوجوان لڑکے کو گھر کی تپائیوں میں، عیش و عشرت کے سامانوں میں دکھا اس کا نفس لامارہ لھایا تھا۔ حسن و عشن جب ایکدوسرے سے قریب ہو جاتے ہیں تو شیطان کو موقعہ ملتا ہے کہ کھل کر اپنا کھیل کھیلے لور کھیل شروع ہو گیا۔ مرد لور عورت دونوں نوجوان اور حسین خوبصورت تھے۔ اور تھائی ان کے لئے ناممکن تھی کہ اگر نہ بھڑکے۔ اگر اللہ کی رحمت اور فیضی مدد حضرت یوسف مبلغہ کے کروار اور لوصاف نبوت کے ماتحت ہوتی تو اور وہ معمولی انسان ہوتے تو ضرور ملاپ ہوتا۔ عیش و عشرت کے مزے، لذت و کیف و سرور دونوں حاصل کرتے۔ اللہ کا دُر خوف لور آخرت کے ماسیبے کا یقینی ہی مرد یا عورت کو گناہ کیرہ سے، زنا سے، فحاشی اور بدکاری سے بچا سکتا ہے۔ ورنہ دنیا کی کوئی روک اور قوت نوجوان لڑکے اور لڑکی کو ایکدوسرے سے قربت و لذت حاصل کرنے سے باز نہیں رکھ سکتی ہے۔ یہ انسانی فطرت اور نفس کے فطری لمحے ہوتے ہیں۔ انسان کی نسائی تہجیبات مطالبے اور خواہشات اس کے ساتھ ساتھ ہتھی ہے۔

۴۔ حضرت یوسف مبلغہ کو اللہ نے بجا لیا تھا۔ جو لوگ اللہ سے بالغیب ڈرتے ہیں اللہ

اُن کو ضرور بچائیتا ہے اور ان کی مدد غیرت سے کرتا رہتا ہے۔ نیکی و تقوی خدا کا خوف ہر نوجوان لڑکے لڑکی، مرد اور عورت میں ہوتا ضروری ہے۔ اللہ پر ایمان بالغیب ہونا کہ اللہ ان کو دیکھ رہا ہے۔ اللہ سب کچھ کئی رہا ہے۔ اس سے ڈرنا جائیسے۔ دوسرا خوف آخرت کا یقین ملکم۔ روز قیامت ہم کو اپنے ہر عمل کا حساب دینا ہے وہاں محاصرہ ہو گا اور سزا ملے گی۔

۵۔ حضرت یوسف ﷺ کے دنیاوی مصلیٰ بات فضیلات ان کے لئے ایک استھان تھے جو کہ آئندہ وہ پیغمبر بنائے جانیوا لے تھے اس لئے ان کا پورا پورا استھان لیا گیا تھا۔ اور ہر استھان میں وہ صابر وہ باہم است، اللہ کی رضا پر راضی، توکل اللہ کی ذات پر، اللہ کی یاد سے ذکر سے کبھی غافل نہ ہونے، صبر کرنے پر رہے۔ اللہ پر انہیں بھروسہ تھا۔

-۶ جب امتحان میں وہ پورے آترے تو اللہ نے انھیں مصر کے قید خانہ سے مصر کی
سند و زارت پر پہنچا دیا۔ اللہ اپنے صبر کرنے والے اور شکر ادا کرنے والے، اور اپنے یاد
کرنے والے بندوں کو اپنے انعامات سے نوازتا ہوتا ہے۔

حضرت یوسف بلاکام با اختیار ہیں۔ صاحب قوت ہیں۔ سزا دینے کے اختیارات
سر کی حکومت کی طرف سے ان کو حاصل ہیں۔ مگر جب وہ اپنے مجرم، مجرماً، بد خصلت سوئلے
بھائیوں کو سامنے رکھتے ہیں تو ان کو اپنا ماضی یاد آ جاتا ہے۔ وہ اپنے بھائیوں کو پہچان لیتے
ہیں اور ان کو معاف کر دیتے ہیں۔ اپنے ماں باپ کو یاد کرتے ہیں۔ ان کو بلا بھیتے ہیں۔ ان
کی لعظیم قدروں منزلمت ادب و احترام سے ان کا استقبال کرتے ہیں۔ ان کے قدموں میں
بیٹھ کر ان سے اپنی سعادت مندی اطاعت کا اظہار کرتے ہیں۔ ماں کا کردار بھی بھول جاتے
ہیں۔ لور ماں کی عزیت و تکمیر احترام میں کوئی کمی نہیں کرتے۔ بھائیوں کو معاف کر
دیتے ہیں۔

نمبر ۱۳۔ سورہ الرعد

الراک سے سورت شروع ہو رہی ہے۔ یہ کائنات ساری اللہ کے حکم سے اس کی مصلحت اور حکمت سے چل رہی ہے۔ ہر چیز اللہ کے حکم کی پابند اور اطاعت فرمان برداری میں لگی ہوئی ہے۔ اللہ کی شان و عظمت کی تربیتی کا ذکر کرتی اور نکلے پڑھتی بہتی ہے۔ کہ اللہ اُس کا خالق ہے مالک ہے انسان کو بھی جائیتے کہ اس کائنات ارض و سما کے ساتھ خود کو ہم خیال کر کے اُس کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائے۔ اُس کے ساتھ شریک ہو جائے۔ مثلاً سورج ہر روز علی اجمعی مشرق سے نکلتا ہے ساری کائنات اور مخلوقات صبح سورے نیند سے، آرام

کے جاگ کر کام کاچ میں لگ جاتی ہے۔ انسان کو بھی چاہیئے کہ صحیح سورہ مودعہ کی اذان سُن کر اٹھ جائے نہیں سے جاگ جائے اپنے کام کاچ اور رزق کی تلاش میں نکل جائے۔ دوپہر سورج رک جاتا ہے انسان بھی دوپہر تک کام ختم کر کے وقفہ کر لے۔ اللہ کا شکر ادا کرے ؎ پھر کی نماز پڑھ کر شکر پیدا کرے۔ سورج شام کو غروب ہو جاتا ہے پرندے حیوانات گھونسلوں کی طرف، ملکے نوں کی طرف واپس آ جاتے ہیں۔ انسان کو بھی چاہیئے کہ اپنا کام کاچ مصروفیت ختم کر کے سر شام اپنے گھر ٹھکانے پر آ جائے۔ یہ وہ نظامِ تخلیقی کا عمل ہے جو کائنات انسان کو ہر روز سکھاتی ہے۔ انسان کو اس کائنات کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر قدم بقدم چلانا ہے۔ اپنی مرضی سے اگر وہ اس نظام کو بگار ملتا ہے تو خود وہ پریشان ہو گا۔ صحت، سلامتی، عمر اسکی خراب ہو گی۔ سارا نظام کائنات اللہ کے اختیارات میں ہے وہ سب کچھ اور سے زمین والوں کو دیکھتا اور سنتا رہتا ہے۔ اگر اللہ کا نظام قدرت بگار گئے اور اس میں دخل اندرازی کرو گے۔ اللہ کے علایمیہ نافرمانی سر کشی اللہ سے بغاوت کرو گے تو جانتے ہو تمہارا کیا حال ہو گا؟ آیت ۱۳ میں فرماتا ہے بادل، جعلی، گرج، چمک آسمانوں سے زمین پر دنیا والوں کے لئے رحمت رزق کی بارش بر ساتے ہیں۔ کسان، دہقان آسمان پر جب بادل بجلی کی چمک دیکھتے ہیں تو پُر امید ہو جاتے ہیں۔ اور خوش ہو جاتے ہیں۔ ملہار گانے لگتے ہیں کہ بارش ہو گی اور رحمت باراں ان کے کھیت، باغات، زمینات کو رز خیز کرنے آبیار کر دیں گی۔ کھیتی ہری ہو گی رز خیزی زیادہ ہو گی۔ انماج اور فصل اچھی ہو گی۔ مویشی کا چارہ کثرت سے ہو گا۔ دولت حاصل ہو گی۔ اگر اس زمین پر نافرمان و بدکار گھنگھاڑ، سر کش با غم لوگوں کی آبادیاں علی الاعلان خدا کی نافرمانی کریں گی تو یعنی بادل بارش کا سیلاب لے آئیں گے۔ طغیانی میں کھیت فصل مویشی اور آبادیوں کو بھاکر بلکر کر دیں گے۔ یعنی بجلی کی چمک جو کھیتوں کے لئے کھاد اور رز خیزی لانیوالی نہیں وہ گرج چمک کر لوگوں پر، آبادیوں پر، کھیتوں درختوں پر ٹوٹ کر گرے گی اور سب کو جلا کر بجسم کر دیگی۔ اللہ کے پاس دونوں قسم کی قوتیں ہر وقت موجود ہوتی ہیں۔ بولو کیا جاہے ہو؟ اللہ کی رحمت یا اللہ کا عذاب سب آسمانوں سے آیا گا۔ اللہ کے حکم سے اُس کی مرضی سے آیا گا قضاۃ قدر کے فیصلے اور آسمانوں میں ہوتے ہیں۔ سب لوگوں کے وہ اعمال کا تیج ہوتے ہیں۔ اعمال لکھتے جاتے ہیں۔ گولی لگنے سے کبھی آدمی نہیں مر جاتا اللہ پرالیتا ہے۔ لکھری لگنے سے آدمی مر جاتا ہے یہ قضاۃ قدر کے فیصلے ہوتے ہیں۔ اللہ سے ہر وقت ڈر ہو جائے۔ اللہ کے فماں، رواں اور مطہیں نک شدے ہیں، کرومنا ہائے تقدیر کا ہے۔

جو اللہ نے پہلے سے اندازے پیمانے مقرر کر دئے ہیں وہ تقدیر ہے۔ ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تقدیر اٹھ ہوتی ہے جو بدلی نہیں جاسکتی دوسری سُبْرُم تقدیر ہے جو انسان پنی محنت سے، عقل سے نیکی اور رحمتِ شرافت سے، اللہ کی دُعَارَحت و برکت سے اسکو تبدیل کر سکتا ہے وہ بدلتی رہتی ہے۔ انسان کے اختیار ہیں ہے یہ اللہ کا نظام ہے مشیتِ اللہ یعنی تقدیر ہے سب اللہ کے پاس مقرر ہیں۔

سورت نمبر ۱۶ الحلقہ۔ پچھلی سورت میں فرشتوں کا آسمانوں سے زمین پر اللہ کے حکم

کی کاملی میں اُتر نے کا مضمون بیان ہوا ہے۔ اس سورت میں قرآن کا آسمانوں سے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعہ وحی بینی کر اتارے جانے کی غرض و غایمت بتائی جا رہی ہے۔ انسان کو اس کائنات میں اشرفتِ الخلوقات بنانا کہ اللہ کی نیابت اسکو دی گئی ہے۔ اُس کا درجہ دنیا کی ساری مخلوقات میں بہت اعلیٰ اور افضل ہے۔ انسان کو عقل و سمجھ و فہم ارادہ اور اختیار دے کر آزاد اور خود مختار بنایا گیا ہے۔ انسان کی بُدایت کے لئے آسمانوں سے قرآن مجید اللہ کا مترب اور ستمہ فرشتہ پہونچانے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ انسان اس کائنات میں عظیم ہے۔ دوسری مخلوقاتِ ارذل اور حنیف ہیں۔ ان کو عقل سمجھ و فہم ارادہ اختیار نہیں دیا گیا ہے۔ ان کو صرفِ وجود و جدال دیا گیا ہے یعنی ان کی فطرت پر ود پیدا کئے گئے ہیں۔ شیر کبھی گھاس نہیں کھاتا ہے اور بکری اور گائے کوشت نہیں کھاتے ہیں۔ حیوانات چونکہ وجود و جدال فطرت کے پابند ہیں اسلئے ان کو اس کائنات دنیا میں پیدا ہونا ہے۔ اور اپنا اپنا مقصد حیات پورا کرنا ہے۔ اور مر جانا ہے۔ ختم ہو جانا ہے۔ انسان افضل ہے۔ عقل سمجھ کے علاوہ علم سے حکمت سے نوازا گیا ہے۔ اشرفت ہے اس لئے اسکو اپنے کے ہونے اعمال کا جواب دینا ہے۔ اُس کا مقصد حیات اعلیٰ و ارفع ہے۔ خدا کا حکم مانتا ہے۔ قرآن کے حکم کے مطابق زندگی گذارنا ہے۔ ان کے لئے زندگی خود مختار ہے۔ اس کے یاں ارادہ عقل اور سمجھ کی قوت ہے۔ علم کتاب اسکو آسمانوں سے لاکر دی گئی ہے۔ کتاب بھتی ہے کہ انسان کی زندگی ہما مقصد ہے۔ موت مقرر ہے۔ موت کے بعد کی دوسری زندگی ہے۔ آخرت میں اس سے پوچھا جائیگا کہ اس نے دنیا میں کیا عمل کئے۔ اس خصوصیت کے پیش نظر انسان کو جسم کے ساتھ نفس اور روح تین چیزوں عطا ہوئیں ہیں۔ اور دوسری مخلوقات صرف جسم اور نفس جان ہے۔ جن کے لئے آخرت نہیں ہے صرف فنا ہے۔ جبکہ انسان کے لئے جسم کو فنا ہے مروڑہ لاش کو دوڑہ زمین کی ایامات ہے۔ روح غیر فانی سے اس کو دوبارہ لاکر مردہ لاش

میں داخل ہو کر روز آخرت میں اٹھایا جائیگا۔ اور اس سے پوچھا جائیگا۔

انسان چونکہ عظیم ہے۔ اس نے حیوانات، نباتات اور جمادات سب انسان کی خدمت کے لئے اور نفع پہونچانے کے لئے آرام کے لئے پیدا کئے گئے۔ اور انسان صرف خدا کی اطاعت اور بندگی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد حیات بندگی اور نیازمندی ہے۔ اللہ سے تعلق اور رشتہ قائم رکھنا اور اس رشتے کو اتنا مصبوط و مسکون کر لیں گے کہ اللہ کی تائید رحمت اُس کی زندگی کے ساتھ ساتھ رہے۔ اللہ خود کہتا ہے ”وَهُوَ مَعْلُومٌ أَيْنَ مَا نَشِمْ“ وہ تو تمہارے ساتھ ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں بھی تم ہوتے ہو۔ اس تعلق کو اس قدر زیادہ اور مسکون کر لو کہ زندگی کے بعد موت کے سکرات کے خالم میں بھی اللہ تمہارے ساتھ رہے۔ اللہ تعالیٰ سورہ ق میں اور سورہ واقعہ میں ارشاد فرماتا ہے کہ موت کے وقت ہم تمہاری رُگ جان سے بھی زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ اور تم کو دیکھتے اور سنتے رہتے ہیں۔ اور تم اسکو نہیں دیکھ سکتے۔ اور پھر سکرات کے بعد قبر کے اندر بھی اللہ کے فرشتے منکرو نکروں کی سے اسی رشتہ و تعلق کی بناء پر تم سے زیادہ سوالات نہیں کریں گے اور پھر آخرت میں تو تم اللہ کے سامنے حاضر ہی ہوں گے اور تم کو وہ پہچان لے گا۔ اس نے کہ تمہارا رشتہ اللہ سے دنیا میں بھی مصبوط بنیادوں پر قائم تھا اور اب بھی وہ تعلق و سفارش تمہارے کام آئیں۔ لہذا عبادت و بندگی کا تعلق زندگی پھر کا ہے۔ سانس کے آخری لمحے تک باقی رکھنا ہے۔ ”وَاعْبُدُ حَتّیٰ يَأْتِيكُ الْيَقِينُ“ (سورہ الحجر کی آخری آیت)۔ روح غیر فانی ہے انسان کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ وہ کلمۃ الحق ہے۔ اللہ کے حکم سے آتی ہے اور جلی جاتی ہے۔ فرشتے اس کام کے لئے مقرر ہیں۔ عزراً ایل طبلہ موت کے منصوص فرشتے ہیں وہ اللہ کے حکم سے جب وقت پورا ہو گا آسمانوں سے اتر کر تمہارے پاس آتیں گے اور اس تعلق کو پیش نظر کہیں گے جو دنیا میں اللہ کی ساتھ تمہارا تھا اور پھر اسی عزت و احترام سے آسمانی سے روح قبض کر کے لے جائیں گے۔ روح کیا جیز ہے اسکی حقیقت کیا ہے یہ اگلی سورت نمبر ۱۸ نی اسرائیل میں بیان ہو رہے ہیں۔

زکوٰۃ کے مشقین کی غیرہت۔

- ۱- ماں باپ اور بیکن بھائی۔ اگر غریب و محتاج۔ اور سکین ہوں۔
- ۲- دوسرے بیوہ۔ مکین اور محتاج و مکین عزیز رشتہ دار۔ ا江山ی اور پڑوں کی

۳۔ دینی کام انجام دینے والے یعنی زکوہ و صول کرنے والے، قرآن پڑھانے والے اور غرب مکین محتاج اور ضرورت مند ہوں۔

۴۔ قیدیوں کی صفات کے لئے۔ قرض داروں کے قرض چکانے کے لئے۔

۵۔ وہ مسافر راستے میں غریب ہو جائیں۔ لٹ جائیں۔ مال چوری ہو جانے یا راستے کی مشکلات میں پریشان ہوں تو ان کی مالی مدد کے لئے۔

۶۔ مسلمانوں کو قرض حسنہ دینے کے لئے اور مالی مدد کرنے کیلئے۔

۷۔ مجاهدین اسلام کے لئے اسلحہ خریدنے اور جہاد کی تیاری میں مالی مدد کرنا۔

۸۔ مولف القلوب یعنی ان لوگوں کی محبت و ہمدردی اور مالی مدد کر کے ان کے دل جیتنا۔ جو نو مسلم ہوں دین قبول کرنے کے بعد مالی مدد کرنا۔

قرآن کے ان باتیں ہوئے طریقوں کے علاوہ دیگر مددات میں زکوہ کا درستا صحیح نہیں ہے اور نہ وہ مستحقین زکوہ ہوتے ہیں۔

عورتوں کے لئے احکامات کی تفصیل آیت ۱۸۰ سے ۲۱۳ تک آتے ہیں۔

اسلام دین فطرت ہے ترد اور عورت کے درمیان محبت۔ پیار اور طلب کا رشتہ ہے۔ اسکو ہر قسم اور باقی رکھنا ہے۔ مرد اچھا ہو یا بُرا عورت کا بہترین سہارا ہوتا ہے۔ کسی مرد کو طلاق دنا نہیں جاہیز ہے یہ بدترین فعل اللہ کو ناپسند ہے۔ کسی عورت کو خلخ لینا نہیں جاہیز ہے۔ اسی عورت پر جنت کی خوشبو حرام کی گئی ہے۔ بچہ گھر کی رونق اور ماں کی مامتا کی کوک ہوتی ہے عورت اکیلی بعلی نہیں لگتی۔ ادھوری رہتی ہے تبے چین رہتی ہے۔ عورت بغیر شوہر اور بغیر پے کے رہ نہیں سکتی۔ حقیقی خوشی اور سرمت مرد اور عورت کے درمیان حسن و سلوک، توازن و احتدال۔ دن کے فرعی احکامات کی پابندی کے اندر ملتی ہے۔ عورت اللہ کی بہترین تخلیق ہے۔ عورت اور مردوں کو ایکدوسرے کے لباس سے کشیدہ دی گئی ہے۔ یعنی لباس لکم واسم لباس لمن۔ دونوں ایک دوسرے کے عیوب اور کمزوریوں کو رازوں اور بھیوں کو چھپانے والے ہیں۔ جطروح لباس کا کام جسم کا ستر ڈھانکنا اور چھپانا ہوتا ہے اسی طرح میاں بیوی ایکدوسرے کی پرده پوشی کریں گے۔ ایک دوسرے کے امین اور امانت دار ہیں۔ اور ایک دوسرے کے رفیق۔ ہم سفر۔ ہم راز زندگی ہیں۔ لباس پاک صاف دستہ را اور زینت و خوبصورتی، نفاست و ندرست والا ہونا جاہیز ہے۔ لباس جسم کی آرائش اور یہ بائش اور باعثِ فروغِ عزت و امتیاز ہوتا ہے۔ پہنچنے میں برستے میں آرام دینے میں ہوت

بغش مہذب شائستہ ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک اچھی بیوی اور اچھا مرد ایک دوسرے کے لئے زینت۔ آرائش حسن و جمال کا جوڑا۔ زندگی کے برتنے میں آسانی و سہولت اور آرام پہنچانیوالا ہے۔ جو ہر وقت ساتھ رہنے والا۔ ہر سختی اور گرمی سردی سے بچانیوالا ہوتا ہے۔

جطروح بیاس پھٹا پڑانا ہو جاتا ہے تو ہم اس کو پھینک نہیں دیتے اسکو اپنے جسم سے دُور نہیں کر دیتے بلکہ اسکو سی کر۔ پیونڈ لٹا کر۔ میکٹھاک کر کے دوبارہ استعمال میں لاتے ہیں۔ اسی طرح مرد اور عورت۔ بیمار۔ محض اپاچ ٹالج زودہ انہ سے لٹکڑے اگر ہو جائیں تو وہ ایک دوسرے کی خبر گیری۔ تیمارداری۔ سہارا اور ضرورت بن جاتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کا ساتھ بھی نہیں چھوڑ دیتے۔ علاج۔ درمان، کرتے اور دعا نے صحت کی ساری فکریں کرنے لگتے ہیں۔ ایسے وقت میں بڑھاپے کی لاچارگی میں لڑکے لور لڑکیاں بہترین سہارا ہوتے ہیں۔ ماں باپ کی خدمت میں لگ جاتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى مِنْ بَعْدِهِ لِيَلَامِنَ السِّجْدَ الْكَرَامَ إِلَى السِّجْدِ الْأَقْصَى

نمبرے ۱۔ سورہ بنی اسرائیل۔

سورت کی ابتداء سفر مراجع کے بیان سے ہو رہی ہے۔ قرآن کھلی ہوئی کتاب اور معجزہ ہے اس میں بہت سی آیات اور بیانات ہیں۔ آیاتُ الکتاب کے نام سے پھملی پندرہ سورا سورتوں میں جو کچھ بیان ہوا ہے۔ یہاں اس سے مختلف آیات اور نشانیاں بیان ہو رہی ہیں اور دکھائی جا رہی ہیں۔

اس سورت کا مقصد یہ بتایا گیا کہ "رَزَرَهُ مِنْ أَيْتَنَا" اللہ نے اپنی آسمان کی نشانیاں دکھانے کے لئے اپنے محبوب کو زمین بے اور آسمانوں پر ایک رات فرشت بھیج کر اپنا مہماں بنایا۔ اس کے بعد پھر کیا ہوا۔ وہ سورہ بہم قرآن کی ۳۵۳ ویں سورت سے ملا کر پڑھو تو معلوم ہو جائیگا۔

مس مہذب ثالثتہ ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک اچھی بیوی اور اچھا مرد ایک دوسرے لے لئے زینت۔ آرائشِ حسن و جمال کا جوڑا۔ زندگی کے برتنے میں آسانی و ہیولت اور آرام پہنچانیوالا ہے۔ جو ہر وقت ساتھ رہنے والا۔ ہر سختی اور گرمی سردی سے بچانیوالا ہوتا ہے۔

جطروحِ لباس پھٹا پر انداز ہو جاتا ہے تو ہم اس کو پھینک نہیں دیتے اسکو اپنے جسم سے دور نہیں کر دیتے بلکہ اسکو سی کر۔ پیونڈ لٹاگر۔ شیکٹھاک کر کے دوبارہ استعمال میں لاتے ہیں۔ اسی طرح مرد اور عورت۔ سیمار۔ محض اپاچ فلخ زدہ اندھے لنگڑے اگر ہو جائیں تو وہ ایک دوسرے کی خبر گیری۔ سیمارداری۔ سیمارا اور ضرورت بن جاتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کا ساتھ بھی نہیں چھوڑ دیتے۔ علیج۔ درمان، کرتے اور دعا نے صحت کی ساری فکریں کرنے لگتے ہیں۔ ایسے وقت میں بڑھاپے کی لاچارگی میں لڑکے لور لٹکیاں بہترین سیمارا ہوتے ہیں۔ ماں باپ کی خدمت میں لگ جاتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى مَعْدَةً لِيَلَمِنَ الْمَسْجَدَ الْحَرَامَ إِلَى السَّجْدَ الْأَقْصَى

نمبرے ۱۔ سورہ بنی اسرائیل۔

سورت کی ابتداء سفر معلج کے بیان سے ہو رہی ہے۔ قرآنِ کھلی ہوئی کتاب اور معجزہ ہے اسیں بہت سی آیات اور بینات ہیں۔ آیاتِ الکتاب کے نام سے پھیلی پندرہ سورہ سورتوں میں جو کچھ بیان ہوا ہے۔ یہاں اس سے مختلف آیات اور نشانیاں بیان ہو رہی ہیں اور دکھانی جا رہی ہیں۔

اس سورت کا مقصد یہ بتایا گیا کہ "لِتَرْمِلَهُ مِنْ أَيْتَنَا" اللہ نے اپنی آسمان کی نشانیاں دکھانے کے لئے اپنے محبوب کو زمین بے اوپر آسمانوں پر ایک رات فرشتے بیچ کر اپنا مہماں بنایا۔ اس کے بعد پھر کیا ہوا۔ وہ سورہ دوسری قرآن کی ۵۳ ویں سورت سے ملا کر پڑھو تو معلوم ہو جائیگا۔

اسلام کا تعلق ابراہیم ملکهم کی نسل سے اور بنی اسرائیل سے دینِ حنفیت ابراہیم سے
قاوم چلا آ رہا ہے۔ اس نے اس رات سفر کے لئے جو راست اختیار کیا گیا وہ کعبۃ اللہ سے بیت
القدس کی طرف پھر مسجدِ اقصیٰ سے واپسی دکھایا گیا ہے۔ ہزاروں برس کی تاریخ کو اس سے
بلدرا گیا ہے۔ یہ بات اور واقعہ عجیب اور غریب ہے ناممکنات میں سے ہے۔ لوگ یقین
نہیں کرتے کہ مہماں کو زمین سے اوپر آسمانوں پر کس طرح بلا یا گیا۔ توریت اور انجلیل کو
منسوخ کر کے قرآن کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نافذ اعلیٰ عمل بنانا تھا۔ تحویل قبلہ کا حکم سنا کرنے سوت
اور نیامت کو بنی اسرائیل سے بنی اسماعیل میں منتقل کرنا تھا۔ قرآن کے نزول کو قرآن
پہنچانیوالے رسول کو اللہ سے راست ہمکلامی کرتے ہوئے دکھانا تھا لیکن یہ ہودیوں کو معلوم
ہو چاہئے کہ توریت عطا کرتے وقت حضرت موسیٰ مجھنم جو کوہ طور پر بلا یا گیا اور راست مقاطب
کیا گیا تھا۔ اب دوبارہ وہی مظہر نزول قرآن کے لئے اللہ کے حبیب کو زیادہ افضل درجہ عطا
کر کے زمین سے آسمانوں میں بلایا گیا تھا۔ وہاں راست مقاطب کیا گیا۔ قرآن کی عظمت اور
فضیلت کو اللہ کے آخری رسول کی فضیلت اور مقام شرف باریابی کو دکھانا مقصود تھا۔ اب
قیامت تک یہ قرآن اسکی شریعت نافذ اعلیٰ عمل رہیگی۔ بنی اسرائیل کی تاریخ ختم ہو چکی ہے۔
یہ اللہ کا بہت بڑا کرم اور احسان ہے کہ امت مسلمہ پر قرآن جیسی نعمت محمد رسول اللہ جیسا
پیغمبر اس امت مسلکہ کو ملا۔ اور مسلمانوں کو دن رات قرآن پڑھنے پڑھانے اور عمل کرنے
کے لئے ملا۔ اس سورت میں غیر معمولی نشانیوں کا ذکر ہے اور ان کی تشریع اور تاویل بھی آئی
ہے۔ جو علم غریب ہے قرآن کے آنے سے پہلے کسی کو بھی معلوم نہ تھیں قرآن نے اسکو
پہلی بار بیان کیا ہے۔

یچھے نصف قرآن میں آدم کی سرگذشت حضرت ابراہیم ملکهم کا ایمان و یقین۔ دین
کی بنیادی تعلیمات اسلام کے عقائد۔ ایمان کا رو بار دنیاوی احکامات، آخرت اور موت کا بیان
ہے۔

اس سورت میں کلمۃ اللہ کی حقیقت کیا ہے روح کیا ہے؟ روح کی حقیقت کیا ہے؟
حیاتِ طبیعت کو دوام کس طرح حاصل ہوتا ہے۔ شجر مسونہ اور شجر مکبیت کے ذکر کے بعد شجر
حیات کی حقیقت کیا ہے تسب کچھ بیان ہو رہا ہے۔ اس سورت سے دو سر امام صدر قرآن کا
شرح ہوتا ہے۔

قرآن نکتہ کی بات بیان کرتا ہے۔ "مَنْ عَمَلَ صَالِحًا لَّتُغْنِيَ رُحْمَةَ اللَّهِ عَنْهُ مِنْ أَسَاءَ وَفَعَلَيْهَا" ۵ جو

شخص بھی جو عمل کریجے اس کا ذمہ دار بھی وہی ہوگا۔ اس کا فائدہ اور نقصان بھی وہی اٹھائے گا۔ انسان اپنا مقصد حیات اور نظام زندگی کو خود بنانے اور خود اس پر عمل کرے۔ قرآن کی پچھلی ساری تعلیمات کو پھر ایک پارتازہ کیا جا رہا ہے کہ ساری تعلیمات ایک ہی دین صرف ابراہیم کا سید ہمار است بنتی ہیں۔ اللہ کا ڈر اور خوف دل میں رہنا ضروری ہے اس وقت تک قرآن کے پڑھنے سکھنے سکھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

دوسری نکتہ کی بات قرآن بتاتا ہے کہ ہر انسان کو ہر وقت ہر حالت میں اللہ سے اچھی دعا مانگنا چاہیے۔ دعا کی قبولیت کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ ہر وقت اللہ کے ذریعے انسان کے نزد سے لکھی ہوئی بات لکھ لیتے ہیں اور اپر آسمانوں میں پہنچاتے رہتے ہیں۔ قرآن منح کرتا ہے کہ وقت سے پہلے اپنی موت کی دعا کبھی نہ مانگیں۔

لوگو! موت سے مت ڈرو۔ موت آنے سے پہلے اپنا حساب و کتاب کو ٹھیک اور درست کرلو۔ موت کے وقت کا سکرات کا عالم۔ بے بی، بیہوشی، غنوادگی اُسکی تفضیل سورہ واقعہ! سورہ ق میں آگے آتیگی۔ قرآن پہلے سے تنبیہ کرتا اور خبردار کرتا رہتا ہے کہ موت آنے نے پہلے اللہ کی طرف رجوع ہوجاؤ۔ توبہ معافی مغفرت اور بخشش کی اللہ سے صبح دشام دعائیں کرتے رہو۔ اللہ کو راضی رکھو۔ اللہ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرو۔ اللہ تمہارے چھوٹے چھوٹے گناہ معاف کرتا رہتا ہے۔ بنیادی نکتہ قرآن کی تعلیم کا "وَاطِّعُوا رَسُولَ" 0" بتایا گیا ہے۔

قرآن نے اپنے حرفت ابتداء میں کہیدا کہ یہ قرآن حدی اللہ تھیں ہے صرف ایمان لانیوالوں کو۔ اللہ کا ڈر خوف دل میں رکھنے والوں۔ نرم دل لوگوں کے نئے فائدہ مند ہے۔ دوسرے منافق، فاسق جن دلوں کے اندر اللہ کا ڈر خوف نہیں روز آخرت پر یقین ہی نہیں وہ اگر قرآن پڑھیں اور سنیں بھی تو ان کے دل کھیں اور، قرآن کی تلاوت کھیں اور ہوتی ہے۔ قرآن نہ پڑھتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں اور ثواب ایصال ثواب کے لیچ اور امید میں کوڑے کے کوڑے لا علم اور بے فیض رہتے ہیں۔ اللہ ان لوگوں کے دلوں کے اور قرآن کی تلاوت کے درمیان پردے ڈال دیتا ہے۔ "وَإِذَا قرأتُ الْقُرْآنَ جعلَنَا يَتَنَكَّ وَبَيْنَ النَّذِينَ لَا يَوْسُونَ بِالْآخِرَةِ رَجَابًا مُسْتَوْرًا" (۳۶-۳۵) قرآن کی آیات کی تلاوت کرتے ہوئے اگر تم اپنے ظالموں کی نظروں کے سامنے سے گذر جاؤ تو وہ تم کو دیکھنے سکیں گے اور نہ روک سکیں گے ان کے اور تمہارے درمیان ایک حجاب۔ پردہ دیوار کھڑی ہو جائیگی یہ ہے تاثیر اور اثر قرآن کی تلاوت

آیات کا۔ اس کے پڑھنے سے تو شیطان بھی دور بسگتا ہے۔ یہ ظالم مجرم کس شمار میں ہوتے ہیں۔ جب ہی تو کافر مشرک اپنے لوگوں کو قرآن سننے سے منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ جادو کا اثر رکھتا ہے محمد ﷺ نے ہم بہت بڑے جادوگر ہیں۔ ان کے قریب نہ جانا اور نہ قرآن سننا۔ ورنہ تم انکی طرف کے ہو جاؤ گے۔

اُن لوگوں کو اپنی موت کا دُر خوف نہیں ہے۔ موت کے نام سے دور بھاگتے، میں اور لاکھوں روپیہ خرچ کر کے موت سے بچنے کی تدبیریں کرتے رہتے ہیں۔ میساکی تلاش میں دور بیک سفر کرتے ہیں کہ کون ان کی جان بجا لے۔ یہ تو زندگی کا ایک تجربہ ہوتا ہے سونا اپنی موت سے نہ ڈرتا اور نہ گھبرا تا ہے۔ موت کے بعد دوبارہ زندگی کا اُس کو یقین ابدی ہوتا ہے۔ یہ اس کا ایمان اور یقین ہوتا ہے۔ جو اُس کے اندر اور اللہ کے ساتھ باندھا ہوا ہے۔

آیت ۳۲ سے یہ زندگی صنائع کرنے کی بیہقی، اسراف میں، من پسند گذارنے کی نہیں ہے۔ اعتماد اور توازن سے گذارنے کی ہے۔ پابندی اوقات کیا تھے جس طرح سورج ہر روز وقت پر طلوع ہوتا ہے عروب ہوتا رہتا ہے اسی طرح تم ہر روز علی الصبح بیدار ہو جاؤ اور جب غروب کا وقت ہوئے گھر واپس آجائو۔ رات گھر میں نیند و آرام کے لئے بنائی گئی ہے۔ اس کا اسراف بے جا تھیاری اپنی صست و تند رسی تم خراب کرو گے بیمار ہو جاؤ گے۔ تھیاری بیماریاں امراض۔ دکھ درد۔ مھا سب و آلام سب تھیار سے اندر کے اپنے پیدا کئے رہوئے ہیں اس کے ذمے دار تم خود ہو۔ اور تھیار اطریقہ زندگی کھانا پینا سوتا اور جا گناہ ہوتا ہے۔ شریعت ایک نظائر مہدی اور مکمل دستور حیات پیش کرتا ہے کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے اور تم کو بتاتا ہے تم پر حلال و حرام کی پابندیاں لگاتا ہے۔ زنا فحاشی و بد کاری کے کاموں سے روکتا ہے۔ قتل انسان کبیرہ گناہ ہے۔ اللہ کی لعنت آئی ہے قاتل پر۔ اللہ مقتول کے وارثوں کا ساتھ دیتا ہے۔ ان کی حمایت میں قاتل سے قصاص لور دیت کا محاوضہ دلاتا ہے۔ قاتل کو کبھی معاف نہیں کر دیا۔ کسی کی عیب جوئی۔ بہتان طرازی۔ اپنا جرم اور گناہ دوسرے ناحق پر دلانا گناہ ہے۔ تم سے پوچھا جائیگا یہ ٹلم ہے۔ جھوٹ اور جھوٹی گواہی سے پہنچا یہ ٹلم ہے گناہ ہے۔ جب تم قرآن کو پڑھو گئے ہی نہیں تو تم کو کیسے معلوم ہو گا کہ گناہ کے کام کونے بیں اور نیکی کے کام کونے بیں۔ قرآن سے دور رہنا قرآن نہ پڑھتا اس کے بارے میں ہر ایک سے ضرور پوچھا جائیگا۔ ہر آدمی اندھیرے اور گمراہی میں اپنی آخرت کی زندگی خراب کر رہا ہے۔

آیت ۳۳ سے۔ اللہ کے ساتھ کسی کو اس کا ساتھی۔ مددگار اور سفارش کرنے والا بناؤ۔ اللہ واحد ہے۔ اکیلا شرک سے پاک ہے۔ بندہ کی دعاء راست ملتا ہے۔ اللہ اور بندے کے درمیان کسی کی سفارش، کسی کی کرامت اور بُرگی و سُلَیْد دعا۔ قبولِ مت کا سہارا نہیں بن سکتی۔ ساری نیاز۔ نست مراد صرف اللہ کے نام کی اللہ سے طلب کرنی ہوگی۔ تم غلط گمان و سوچ اور بد عادات میں مت جاؤ۔ یہ دنیا داری کے طریقے اور متاع دنیا تم کو آخرت سے بے خبر کر دے گی دعا کی قبولیت کے لئے درود صلوات وسلام کا وسیلہ اور واسطہ ہی کافی ہے۔

دعا کا طریقہ اور سلیقه اللہ کے رسول نے ہم کو سمجھایا ہے۔ قرآن میں جگہ جگہ اللہ کی پسندیدہ دعائیں آئی ہیں جو دعا کرنیوالے کے دل کی پکار ہوتی ہے۔ فرماد ہوتی ہے۔ درخواست ہوتی ہے۔ جقدر دل کی گھیرائیوں سے درد کے ساتھ دعا ہوگی وہ جلد قبول ہوگی۔ نماز کی ابتداء سورہ الفاتحہ سے دعا ہی تو ہے جب نماز میں پاٹھ باندھے سر جھکائے عاجزی سے خشوع و خضوع سے بندہ رب کے آگے کھڑا ہو جاتا ہے تو اپنے سینے کے اندر سے دل نکال کر سامنے رکھ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "فَادْعُونِي أَسْجِبْ لِكُمْ ۝"۔ مجھ سے دعا کو میں تمہاری دعا سنتا اور قبول کرتا ہوں۔ مانگنے کا ڈھنگ اور سلیقه جاپنے عاجزی ہے ملت سے خوشامد سے مانگو ضرور ملیں گا۔ پانچ وقتوں میں کوئی نہ کوئی وقت قبولیت دعا کا ضرور رکھا ہوا ہے۔ وامن پھیلا پھیلا کر پاٹھ لوچے بلند کر کے مانگا کرو اللہ اس آدا کو بھی دیکھ رہا ہوتا ہے۔ مانگنے والوں کو دنیا بھی نہیں دیتا ہے یہ جہاں چیزیں کیا لوح و قلم اے بندے مومن بستیرے نئے ہیں۔ لیکن ایک بات ذہنِ نشین رکھنا کہ مظلوم کی آہ و فعال سے، بد دعا سے بچتے رہنا یہ راست آسمانوں میں عرشِ نہک جلی جاتی ہے اور اللہ کے فرشتے اس پر آمین آمین کی صدائیں کرتے ہیں تبہت جلد قبول ہو جاتی ہے۔ خبردار کسی پر ظلم و زیادتی نہ کرنا اور نہ کسی کا دل و سکھانا اس کی بد دعا گیا۔ یہ ترس از آہ مظلومان کے اندوہ فغان کردن۔

قرآن پڑھنے سے پہلے پاک صاف ہو کر اللہ کی پناہ مانگو۔ "شیطان الرّجیم" سے اور اللہ کی پناہ میں آجائے بغیر اس کے کوئی کام تکمیل نہیں ہو پائیگا۔ شیطان کا عمل دخل انسان کے ذہن میں نفس اور دل کے اندر تک وسوے وہم و قیاس اور گھماں پھیلاتا رہتا ہے۔ شیطان سے آج تک کوئی بھی بچ نہیں سکا۔ ایسے قرآن یہ نہ کیسا سمجھاتا ہے اسکو یاد رکھو۔

آیت ۵۲ سے آگے جو بات اب تک انسان کے سمجھ میں نہیں آسکی وہ ہے موت کا در اور خوف اور مرنے کے بعد قبر سے انسان کس طرح اٹھایا جائیگا۔ حیات بعد الموت کا

فلسفہ قرآن بیان کرتا ہے۔ قرآن کی اگلی سورتوں میں سورہ والناز عات میں بھی یہی مضمون ہے وہاں تفصیل سے وضاحت ہو رہی ہے۔ بلکہ اسکو پوری سورت الحکیم میں غار والوں کو مرنسے کے بعد زندہ کر کے اٹا کر دکھایا گیا ہے۔ جو اللہ انسان کو حکم سے وجود میں لایا اس کے لئے سماں مسئلہ ہے کہ مردہ لاش کے ریزہ ریزہ سے قبر کی مٹی سے پھر اُسی انسان کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے۔ اگر روح کی حقیقت کو جان لو تو یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آجائیگی کہ کلمۃ اللہ کیا ہے جو مٹی کے پتلے کے اندر اللہ نے پھول کا تھا۔ "وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُوْحِيْ" ۵۔ قرآن کہتا ہے روح کیا ہے۔ "كُلُّ الرِّوْحٍ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ" ۵ یہ سیرے اللہ کا حکم ہے۔ کن۔ فیکوں۔ بس وہ زندہ ہو جاتی ہے۔ اس سے زیادہ انسان کی قتل میں بات سمجھ میں نہ آسی۔ البتہ مثالوں سے اسکو واضح کیا گیا ہے۔ سورہ الحکیم میں یعنی تین سوالوں کا جواب دیا گیا ہے۔ روح کی حقیقت کیا ہے۔ حضرت خضریجہم کی موسیٰ ملکہم سے ملاقات میں ایک مردہ مجھلی کا آب حیات کے پیسے پر خود خود زندہ ہو کر دریا میں کو وجانا کیا ہے؟۔ سکندر ذوالقدر نہ کس چیز کی تلاش میں مشرق سے مغرب اور مغرب سے شمال کی طرف کیوں گیا؟ اور وہاں کیا دیکھا؟ ان حقیقتوں کے پردے اگلی سورت میں اٹھائے گئے ہیں۔

معراج کی شب اللہ کے رسول کو جو کچھ مشاہدات کروائے گئے وہاں شجر مثوعہ کو دکھایا گیا تھا یہ سب اللہ کی غیرت کی نشانیاں ہیں جو اللہ کے رسول کو دکھانا مقصود تھا تاکہ اُن کی امت رسول اللہ کی ہر بات پر آستا اور صدقتا کے۔ پھر شجر ملعونہ دکھایا گیا جسے شجر الزقوم کے نام سے دونخ میں پیدا کیا گیا ہے جو گنہواروں کی غذا ہو گا۔ دونخ میں اُن بد نعمتوں کو کھلایا جائے گا۔ جو قوم عاد کے ظالم لوگ جنہوں نے شرارۃت سے عَدَ احضرت صلح ملکہم کی اُنہی کو مار دالا تھا۔ اور فرعون کو دکھایا گیا جو رہتی دنیا کی عبرت کی نشانی بنایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ملکہم کو کوہ طور پر بلکہ لعنة آیات دی تھیں جو توریت کی تعلیمات تھیں جبکہ اللہ کے رسول کو کوہ مکہ کے قاری حرامیں قرآن نازل کیا گیا تھا۔ معراج کی شب اُن کو بارہ آیات عطا ہوئی تین احکامات اور زیادہ دیئے گئے جو حضرت موسیٰ ملکہم کو توریت میں نہیں دیئے گئے تھے۔ نماز کا حکم ابراہیم ملکہم کے وقت سے برا بر چلا آرہا ہے۔

سورت نبی نویں رکوع میں احکامات نماز کو دن کے پانچ وقتوں میں پابندی سے ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ بارگاہ رب الغزت میں عرش سے قریب اللہ کو اپنے محبوب کا بالا دب چاہزادہ پاندھے کھڑا ہونا اور بُعْض مثانی کی آیات پڑھنا استحدار پسند آیا کہ اللہ نے اسکو

قیامت تک اپنی یادگار کے طور پر نماز میں قائم کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اُستِ مُسلِّم کا امام بنایا اور کہا ہے۔ ”وَكُلْ شَيْءٍ أَحْسِنَاهُ فِي آمِّ حَسْنَيْنِ“ ۝ یہ سورہ یسین میں بھی آیا ہے اور جگہ بھی آیا ہے۔ اس آیت میں امام ”قرآن مجید“ کو کہا گیا ہے۔ اس قرآن مجید میں اللہ نے سرگذشت آدم سے لے کر روز قیامت تک آنسیوالے تمام علوم و تمام مَرَبَّتَة راز رکھ دیئے ہیں اور ہر آنسیوالا واقع اور ہر شی ساتھ کی زیجاد و ترقی جو قیامت تک دریافت ہوتی رہیگی اُس کا مبدأ و مرجح، اسکی خبر سے آگاہی کرنیوالا یہ قرآن ہوگا۔ جوں جوں اس کائنات سے پردازے ہٹائے جائیں گے اور معلومات سانے آتی جائیں گی وہ قرآن نے پندرہ سو سال پہلے الرسلات میں ہواں کے لائلکی پیغامات کے انتشار و توسعہ کے کاموں کو بیان کر دیا تھا۔ آن شان کا نظریہ اضافت جو آج کے دور کا ہے قرآن نے سورہ الحلق اور سورہ العمارج میں قسم کا کر نظریہ اضافت وقت اور فاصلہ کو بیان کر دیا تھا۔ جنینیاتی میکنالوچی آج کی ترقی ہے قرآن کی سورہ ق کی ابتدائی آیات میں ہیں کی خلافت کو زمین میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔ جہاں سے وہ دوبارہ زندہ کی جائے گی۔ قرآن پڑھوادیں میں غور کرو تو ہر بات سمجھ میں آتے گی۔ جب قرآن پڑھو گئے نہیں تو کیا سمجھ میں آئیگا اور کیا سبیری ہوگی۔

اللہ کا صبب جب عرش سے واپس نپے آیا تو پہلے فرشتوں سے ملاقات ہوئی تھی۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے سب سے تعارف کرایا تھا۔ اللہ کے رسول نے فرشتوں اور وگرانیوں میں کو سلام کیا اُنکیات علیہ السلام و صلوٰات و طیبات پڑھی۔ فرشتوں نے جواب میں کلمہ تَعَظِّیْہ پڑھا۔ اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام نے آسانوں میں آدم علیہ السلام کو سلام کیا۔ اے محمد علیہ السلام ہمارا سلام بھی تم پر ہو اور تمہاری اُست کے نیک صلی وستی بندوں کو بھی ہمارا سلام پہونچا دشا۔

یکے بعد ویگرے آسانوں سے طبق در طبق اترتے ہوئے اللہ کا محبوب، جبریل علیہ السلام کی سعیت میں آسمان سے برآت پر سوار ہو کر بیت المقدس میں قبة الصتراء کے مخام پر زمین پر پہونچا گیا۔ اس وقت رات کا آخری پہر ختم ہو رہا تھا۔ صبح صادق کی سعیدی، اپنی لکیر صبح رہی تھی۔ اس وقت اللہ کے رسول نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا! مجھے جو حکم نماز کا ہے پانچ اوقات صبح و شام کا اُس کا طریقہ سیکھا دو۔ اللہ کے رسول نے طریقہ سکھایا اور پڑھایا۔ اور نماز کے پہلے بُکن قیام کے نئے سبع مثافی کی سات آیات تکلوٰت کیں۔ اور کلمہ تَعَظِّیْہ کو درود و سلام میں نماز میں ہمیشہ کے نئے محفوظ کر کے یادگار عبادت بنادیا گیا۔ یہ مومن کی نماز اللہ کو

بہت پسند ہے تھا اللہ کا ہے۔ امت مسلم کے لئے آسمانوں سے شبِ معراج عطا ہوا اسکو فرشتے بھی پڑھتے ہیں۔ اس کا ذکر قرآن کی ۳۴ ویں سورت الحفت کی ابتداء میں بھی ہو رہا ہے۔ یہ نماز مومن کی معراج ہے۔ زمین پر بندوں کو اللہ تک پہنچانے کا واسطہ و سیلہ اور ذریعہ ہے۔ کم عقیدہ رکھنے والے نماز رکوع۔ بندوں کو چھوڑ کر غیر اللہ کے آگے جگت جاتے ہیں وہاں سُجَّدَہ کرتے ہیں اسکو شیلہ۔ واسطہ بنا کر مت مرادیں مانگ آتے ہیں۔ جبکہ نماز اللہ سے راستِ تعلق پیدا کرنے والی راستِ مت مراد۔ نَذْنِيَّا ز اور دُعا قبول کرنے کا بہترین ذریعہ اللہ اور اللہ کے رسول نے سکار کھا ہے۔

ایک مسلمان مرد کی پہچان نماز سے اور ایک مسلمان عورت کی پہچان پرده سے ہوتی ہے۔ یہ دو امتیازی نشانات ہیں۔ جو اللہ نے مقرر کر دیئے ہیں اور جو ہم بھول جاتے ہیں۔ ان نمازوں کے علاوہ ایک اور نمازاً بھی ہے جو خاصِ اخاص اور مخصوص لوگوں کے لئے اللہ نے افضل عبادات کے حکم میں رکھی ہے وہ ہے تَبَّاجِدَ کی نماز۔ جب سارا عالم غفلت کی میٹھی نیند میں زرم گرم بسترِ روں پر سویا ہوتا ہے۔ اس وقت اللہ کا جو یا اللہ کی معرفت رکھنے والا بندہ۔ اللہ کو راضی اور خوش کرنے کے لئے، میٹھی نیند کے خوابِ گرام سے اٹھ بیٹھتا ہے۔ اور سرویوں کی ٹھنڈی راتوں میں گرمِ نحاف اور بسترِ چھوڑ کر اپنے آقا کے آگے پاک صاف و ستر اہو کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ گرد گرد ہاتا ہے، رو رو کر اتبا کرتا اور لہنی مغفرت اور بخشش کی دعائیں مانگتا رہتا ہے۔ اللہ کے فرشتے بھی اس ستر کو دیکھتے اور اس بندہ کی دعائیں لمحہ بے لمحہ بارگاہ خداوندی میں پہنچاتے رہتے ہیں۔ اس بندے کی سفارش کرتے ہیں۔ اللہ اسکی مغفرت بخشش کو خوب جانتا ہے، خلوص کی بندگی میں جو قبولیت ہے وہ دن کے پانچ وقتوں کی نمازوں میں سکھاں ہوگی؟ فرشتوں کی سفارش اللہ کبھی نہیں مانلتا اور نہ بندے کی دعا قبول کرنے میں درد لٹاتا ہے۔

کتنے ہیں وہ بندے جو اللہ کا ٹھوڑا خوف دل میں رکھتے ہیں اور اللہ کو راضی اور خوش کرنے کے لئے تَبَّاجِدَ کی عبادت کے پابند رہنگی بھر رہتے ہیں۔ یہ توفیق و بدایت اللہ کی طرف سے ملتی ہے۔ اللہ فرماتا ہے "فَإِذْ كُرُونَى أَذْكُرْ حُكْمَ" تم مجھے یاد کرو میں تھیں قبول کرتا ہوں۔

قرآن نے اپنی سورتوں میں بندے کو اللہ سے ملانے اور تعلق جوڑنے کے کیسے کیے طریقے سکھاتا ہے۔ علم و حکمت کی باتیں بتاتا رہتا ہے۔ ایک کھلی کتاب سامنے رکھدی ہے۔ کبکے کتاب میں وہ لوگ جو اللہ کو بھول کر بھی یاد نہیں کرتے۔ زندگی میں نماز کی بابندی نہیں

کرتے نہ قرآن کو پڑھتے ہیں نہ قرآن سمجھتے ہیں۔ اللہ تو الرحمان ہے سب کی ضرورتیں حاجات دیکھ کر ان کے مطابق سب کی ضرورتیں پورا کرتا رہتا ہے۔ العلامات سے نوازتا رہتا ہے۔ اللہ ازال حیم ہے سب کے گناہوں کی بے حساب مغفرت و بخشش کرتا رہتا ہے اور ان کی توبہ کو قبول کرنے ہر وقت منظر رہتا ہے۔ اللہ کو الرحمان اور الرحیم سے یاد کرو۔ جس نام سے بھی کو سب نام اپھے ہیں، اللہ یاد تازہ رکھنے کے لئے نماز سے کمیع ذکر سے بہتر کوئی اور ذریعہ اور وسیلہ مومن کے پاس نہیں ہے۔

قرآن کی ہر آیت حکم کا درجہ رکھتی ہے۔ اسیں پس و پیش سُوچ و بیمارستی اور کاہلی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ فوراً جگٹ جاؤ عمل شروع کردو۔ اللہ نے نماز پابندی سے پڑھنے والوں کو اور اپنے مقرب بندوں کے لئے مقامِ محمود کا وعدہ کیا ہے۔ اللہ کا کوئی وعدہ غلط اور جھوٹا نہیں ہوتا۔

اللہ کے رسول کو اس رات کہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا گیا اور ہجرت کی دعا بھی سکھلدا (آیت ۸۰۔ بنی اسرائیل)

یہ واقعہ اسری ہجرت مدینہ سے کچھ ماہ پہلے کا ہے۔ ہجرت کا سال ۶۲۳ھ یوسی ہے۔ ہجرت مدینہ کے بعد اصل دن کی عملی تعلیمات کا عملی دور شروع کرایا گیا اور یہ حقیقت کھولوں دی گئی کہ مسلمان بیشیت ایک فرد کی تربیت۔ قلب و ذہن کے انقلاب سے ایک مسلم معاشرہ ایک مسلم سوسائٹی تکمیل پاتی ہے اور مسلم قوم اور ایک مسلم حکومت کے قیام کی نوید سناتی ہے۔ یہ قرآن اور اسکی تعلیمات اور تربیت سے ہی ممکن ہے۔ ہجرت کے بعد صرف دس سال میں اللہ کے رسول نے ایک اسلامی حکومت کی بنیاد رکھدی اور حکومتِ ایمان کا قیام دنیا کی نظروں کے سامنے رکھ دیا۔ یہ زمین کا اقتدار اور حکومت و رہب شہب کچھ نیک سنتی عبادی الصالحوں کے حصے میں آئی ہے۔ اگر تم کو حکومت و اقتدار لے تو اللہ کا نظامِ اکبریہ اور حکومتِ شرعی احکام، قرآن اور حدیث کا نفاذ عمل میں للو۔ حکومتِ اللہ کی ہے تم اس کے نائب خیر اور نمائندہ بنائے گے ہو۔ حکم اور قانون اللہ کا ہو گا اور تم اس کے نافذ کر سیوالے ہوں گے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَىٰ عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوْجَانَ

نمبر ۱۸ سورہ الکھف -

اس سورت کا سلسلہ بیان پچھلی سورت سے قائم ہے۔ اللہ کی نشانیوں کو اللہ مختلف طریقے سے مختلف اندز سے واقعات سے لوگوں کو دیکھاتا رہتا ہے تاکہ قرآن پڑھنے والا۔ قرآن پر ایمان لانسیوالا جان لے حق کے ساتھ کہ اللہ کی طرف سے یہ زندگی عطا ہوئی ہے۔ اللہ کے حکم کے مطابق گذاری ہے۔ اس زندگی کے بعد موت یقینی ہے لور موت ہر ایک کو آئی ہے۔ موت سے زندگی ختم نہیں ہو جاتی بلکہ ایک وقفہ ہوتا ہے درمیان میں اس وقفہ میں یہ زندگی قبر کے چھوٹے سے دروازے سے عالم بردنخ میں سفر کرتی ہوئی عالم آخرت میں پہنچ جاتی ہے۔ پچھلی سورہ بنی اسرائیل کو یہ سورہ کھف دنوں سورتیں ایک فلسفی حیات بعد الممات یعنی موت کے بعد زندگی دوبارہ کی طرح ہوتی ہے اس شہر اور شک کو اصحاب کھف کے قصے میں بیان کیا جا رہا ہے۔ جو موت کے بعد تین سو نو سال بعد زندہ اٹھائے گئے تھے۔ اللہ کی حمد شنا سے اس سورت کی ابتداء ہوتی ہے۔ عورت اور مرد دو نوں ایک دوسرے کے لئے لذتی ہے خریک زندگی ہیں۔ اور دو نوں ایک دوسرے کی آذناش اور اسٹھان بنائے گئے ہیں۔ عورت کو حسن و جمال عشقہ انداز۔ ول لبسا نیوالی نعمت بناتا کہ مرد کے آگے رکھا گیا ہے۔ اس میں مرد کا اسٹھان ہوتا ہے۔ مرد حسن و جمال عشقہ و انداز کافر یفتہ اور دیوانہ ہوتا ہے اور اس کے چکے دور نہایتے۔ عورت دولت عیش اور عشرت پر فریقتہ اور اسکی دیوانی ہوتی ہے۔ دو نوں کا نام زندگی اور اسکی شکش حیات میں دو نوں کی آذناش ہوتی رہتی ہے۔ اس دنیا میں بیشمار واقعات ہمارے سامنے دن رات ہوتے رہتے ہیں یہ اللہ کی نشانیاں ہیں۔ بعض واقعات اور کرشمے عجیب و غریب ہوتے ہیں کہ مغل دنگ رہ جاتی ہے اور کوئی دلیل ثبوت، وجہ سبب سمجھ میں نہیں آتا یہ سب اللہ کی مرضی اور مشیت کے کام ہوتے ہیں۔ ایسا ہی عجیب و غریب واقعہ تاریخ القرآن میں اصحاب کھف کا نیا نہ قدیم میں چلا آرہا ہے۔ توریت میں اسکی عجیب و غریب تاویلات آئی ہیں۔ حقیقت کا حال کسی کو نہیں معلوم تھا۔ یہودیوں نے سردار ان قریش کے توسط سے اللہ کے رسول سے تین سوالات پوچھے تھے۔ ان میں پہلا سوال توروح کے متعلق تھا کہ اسکی حقیقت کیا ہے؟ دوسرا سوال اصحاب کھف کون لوگ تھے ان کی حقیقت کیا ہے؟ اور پھر خضر

علیہ السلام کی حقیقت اور سینکرڈو ترنین کی اصلیت اور ذوق سفر کو معلوم کرنا تھا۔ قرآن نے اس سورت میں ان تینوں سوالات کے جنپی بخش جواب دے کر اپنی نشانیوں کو حق اور صحیح ثابت کر کے دکھایا کہ خدا پر ایمان لے آؤ۔ اس قصہ میں بہت سی نشانیاں چھپی ہوئی ہیں اور غور کرنے سے سمجھ میں آتی ہیں۔ وہ چند نوجوان عیسائی عقیدے کے دین وايمان کے پکے تو راپنے یقین میں حکم اور ضبوط تھے۔ ان کو عقیدہ تشیث مانتے پر مجبوڑ کیا جا رہا تھا جبکہ وہ عقیدہ توحید کے ابھی مقدس کے مانتے والے تھے۔ حکومت کے ظلم اور جبر سے ڈر کر شہر چھوڑ کر جنگل بیان میں رہبہا نہ زندگی اختیار کرنے لگے تھے۔ ان کے ساتھ ان کا وفادار گھٹا بھی شہر کی زندگی کا آرام چھوڑ کر آقا کی اطاعت و فرمانبرداری میں بن یاس اختیار کر گیا تھا۔ ان سب کو موت آگئی۔ بر سر بر سر گذر گئے اس واقعہ کو۔ اس غار کا پتہ بھی کسی کو نہیں چلا۔ جہاں یہ لوگ آکر بنتے تو اور مرکھ پکتے تھے۔ تین سو نو بر سر گذرنے کے بعد اللہ نے ان سُونیوالوں کو موت کی نیند سے جھایا تو انھیں ایسا معلوم ہوا کہ یہی کل ہی سوئے ہیں آج ان کا دوسرا دن ہے۔ وہ نیند سے اٹھے ہیں۔ انہوں نے ایک دسرے سے پوچھا کیا وقت ہوا ہے۔ بُھوک لگ رہی ہے کچھ کھانے کو ہائی۔ ایک نے سمجھا کہ ہم میں سے کوئی ایک شہر کی طرف جائے اور وہاں سے کھانا خرید کر لائے مگر ہوشیاری سے کہیں کوئی بد عقیدہ شہری ہم کو دیکھنے لے اور ہم کو عقیدہ بدلتے پر مجبوڑ نہ کرے۔ ایک سکتے جو اس وقت ان کے جیب میں تماں کھلا اپنے ساتھی کو دیا اور کھانا اختیاط کے ساتھ جانا۔ وہ شہر میں آیا کھانا خرید اس کے بد لے اپنا کچھ جو ساتھ لایا تھا وہ دیا۔ دو کاندھار نے سوئے کا تین سو نو بر سر پرانا سکتہ دیکھ کر حیران ہوا کہ یہ سکتہ کھہاں کا ہے۔ اس آدمی نے سوال کیا کہ یہ سکتہ تم کھہاں سے لائے ہو۔ یہ تو بہت قدیم سکتہ ہے۔ اس کا چنان ختم ہے اب تو نیا جاندی کا سکتہ چلتا ہے وہ اللہ۔ خریدار آدمی گھبرا یا اور کھانا اسکی دوکان پر چھوڑ کر سکتے بھول کر وہ وہاں سے بجا گا۔ دو کاندھار اس کے پچھے بجا گا کہ حقیقت کیا ہے معلوم کرے۔ دو کاندھار کو ایک آدمی کے پچھے بجائے ہونے دیکھ کر سب ہی اس طرف بیا گے۔ وہ آدمی پانچتا کانپتا غار کے اندر ساتھیوں میں جا پہنچا۔ خدا کی تقدیت سے ایک چلان پہاڑ سے رُمکتے ہوئے پچھے آئی اور غار کا منہ بند کر دیا۔ جو لوگ پچھا کرتے ہوئے آئے تھے انہوں نے یہ ساری حقیقت دیکھی اور حیران ہوئے کہ یہ اتنی یہاں ماجرا کیا ہے؟ وہن اور ایمان کی خانقت کے لئے جان بچانا ضروری ہے اور ہجرت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ حدایت صرف متین لوگوں کو ملتی ہے وہی اس پر عمل کرتے ہیں۔ جب اللہ کے لئے ہجرت کریں وہن اور ایمان کو بچانے کی فکر کریں تو اللہ بھی ان کی غیبت سے مدد کرتا ہے اور یہی بات قرآن اس سورت میں سمجھاتا ہے۔ ہجرت کے سے مدینہ کی طرف اللہ کا رسول اپنے رفیق حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ چاہرے

کے۔ اصحابِ کھف کا واقعہ غار ثور کا واقعہ دونوں کا نہایت مختلف ہے مگر صورت حال ایک جیسی ہے۔ دوسری بات قابل غور کئے کے ذکر کی ہے۔ جب وہ نوجوان غار کی طرف آئے تھے تو کتاب ان کا فہم ان کے ساتھ حقیقت کی وفاداری اطاعت میں مالک کے ساتھ ساتھ تھا اور ان کی نگرانی غار کے منہ پر بیٹھا کرتا رہتا تھا۔ تین سو نو سال بعد غار والے متوفی کی نیندے سے جائے گے انہیں دوبارہ زندگی ملی تھی اور ان کے ساتھ جو صورت حال گذرا تھی قرآن اسکو بیان کرتا ہے۔ لیکن کیتے کام کہیں ذکر نہیں ہے کہ مر اہوا کتا تھی ان کے ساتھ زندہ ہوا تھا کہ نہیں؟

علوم ہوا کہ جانور کے لئے حیات بعد الموت نہیں ہے۔ صرف انسان اشرف المخلوقات کے لئے حیات بعد الممات رسمی گئی ہے۔ حیات زندگی کیا ہے؟ قرآن کہتا ہے کہ وہ ایک کلرۃ اللہ۔ کلرۃ الحق۔ روح امر رب ہے۔ لہذا روح امر رب ہے جو صرف اشرف المخلوقات کے لئے مخصوص ہے۔ روح غیر فانی ہے روح کو موت نہیں ہے جسم کو موت ہے۔ جسم مرتا ہے ہر نفس کوڈا لفڑی الموت چکھنا ہے۔ جسم دوبارہ تیار کیا جاسکتا ہے۔ رُشیٰ ہی کا تو ہے مگر روح امر رب دی ہی ہے جو پہلے جسم میں داخل کی گئی تھی وہی دوبارہ زندگی لئے پر دوبارہ جسم میں داخل کیا گئی۔ روح کی حقیقت یہ ہے۔ اسلئے کافی ہے اس کے لئے نہ آخرت ہے نہ آخرت کا حساب و کتاب۔ ساری ارذل مخلوقات ایک جیسی ہیں صرف جسم و جان رکھنے والی ہیں۔ ان میں روح نہیں ہوتی۔ یہ بات قرآن نے سمجھائی ہے۔ وہن نہیں رہنی چاہیے۔ حیات بعد الموت صرف انسانوں کے لئے جنت کے لئے ہے۔ سورہ العام میں دونوں کو ایک ساتھ مقابلہ کر کے دُوزخ میں جانے کا حکم دھرا یا گیا ہے۔ "یا ایسا الْجَنْ وَلَا نُسْ" تم دونوں سے روز قیامت دُوزخ بردا یا گئی۔ حیات بعد الموت کا فلفہ ہے۔ غار کھفت والوں کا قصہ افسانہ نہیں ہے۔ ایک حقیقت ہے۔ یہ حقیقت روز قیامت سچ کر کے دکھانی چاہیکے جب سارے مردے قبرستانوں کے دوبارہ روح کے ساتھ زندہ اٹا کر میدان خسروں میں جمع کئے جائیں گے۔ اس کا یقین قیامت کا بھی یقین رکھو وہ ضرور آئیگی۔ یہ باتیں عیت کی ہیں قرآن ان عیت کے باتوں کو محول کھول کر بتاتا ہے۔ اور مثالوں سے قصوں سے سمجھاتا ہے کہ تم ان پر یقین کرو اور ایمان لاؤ۔

اصحابِ کھف کو دوبارہ زندہ کر کے غار سے اٹھانے میں یہ یقین آنکھوں سے کرانا تھا کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی اسی طرح قبروں سے مرنے والوں کو زندہ اٹھایا جائیگا۔ روز قیامت کوئی آدمی یا جنی یہ عذر نہ حیلہ، بہانہ نہیں بناسکتا کہ پروردگار متوفی کے بعد کی دوبارہ زندگی آخرت اور قیامت کے حساب و کتاب کا ہم کونہ علم تھا۔ اور نہ کسی ذریعہ سے یہ خبر ملی تھی۔ ہم کو یہ سزا کیوں مل رہی ہے۔ ہم تو ان سب سے لا اطمینان اور بے خبر تھے۔ علم ہوتا تو ہم اس دن کی تیاری کر کے آتے۔ اللہ نے پہنچت پوری کردی۔ قرآن نازل کر کے عیب کی معلومات فراہم کر کے

بنا دیا ہے کہ تمہارے پاس بچ ٹھکنے کا کوئی عذر اور بہانہ نہیں ہو سکتا۔

قرآن کھلتا ہے کہ نیند اور موت میں کوئی فرق نہیں ہے، دونوں ایک جیسی حالتیں ہیں، مثال ہیں۔ ہم روز سوئے جائیتے ہیں روز مرتے اور زندہ بیدتے رہتے ہیں۔ لیکن حقیقت سے بے خبر رہتے ہیں۔ کیا معلوم ہم رات سوئے تھے اور صبح جاگ ہی نہ کے ہماری نیند موت کی نیند تھی۔ کب آئی کب ساتھ لے کی کسی کو کچھ خبر نہ ہوئی۔ قرآن سمجھاتا ہے یہ زندگی بے خبری را علمی میں گزارنا نہیں ہے۔ قرآن کی بدایات اور معلومات میں زندگی کی گذاروتا کہ آخرت میں نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ یہ تھی امرِ ربِ روح کی حقیقت اور اُسکی تشریع اور وصاحت۔

الان غیب کا علم نہیں جانتا اسلئے ہر انسان کو چاہیے کہ کل کی کسی بات کو یقین سے مت ہمہ دن کہ کل ضرور کروں گا۔ کل بہت دور ہے۔ آگے کے لمبے کی غیر نہیں ہے۔ اسلئے انشاء اللہ ہر آنیدا لے کل کے کام کے لئے سمجھنا مت جو کو۔ ضرور یاد رکھو۔ قرآن صبح و شام پڑھتے رہنے سے بہت سی بدایات و نصلح ملتی رہتی ہیں۔ اب تو بزرگ نیک لوگوں کی صحت لور و دستی کا ماحول نہیں ہے۔ ہدایتِ نصیحت کھانے سے ہے۔ اسلئے قرآن کا دن رات پڑھنا۔ ہدایت لیتے رہنا بہت ضروری ہے۔ قرآن کی تعلیمات پر بچوں کو تربیت و نہاد، ماخول کو پاک صاف و سحر بنانا بھی قرآن ہی کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ قرآن کی ایک ہی دعوت شروع سے آخر تک صرف لالہ اللہ کی حقیقت سمجھانا ہے۔ اور سیدھی راہ سلسلہ دن ہے جو کامیابی کی راہ ہے۔ اللہ کی بتائی ہوئی راہ ہدایت

ہے۔ زندگی عمل سے بنتی ہے۔ اچھے عمل اور خراب عمل دونوں کبھی برادر نہیں ہو سکتے۔ دونوں کے راستے الگ الگ اور جدا جدا ہیں۔ انجام بھی الگ الگ ہوں گے۔

آیت ۶۱ سے دوسرے سوال کا جواب شروع ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا حال احوال سنایا گیا۔ اللہ کے ہر نبی کے پاس علم غیبت اللہ کا سکایا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن اللہ جسکو چاہے اس سے زیادہ علم بھی سکا دے۔ حضرت خضر علیہ السلام کو بہت سی غیب کی باتوں کا علم کرایا گیا تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہیں دیا گیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام سے ملتے صبح البرزین کے پتہ پر جا پہنچنے جہاں خضر علیہ السلام کا چشمہ آبِ حیات کے قریب ٹھکانہ تھا کہ علم سیکھیں۔ خدا تعالیٰ نے انہیں وہاں جانے کا حکم دیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام اپنے شاگرد حضرت گوش علیہ السلام کو ساتھ لے کر دن بھر کا ٹھکانہ اور تو شہ ساتھ لئے اور گھر سے لٹکے اور بتائے گئے راستے پر چلے۔ جس جگہ ان کے تو شہ دکان کی مردہ بصنی ہوئی مچھلی اچانک زندہ ہو کر تو شہ داں سے چلانگ لٹا کر دریا میں جاگری وہی اس جگہ کی علاش تھی۔ اس جگہ چشمہ آبِ حیات تھا اسکے اثر لور تاشیر سے مردہ بے جا، جاندہ اور ہو کر اپنی فطرت کے اصل مقام پر جائے پہنچی۔ یہ دوسرہ امثاہدہ موت اور حیات کا اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو کرایا تھا۔

اُنہوں جب چاہے مردوں لوزندہ رستا ہے یہ اسی دوسری مثال ہے۔

مُوسَى طَّلِيْعَم نے خضر ملکِعَم کو پہچان لیا۔ ان سے علم سکھنے کی درخواست کی تھی مظہری اس فرط پر ملی تھی کہ غیب کی باتیں ہیب کا علم اللہ کے پاس ہے۔ اللہ کی حکمت اور ملکت جگو چاہے، غیب کا علم سکھائے۔ اس فتنا کے رہنے والوں کے لئے لا علی ہی بہتر ہے۔ اسی میں زندگی کی کمزوری اور چل پہل ریشت اور شکش سب کچھ ہے۔ اسلئے ہیب کی باقاعدہ کو کریڈ امت کرو۔ ہیب کا علم حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ قرآن کا علم انسانوں کے لئے غیب کا علم جانتے کے لئے مفید ہے۔ اسی قدر جانو جقدر قرآن تمہاری آخرت سواری کے لئے اور تمہیں ڈرائے خوف دلانے کے لئے تمہیں بتاتا رہتا ہے۔

مُوسَى طَّلِيْعَم نے پہلے وحدہ کیا تھا کہ وہ بس و تردد معلومات حاصل کرنے کا راستہ میں کریں گے خاموش تماشائی بنے میں گے۔ اس فرط پر ساتھ ہوا تھا۔ جوانانی فطرت کے خلاف تھا۔ مُوسَى طَّلِيْعَم کا وعدہ تھا جو تین واقعات کے مقابلہ میں تو قابل برداشت تھا۔ پھر مُوسَى طَّلِيْعَم سے صبر نہ ہو سکا وہ جسے اٹھے۔ بے چین ہو گئے کہ آخر وہ سب کیا ہے۔ کیوں ایک معصوم کھلیتے کو دوستے خوبصورت سچے کی گردان ٹوڑ کر بلکہ کر دیا گیا تھا۔ جس بیوہ عورت نے منت کنٹی میں سوار کرایا تھا اسکی کھلتی میں پھیند کر کے کیوں کھتی ڈبوئے کی کوشش کی گئی کیا احسان اور شکریہ کا بدله اس طرح دیا جاتا ہے؟ جن لوگوں نے بھوکے مسافروں کو رات کھانا کھلانے میں انکار کیا ان کے گھر کی گرتی دیوار کو رات بھوکے پیٹ تھیم، تغیر دلخ دوزتی کر کے دیوار کو پکا کر دیا گیا۔ کام جب پورا کیا گیا تو اسکی اجرت لینے کا حق بھی حاصل تھا۔ لیکن اجرت چھوڑ دی اور بھوکے رہے تھے۔

ہر انسان کے ہاں صبر کے امتحان کا ایک پیمانہ لورڈ مقرر ہے۔ اس کے اوپر وہ سبے چین اور بے اختیار ہو جاتا ہے۔ سنتی اور در شیخی پر اور آتا ہے کہ سبب بتاؤ۔ وجہ معلوم کرو۔

حضر ملکِعَم نے مُوسَى طَّلِيْعَم کی وحدہ علائقی اور برہمی دیکھ کر دستی کا مساعدہ ختم کر دیا۔ اور جو باتیں غیب کے حکم پر خضر ملکِعَم کرتے رہے تھے اسکی تاویل اور مکلب اس طرح سمجھایا۔ پہلے عمل کا حکم اللہ نے دیا تھا کہ وہ معصوم خوبصورت نیک اور مستحقی مال باپ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ بری خصلت اور فطرت پر پیدا ہوا تھا۔ خدا شاکر بڑا ہو کر سنتی نیک مال باپ کی آذناش بن جائیگا۔ ان کی آخرت کی زندگی خراب کر دیجگا۔ اسلئے اسکو راستے سے ہٹا دیا جائے۔ دوسرے عمل کا جواز یہ تھا کہ بیوہ غریب عورت کا واحد سہارا اور رزنگ کا ذریعہ وہ ایک کھتی تھی۔ دوسرے کے لئے کنارہ کا حاکم رشتہ خور راشی۔ ظالم تھا۔ مختلف بہانوں سے کھتی والوں سے میکس کے نام پر رقم بشور تارہ تھا۔ اللہ کا حکم ہوا کہ اس کھتی کو غیب دار، واغدار بنادو تاکہ ثوٹی کھتی دیکھ کر ظلم و زیادتی کا زیادہ محصول اس پر نہ لگے۔ وہ غریب کمپیں لپنی دن بصر کی کمائی سے پاتند ہونا یہ ہے۔

یسراں اسی اجرت کا تھا۔ تم اللہ نے دیا کہ دیوار کو مصبوط و ستم لردو۔ اس حمرے اصل مالک دوستیم کہ سن تھے۔ ان کا جگہ ظالم اس مکان پر قابض تھا۔ پچھے ابھی چھوٹے تھے۔ کھڑو دیوار کے پچھے مرحوم نے اپنا خزانہ فی کیا ہوا تھا کہ جب پچھے بڑے ہوں تو اور کی کھڑو دیوار گئے اور بچوں کو اپنا خزانہ لے۔ اس لئے یتیم بچوں کی آنات کو محفوظ رکھنے کے لئے اس دیوار کی داغ دوزی دائریم کیسی تھی۔ رہا سوال اجرت طلب کرنے کا۔ کام اللہ نے کایا تھا اجرت اللہ کے ذمے ہوگی۔ مالک مکان کے ذمے اجرت کیسی؟ اللہ اسکی اجرت ہمیں دلگاہ و آخرت میں محفوظ ہے دنیا میں اجرت لے کر ہم کیا کریں گے؟ نیک سماں لوگوں کی اعمال کی برکت اور فیض، ثواب اور اجر کا خدا۔ ان کی نولاد تک جاری رہتا ہے۔ والدین کی نیکیاں ان کے بچوں کی وراثت اور نسل میں بھی مستقل ہوتی رہتی ہیں۔

تیسرا سوال سکندر دُوالترنین سے متعلق تھا کہ وہ کون تھا۔ مشرق سے مغرب تک کیوں مارا ملا پھر رہا تھا۔ سکندر دُوالترنین فارس (ایران) کا شہنشاہ تھا نیک صفت۔ اللہ سے ڈر نیوالا تھا۔ اللہ کا مانتے والا تھا۔ راست باز۔ عبادت گھنڑ۔ مظلوموں کی مدد کرنیوالا تھا۔ آب حیات کے پارے میں جب سننا کہ ہمیشہ کی زندگی ملکی تو۔ صوت پر قابو پایا جائیگا۔ حکومت و اقتدار اور شہنشاہیت ہمیشہ کی زندگی کی ہوگی تو اس خواہش میں وہ لپنی فوج لے کر آب حیات کی تلاش میں لکھا۔ مشرق سے مغرب کی طرف اور مغرب سے مشرق کی طرف ہر جگہ چنان مارا کھیں کچھ پستہ نہ چلا۔ اللہ نے چاہا کہ آب حیات کے چشم پر خضر علام سے اس کی ملاقات کرادے۔ سکندر دُوالترنین جب شمال کی طرف نکلا تو راستے میں خضر علام سے ملاقات ہوئی۔ سکندر دُوالترنین نے اس مرد بُرگ سے آب حیات کا بڑ پوچھا۔ خضر علام نے اسکو آب حیات کے کنوں کا راستہ بتایا اور نصیحت کی کہ جو زندگی اور عمر اللہ نے دی ہے جو تمہاری تھی پر کھودی ہے وہی تمہارے لئے بہتر اور مفید ہے اس سے زیادہ یا کم تم کو نہ کچھ دیکھا اور نہ تم اسکی تمنا کرنا۔ اللہ کی حکمت معلحت اسکی مرضی و مشیت کے کام بڑی حکمت والے اور علم غیب دانی کے ہوتے ہیں۔ انسان نادان اور ناسمجھ ہے عمر کی درازی کی دعائیں مانگتے نہیں سکتا۔ ہمیشہ کی عیش کی زندگی اور طویل عمر کی خواہش فطری انسانی کھڑو دیواری ہے۔ روز اذل سے اسی خواہشات نفس نے غفلت اور بھول میں ڈالا تھا۔ اس کا عذاب آدم اور حوا اور ان کی اولاد قیامت تک اس کا خمیازہ بیکتی رہیگی۔ انسان کو جو بھی عربی اس پر قائم اور صابر رہنا چاہئے۔ وہی اس کے لئے بہتر ہے۔ سکندر دُوالترنین جب آب حیات کے کنوں پر آیا تو اسکی خواہش کی تکمیل کے وقت اس کو خضر علام کی بات یاد آگئی وہ پیاسا ہی اس آب حیات کے کنوئے سے لوث گیا۔ وہی پر اللہ نے اس کو ایسی قوم سے ملایا جو یا جو جو اور ماجوں کے شب خونی جملوں سے قتل و غارت گئی سے عاجز آپھی تھی۔ سکندر دُوالترنین نے ان کی مدد کی اور ان کو یا جو جو اور ماجوں کے

فتنے سے بچایا۔ قوم و نلول اور شرپسند اقوام کے درمیان سد سکندری قائم کر دی۔ لوہے کے سلاخوں کی مضبوط طویل لوگی دیوار کھڑی کروئی تاکہ قیامت تک دونوں ایکدوسرے کی شل نہ دیکھ سکیں۔ کیا معلوم جب اللہ کا حکم آئے اور سد سکندری ٹوٹ جائے یا جنح اور ما جنح جیسی شرپسند قومیں اس دنیا میں شر فساد۔ عالمی جنگیں پیدا کرنی رہیں گی۔ اللہ کی رضی کے غیب کے اللہ کی حکمت کے کام اللہ خوب جانتا ہے۔ لوگوں کے پاس وہ علم نہیں ہے اور نہ اللہ کی صلحت و حکمت کو وہ جان سکتے ہیں۔ یہ دنیا اللہ کی بنائی ہوئی ہے تاریخے کام اللہ کی تدبیر اور امر سے انجام پاتے رہتے ہیں۔ سورہ انبیاء کی آیت ۹۶ میں یا جنح و ما جنح کا ذکر دوبارہ ہے عبادت اور بندگی۔ صبر۔ تسلیم اور رضا انسان پر لازم ہے۔ قرآن نے یہی سکھایا اور اللہ کے رسول نے یہی بتایا۔ آدمی کا علم محدود ہے اللہ کا علم غیب ہے حساب اور بے پایا ہے۔ سبب اور سبب ظاہری اسباب اللہ کے پاس نہیں ہیں اللہ کا امر کافی ہے۔ یہ انسانوں کی عقل کو سخانے کے لئے ہوتے ہیں۔ انسان خود کو اللہ کی رضی اور حکم کا تائیج کر لے اللہ کی رضا کے ساتھ راضی اور خوش رہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَمْ يَعْلَمُ فَذَكَرَ رَحْمَتَ رَبِّكَ عَبْدُهُ فَرَأَيَاهُ

نمبر ۱۹۔ سورہ مریم۔

پانچ حروف مقطعات والی بڑی اہم سورت اللہ کی رحمت کے ذکر سے شروع ہو رہی ہے۔ راس کا سلسلہ مضمون پچھلی سورت سے مر بوط ہے۔ اور مضمون پیدائش حیات۔ اور حیات بعد الموت کا ابھی ختم نہیں ہوا۔ ان حروف مقطعات میں پانچ مقاولہ السادات چھپے ہوئے ہیں۔ اس سورت کا مضمون تین حروف مقطعات سے شروع ہونے والی سورت الہ۔ سورہ البقرہ اور آل عمران سے ملا ہوا ہے۔ دونوں سورتیں ایک ہی مضمون کی ہیں۔ ان کو مختلف انداز سے بیان کر رہی ہیں۔ اللہ لا إله إلا هو الظیم اللہ موت و حیات کا مالک ہے۔ یہ زندگی اسی کی دی ہوئی ہے۔ دونوں سورتوں میں بندہ کا اللہ سے راست تعلق پیدا کرنے کا ذکر ہے۔ اللہ کی رحمت موسنوں کو جب وہ اپنے رب کو پکار لئے ہیں لمبی رحمت میں سست لیتی ہے اور اسکی ہر دعا قبول کر لیتی ہے۔ جب بھی کوئی

حاجت ہو ضرورت ہو، منت مراد آرزو، خواہش دل میں پیدا ہو راست اللہ سے حاطب ہو جاؤ۔ اللہ سے کہو اللہ کے حضور کھڑے ہو جاؤ یا بیٹھ جاؤ تھا کر دعا کرو۔ وہ تم کو ماہی ہوئی منت مراد، نذر، اولاد، بیٹا، بیٹیاں سب کچھ وہی دینے والا ہے۔ اللہ کو چھوڑ کر کسی لور کا در، درگاہ، گھر منت جماں کو اور ندیاں لولاد کی دعا کرو۔ منت مراد نذر نیاز، چڑھاوے چڑھاوے۔ یہ اللہ کو سخت ناپسند ہے بے شرک ہے کفر ہے خدا کا انکار ہے۔

ہر آدمی کی زندگی میں لوگوں کی خواہش، ولادت کی مناگی بڑی خواہش و بُنی رسمی ہے۔ یہ بُنی اللہ کے اختیار میں اور اُسکی مصلحت اور مشیت سے ہوتا رہتا ہے۔ دھا کرنا اللہ سے رشتہ و تعلق قائم رکھنا اللہ سے مانگنا بندہ کے لئے ضروری طریقہ سکھایا گیا ہے۔ اولاد کے لئے صرف اللہ سے دعا کرو۔ اللہ کی نیاز منت مراد مانگو۔ وہ توبہ کی دعائیں سننے والا ہے۔ اس کو چھوڑ کر تم کہاں کہدھ چلے گئے۔ ویکھوئی بی مریم کی ماں بانجھ تھی بُورنی تھی۔ اللہ سے دعا کی اور اللہ نے انہیں بی بی مریم عطا کی۔ یوحنہ نے کہا مولا میں نے تو تجدہ سے بیٹا مالا تھا اسکی نذر تھی یہ توڑکی ہے۔ اس سے نذر لیے پوری ہو گی۔ جواب آیا۔ ہم زیادہ جانتے والے ہیں۔ ہماری مرضی یعنی ہے۔ جو دیا قبول کرو۔ اللہ کا شکر آدا کرو۔ ذکر یا یحیم بورٹھے اور آخری عمر کو پہنچ گئے تھے۔ ان کی بیوی بھی بانجھ تھی اولاد وارث کوئی نہیں تھا۔ میکل میں کھڑے ہو کر راست اللہ سے دعا کی۔ اللہ نے ان کی دعا بھی قبول کر لی۔ بھی جیسا سعادت سند نیک بیٹا عطا کیا۔ ہر آدمی کے لئے تین لوقات زندگی میں بڑے بھی گذشتے ہیں۔ ایک مرحلہ اُسکی پیدائش کے وقت جب وہ دُنیا میں آتا ہے۔ دوسرا مرحلہ اُسکی موت کے وقت جب اس پر نرائے لور جان کنی کا عالم ہوتا ہے۔ تیسرا مرحلہ روز قیامت کا جب اس کا اعمال نامہ سیرازان عدالت میں وزن کے لئے توڑا جائیگا۔ اللہ سے دعا کرتے رہو کہ یہ تین مشکل مرحلے آسانی سے گذر جائیں۔ سورہ کی آیت ۱۵ میں قرآن نے اسکی طرف توجہ دلانی ہے۔ حضرت یحییٰ یحیم کی سلامتی کے لئے ان تین لوقات کو دھرایا گیا ہے فرمایا۔ یوم ولد۔ یوم اموت۔ یوم بعثت حیاہ۔ بی بی مریم کا حال تفصیل سے اس سوڑت میں بیان ہوا کہ وہ اللہ کی نذر نیاز بن کر حیل مقدس میں اللہ کے نام پر شفائی گئی تھی۔ ذکر یا یحیم ان کے مرتی اور سرپرست تھے۔ نگرانی ان کی تھی رحمت اور پروردش اللہ کی تھی۔ بی بی مریم گو جب پہلی مرتبہ حیض آیا تو وہ ایک گوشہ میں جا کر نہا کر لکھی تو جبریل یحیم ان کے سامنے آئے اور فرمایا اللہ نے تم کو ایک بیٹا دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اب تم حاملہ ہو گئی ہو گھبرا رہا نہیں۔ بی بی مریم کو حیرانی اور تعجب ہوا کہ بغیر مرد کے چھوٹے ہوئے عورت کی طرح حاملہ ہو سکتی ہے۔ میں نے ساری عمر تھانی گوشہ میں میکل میں لوگوں کی نظریوں سے دور گذازی ہے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ اللہ کی مرضی لور شیخت جو کو جاہے لپنی مرضی سے پیدا

عورت و پالی مشورہ دینے والی نہ تھی جس سے دل کی بات بچے حضرت جبرئیل صلی اللہ علیہ و آله و سلم و بال آئے تو ر فرایا میل کے مشرق کی طرف ہلی جاؤ کجھوڑ کے درخت سنئے وہاں پانی کا چسرہ گھروٹ نے نکال دیا ہے آسانی سے بچہ لگل آیا۔ اللہ نے رزق کا اسلام کجھوڑ لور پانی بھی دیدیا ہے۔ مریم کو سیکھی پیدا ہونے تھے۔ (عالمہ عورتوں کو خشک لور تر کجھوڑیں کھلایا کرو اس سے بچے کو طاقت قوت ز جس میں سُولت و آسانی رہتی ہے) صیکھی جہنم رفع اللہ بنیر باپ کے تھے۔ یہ اللہ کی محکت لور مصلحت رحمت تھی کہ صیکھی اللہ کی نیافی بن کر دنیا میں آئے۔ جب اللہ آدم ملیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کر سکتا ہے۔ صیکھی پانی سے ملا کر تو صیکھی جہنم کو ماں کے پیٹ سے بغیر باپ کے پیدا کرنا کوئی مثل کام نہ تھا۔ لور اسی طرح انسان کی موت کے بعد قبر سے دوبارہ زندہ کر کے لہلانا کوئی مثل کام ہو گا۔ یہ بات حیات بعد الموت کی لوگوں کی سمجھیں کیوں نہیں آتی؟ حضرت صیکھی ملیہ السلام حضرت صیکھی جہنم سے پہلے پیدا ہوئے اور ایک ہی خاندان میں دونوں خالہ زاد بھائی تھے۔ اس طرح صیکھی جہنم کی پیدائش کے گواہ حضرت صیکھی جہنم لور ذکر کیا جہنم تھے۔ دنیا والوں کو بھی تو دو کی گواہی شادت چاہئے تھی۔

اللہ نے نومولود صیکھی ابن مریم کو دعوہ پہنچتے ہوئے لوگوں سے بات چیت کرنا اور ان کے پوچھے گئے سوالوں کا جواب بھی دنائی کا دیا تھا وہ صحیحہ نیافی اللہ نے صیکھی ابن مریم کو علا کیا۔ یہودی مشکوک رہے کہ ان کی تورت میں صیکھی ابن مریم کی بیشگوئی نہ تھی۔ صیکھی جہنم کے خلاف تھے۔ اللہ نے بھی بھی مریم کو حکم دیا کہ پچے کو لے کر بیت المقدس سے دور کی عمناہ بجھے چلی جائے۔ چنانچہ بھی بھی مریم روم کے شہر بیت اللہ میں چلی آئی جہاں صیکھی ابن مریم جوان ہوئے۔

روم کا پہلوی ملک یونان جو سقراطہ کے نہ سطو کے شاگردوں سے مشہور تھا۔ ان کی تعلیمات حکمت اور علاج معاً بے طبیعتات کیا۔ طب جراحت ہر قسم کے علوم و فنون کا منزنا تھا۔ جری بی بوڑیوں کے علاج کی ابتداء اور مہارت یونان سے فرروع ہوئی تھی۔ حکیم جالینوس اس وقت کا بڑا حکیم اور معلم تھا۔ علم طب اور جراحت میں دنیا میں آج تک مشہور چلا آرہا ہے۔ اس نے حکم لکایا تھا کہ کوئی لور جرام کا مرض لا علاج ہے اسکی کوئی دوادنیا میں نہیں ہے۔ مادرزاد اندھا اس کا کوئی علاج شفاء نہیں ہے۔ تیسرا حکم مردہ کو دوبارہ زندہ نہیں کیا جاسکتا۔

اللہ نے حضرت صیکھی ابن مریم کو یہ تین معجزے نبوت کے عطا کئے تھے۔ اس کے علاوہ علم کا معجزہ اور تریکی طہارت کے تین معجزے اس کے علاوہ تھے۔ یہ سب اللہ کی تذانیاں تسلیک جوانش کی رحمت اور قدرت کا اعلان تھا اور دعوتِ دین کے قیام ضروری تھا۔

۷- که از این دستگاه سه بخش است که در آن کار جای خود را ندارد
۸- بخش اول: این بخش از دستگاه سه بخش است که در آن کار جای خود را ندارد
۹- بخش دوم: این بخش از دستگاه سه بخش است که در آن کار جای خود را ندارد
۱۰- بخش سوم: این بخش از دستگاه سه بخش است که در آن کار جای خود را ندارد

اللہ کا تکریگزار فرمائی بروار۔ اطاعت گزار بندہ بن کر ہو یا شیطانی وسوسوں میں شک و شبہات میں وسوسوں۔ کفر اور شرک میں زندگی گزارو۔

اللہ نے شیطان کو کھلی آزادی دے رکھی ہے کہ وہ انسانوں پر سلط ہو جائیں۔ اللہ کو ناز ہے اپنے نیک و سقی اور صلح بندوں کے ایمان اور یقین پر کہ وہ بھی شیطان کے زخمی میں اسکے بھکاوے میں ہرگز نہیں آئیں گے۔ جب بھی شیطانی قلبہ اور وسوسہ ان کو اندر سے سَتَّانے تو وہ فوراً اللہ کی پناہ و حوصلہ تے ہیں۔ "اعوذ بالله من الشیطُن الرَّجِيم" پڑھتے ہیں۔ قرآن کھول کر قرآن کی آیات پڑھنے لگتے ہیں۔ بدایت تو ان کو ملیک جو بدایت طلب کریں گے۔ بدیں بغیر بدایت والے کفر و شرک کی طرف جاتے ہیں۔ دیکھو تو حضرت مسیح ابن مریم کو انہوں نے اللہ کا بیٹا بنالیا ہے۔ باپ اور بیٹا اور روح القدس تینیں کو اللہ مانتے ہیں لیکے کافر اور مشرک ہیں۔ شیعیت کا عقیدہ اپنا لئیے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللَّٰهُمَّ مَا اَزْنَانَا عَلَيْكَ اَقْرَأْنَا رَبَّكَ

نمبر ۲۰۔ سورہ آٹھ

قرآن تو بدایت اور نصیحت کی کتاب ہے۔ آسمانوں سے زمین پر بندوں کے لئے نصیحت اور بدایت کئے اتاری گئی ہے۔ بدایت اللہ کی طرف سے عام ہے جس کا جی چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔ اللہ کی جنت پوری کردی گئی ہے۔ تو بدایت بھی آسمان سے اتاری گئی وہ بھی بنی اسرائیلیوں کے لئے بدایت اور نصیحت کی کتاب تھی مگر ان جاہلوں نے اس کتاب پر کبھی عمل نہیں کیا۔ اسکو کھول کر نہ دیکھا اور پڑھا سک ک نہیں۔ وہ بہت متصر کتاب تھی نو دس احکامات تھے۔ کبھی پر عمل نہیں کیا بلکہ زنا کے گذرنے کے ساتھ کتاب

کو دنیا کے مقاصد اور لپتی مثلاً کے مطابق بدل لیا تھا۔ اس کے احکامات بدل کر رکھدی ہے اور

بھتے تھے یہ اللہ کی طرف سے احکامات میں اللہ پر جھوٹ اور اس تراپا باندھنے کے لگے تھے۔

پاک زمین صاف ستری ہے تیارے رہنے بنئے اور آباد رکھنے کے لئے اللہ کی نمائش بنائی گئی ہے۔ اس زمین پر جہاں کچیں جاؤ نماز کا وقت ہو جائے تو قبلہ کی سمت کھڑے ہو کر نماز ادا کرو۔ نماز کے لئے پاؤں کی جو ٹیال اور جراحتیں اٹھا کر رکھدو۔ موسیٰ جہنم جب طور پر چڑھے تھے تو فرمایا موسیٰ جہنم اپنی نعلیٰں اتار دو۔ تم اللہ کے آگے کھڑے ہوئے ہو۔ زمین سے انسان کا جسم راست اور اک حاصل کرتا رہتا ہے۔ انسان زمین کی مٹی سے بنایا گیا ہے۔ مٹی کے درمیان کوئی جاگب پرداہ۔ روک نوک نہیں ہوتی۔ مٹی سے انسان کی سمت و سلامتی ہے۔ دعا کی قبولیت کا راست تعلق ہے۔ زمین سے جسم کا راست تعلق، فیضان رحمت، برکات اور شفاء کا تعلق قائم ہے۔ جو ٹتا تو پیرول کی خاکت ہے۔ گندگی خلافت سے بچاؤ کے لئے ہے۔ اس کا جو کام ہے اس کے لئے اسکو رکھو۔

عبادت اللہ کی خالص کو اللہ عزیز الکلیم ہے اللہ نے اپنے ذاتی نام سے موسیٰ جہنم کو پہلے پہل خود راست تعارف کرایا ہے۔ عبادت اسی ایک کی خالص کرنا ہے۔ کسی کو شریک، واسطہ و سیکھ درمیان میں نہیں لانا ہے۔ دو باتیں بتائیں۔ ہر وقت اللہ کی حمد و شناذ کر و بیکر زبان سے قلب سے جاری رکھو۔ قیامت کا یقین کرو جو سب سے چھپا کر رکھی گئی ہے۔ اس میں اللہ کی مصلحت و حکمت ہے۔

اس سورت میں توریت کے نزول کا پورا واقعہ سنایا گیا ہے۔ کس طرح موسیٰ طیلعم جو اپنے سرمال مدین سے بیوی کو ساتھ لے کر اپنے گھر مسحر جا رہے تھے، سردویں کی شیری رات میں اللہ نے دور سے شعلہ نور دکھا کر موسیٰ جہنم کو اپنی طرف متوجہ کیا اور کوہ طور سے وادی طوبی میں بُلایا۔ اور موسیٰ طیلعم سے پہلی بار اللہ راست تھا۔ اور اپنے کام کے لئے ان کو منتخب کر لیا۔ (۱) اقم الصلوٰۃ اللہ عزیز۔ شیری یاد باقی رکھنے کے لئے نماز کی پابندی رکھو۔ (۲) قیامت کے دن کی خبر چھپا رکھی ہے اس کا یقین رکھو۔ اس دن کی تیاری جاری رکھو۔ نبوت کی سند کے طور پر دو بڑے معجزے ان کو بطور تیاری عطا کئے تھے۔ یائد کا عصا تما اسکو اڑوحا کا روپ دیا گیا۔ تسلی پر عصا کے پکڑنے کا گڑھا تما اسکو یہ پیشاء کا معجزہ بنایا کر فرعون مسحر کے دربار میں تسلیعی شن پر ماسور کیا۔ اور یقین دلایا کہ اللہ ان کے ساتھ ساتھ ہے دیکھتا رہتا ہے۔ سنتا رہتا ہے اور دہاں موجود ہوتا ہے۔ عصا موسیٰ طیلعم کا معجزہ کی تشریع آنے

وائی سورہ میں حس اور سکم میں آئے آرہی، میں۔

بُنی اسرائیلی حضرت یوسف جھنم کے زانے سے لپنا و ملن فلسطین پھر دکر مصر میں آبئے تھے تو نصیت کا جگڑا اس وقت کی ملوکیت اور بادشاہی میں بھی تھا۔ قبلی قوم میرواںے بنی اسرائیلیوں کو پناہ گزئی۔ بختنے اور ان کو قیدی بنایا کہ ذات اور خاتمت سے محروم میں بازاروں میں ادھی سے ادھی کام لیتے اور ان پر ظلم و ستم کرتے تھے۔ رسول یہ ظلم و ستم ہوتا رہتا تھا۔ کسی کو ان کی حالت پر رحم نہ آیا۔ بالآخر اللہ نے یہ ذمے داری موسیٰ جھنم کے ذمے لگائی کہ ان مظلوموں کو فرعون کی خلائی اور قید سے نکال کر دوبارہ ملک شام بیت المقدس پہنچا دو۔ اس کام کے لئے نبوت کی نشانیاں عطا ہوئیں۔

وہ زناہ اور دور مصر میں جادوگروں کا، سُر اور طسم کا، جادو ٹوٹنے اور عملیات تعویذ قلیقتوں کے عروج کا دور تھا۔ لوگ اللہ کو چھوڑ کر جادو۔ طسم۔ تعویذ عملیات کے زیادہ کائل اور مانتے والے کفر و شرک میں بُتکتے تھے۔ ان کے توڑ کے لئے موسیٰ جھنم کو اڑوحا کی نشانی دی گئی تھی۔ مصر کا سرکاری امتیازی قومی لشان بھی سانپ تھا۔ سانپ کی وہ پستش کرتے پوچھتے تھے۔ سانپ سے جادو طسم کی کاریکری شعبدہ بازی دکھا کر عقیدہ خراب کرتے تھے۔ یہ سارا حال اس سورہ میں سنایا گیا۔ اور آئندہ بھی آئے گا۔

ملک میں جب شرک اور کفر یہ عقیدگی زیادہ بڑھ جائے تو لوگ اللہ کو بھول جاتے ہیں۔ اللہ اس ملک میں ضرور اپنا سیفسبر بیکھ دیتا ہے۔ لہنی کتاب پدایت اور نصیت سے لوگوں کی اصلاح کرتا ہے۔ ان کو آخرت کی زندگی کا چین دلاتا ہے۔ روز قیامت کے حساب و کتاب کا ڈر خوف نفس کی خواہشات پر قابو پانے کے طریقے سکھاتا ہے۔ جہالت گراہی۔ بد عقیدوں سے نکال کر ظلم و حکمت تزکیہ، صفائی و طہارت ہدایت کی طرف رہنمائی ضرور کرتا ہے۔ معجزات اور نشانیاں دکھانے کا مقصد حق کو ظاہر کرنا باطل جھوٹ کو میث کرنا کافی ہوتا ہے۔

موسیٰ جھنم کا جادوگران مصر سے مقابلہ کرایا گیا۔ اللہ کی حکمت کی نشانی اڑوحا بن کر موسیٰ جھنم کا عصا جادوگروں کی رسیٰ کے مکڑوں مکڑوں کو جو سانپ بن کر ادھر ادھر بیاگ رہے تھے اسکو اڑھے نے ہضم کر کے حق کو باطل پر ظاہر کر دیا۔ جادوگروں نے موسیٰ جھنم پر ایمان اور یقین کیا۔ اور بہت سے نوجوان اللہ پر ایمان لے آئے۔

ملوکیت اور بادشاہت کو ہمیشہ مذہب والوں سے، اور اقتدار و حکومت چلے جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ انہوں نے مشورہ کیا اور موسیٰ جھنم اور ہارون ملک کو بلک کرنے اور ان کے مانے

والوں کو ظلم و ستم سے مارنے کی ترکیبیں نکالیں۔ اور یہی دستور حکومت و انتدار ہمیشہ سے چلے آ رہا ہے۔

اللہ کی رحمت اور مدد ہمیشہ دین ایمان والوں کے ساتھ اللہ کے مانتے والوں کے ساتھ رہی ہے۔ اللہ نے موسیٰ مجھم کو اپنی قوم سمیت مصر سے نکالنے کا بندوبست کیا تھا۔ اور فرعون اسکی غوج اور پاہی سب دریائے نیل میں غرق کر دیے گئے۔ اللہ ایمان والوں کو کفر و هر ک کرنیوالوں سے ہمیشہ محفوظ اور ماموں رکھتا ہے۔

بُنی اسرائیلی اللہ کے ناشکرے اور موسیٰ کو پریشان کرنیوالے ستانے والے ثابت ہوتے۔ قدمِ قدِم پر عمدًا اللہ کے حکم کی نافرمانی کی تھی۔ اللہ کے رسول کے خلاف عمل کیا تھا۔ اللہ نے اس قوم کو جاہلیہ بر س اپنے ملک سے جلاوطن رکھا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ اللہ کی نافرمانی اور دین اسلام کی خلافت کو گے تو ساری زندگی، رہتی دنیا اسک تم کو بلوطن اور بچھک رکھے گا۔ اللہ کا وعدہ یہودیوں سے بیشی صدی بک پورا ہوتا رہا ہے۔ وہ بلوطن، آوارہ وطن ہو کر روگی اور جرمی کے باصول تباہ و بر باد قتل ہوتے رہے۔ ان کے علماء ربی نے رور مسکر اللہ سے دعا کی اور اطاعت فرمان برداری کے وعدے میں یہ نتیٰ اسرائیلی حکومت کا قیام ۱۹۴۹ء میں عمل میں آیا۔ یہ بھی اللہ کی رحمت اور بُشانی ہے کہ اسرائیل کی مملکت بُنی اپنے وطن بیت المقدس میں ان کی واپسی ہوئی ہے۔

اللہ کے نزدیک اسلام کے مانتے والوں کے لئے یہ قوم نبی، نابکار لور نافرمان ٹھیری۔ یہ بُنی اسرائیل کی ایک وَاغد ارتایخ ہے جو قرآن اس سورت میں تفصیل کے سُننا ہے۔ لوگوں کو تایخ سے سُبّن لینا ہو گا۔ اللہ کی نافرمانی سے رسول اللہ کی نافرمانی سے بُننا ہو گا۔ بُنی اسرائیلیوں کی پوری تاریخ عبرت کا سبب ہے۔

اس سورت میں جو بات ذہنِ نشکن کرنی ہے وہ ایمان کی فتنہ پردازی۔ هر قرآن سے ایک ساری کے قیصے میں ایک واقعہ بیان ہدایا ہے۔ ساری موسیٰ مجھم کی قوم کے نے آذناش بن گیا تھا۔ یہ سُریزی قوم سے تعلق رکھتا تھا۔ بُنی اسرائیل سے نہ تھا۔ اس کا اصل وطن عراق تھا۔ صریح تہذیبوں و تمدن کا مہذب و لطیم یافتہ ماہر فن زیورات کا بنانیوالا پُتھرین عجسہ ساز تھا۔ جو حضرت موسیٰ مجھم پر ایمان لایا اور اس نے بُنی اسرائیلیوں کے ساتھ مصر سے ہجرت کی۔ موسیٰ مجھم کی قوم میں باعزتِ تمام حاصل تھا۔ وہ اصل میں منافق تھا۔ موسیٰ مجھم کے دین کا صحیح مانتے والا نہ تھا۔ دولتِ مال و وزر کی ہوں نے اس کو مصر سے ہجرت

پر اگایا تھا۔ اس نے مولیٰ مبلغ کی غیر حاضری میں ساری قوم کو پھرٹے کی پوجا پر لگا دیا اور بست پرستی کا کرشہ دھایا۔ جب مولیٰ مبلغ نے اس سے باز پرس کی تو اس نے بتایا کہ میں نے کچھ نہیں کیا یہ سب اللہ کے فرشتے حضرت جبریل مبلغ کی کرامت سے ہوا۔ جبریل مبلغ جب چھوڑے پر سوار ہو کر مولیٰ مبلغ کے پاس اللہ کا پیغام وحی لاتے تو جہاں جہاں چھوڑے کے قدم زمین پر ہوتے وہاں وہاں ہری سب رنگاں اُگی ہوتی اور باتی جگہ خشک بسگر۔ یہ کرامت حق اللہ کے فرشتے کی سواری کی میں نے اسکو اٹایا۔ اپنے قبیٹے میں کر کے اس پر تبرہ کیا تو میرا مشاہدہ بع لکلا۔ پھرٹے کے بجتے میں ناک اور کان میں گھاس رکھدی ہوا کا جب بھی ادھر سے گذر ہوتا مختلف آوازیں اس کے منز کے اندر سے نکلتی۔ میں نے اس کا تماثلہ بنایا اور اس بھرٹے کی پرستش کو حام کر دیا۔ اس سے زیادہ میرا کمال کچھ نہیں۔ سب کچھ اللہ کا اور اللہ کے فرشتے کے اثر فیوض اور برکات کا نتیجہ تھا۔ قوم کی آنا لش اللہ کی طرف سے مقصود تھی۔ میں ایک واسطے کے طور پر درمیان میں موجود رہا۔ ساری قوم نافرمان جب ہو جائے تو پھر ایک تصور ماسا قیتمہ بہانہ ساری قوم کی حقیقت کو مانتے لاکھڑا کر دتا ہے۔

ایسا ہر دور اور ہر زمانے میں ہوتا رہتا ہے۔ مُناخین کا کام ہی یعنی ہوتا ہے شعبدہ بازی۔ فریب۔ دھوکا۔ دنیا کی اللع اور حرمن میں لوگوں کو راہب کرنا اُن سے گھر لئے کرنے رہتا، مُناخت، ریا کاری، اس سے بچنے کی تاکید ہو رہی ہے۔ اسی طرح فہرک میں شعبدہ بازی ہوتی رہتی ہے۔ لوگ اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پوچھتے پرستش کرتے۔ نیازِ زندگی مُنت مرلوک۔ مانتے لگتے ہیں۔ اللہ کو بُسُل جاتے ہیں۔ اللہ لوگوں کا اسْتَحَان لیتا رہتا ہے۔

یہ دنیا کی روشنی زندگی حکومتِ سلطنت اقتدار دولتِ محنت شان سب کچھ ہماری اور نداشتی ہیں۔ اس میں آنا لشیں اور اسْتَحَان ہیں۔ اس کو سمجھو قرآن کی ہدایت اور نیمت کے بغیر رسمیح سیست میں سفر زندگی جاری نہیں رہ سکتا۔ اللہ کی ذات پر ایمان اور چین حکم رکھو۔ اللہ کی اطاعت اور بندگی میں دن رات کے پانچ وقتیں کی نماز اور بندگی پابندی سے کرنے رہو۔ اللہ کی عطا کی ہوئی زندگی پر راضی اور خوشی رہو۔ تقدیر پر لپی رنگی زندگی گزارو۔ لوگوں کو دیکھ کر ان کی حرصِ اللع اُن کی طرح بننے کی کوشش سَت کرو۔ ہر ایک کی تقدیر الگ الگ ہے۔ خوشحالی، ترقی، دولت، اعلیٰ سعیار زندگی دیکھ کر تم بھی ان کی حرص اور ان چیزیں بننے کی لکھ میں حرام کو حلل سَت کرو۔ اللہ کی نافرمانی میں سَت لگ جاؤ اور اللہ کو ناراضی سَت کرو۔ ورنہ پچھتاوے۔ نقصان اٹھاؤ گے۔ تمہارے لئے اسلام کے مانتے والوں کے لئے بھی اللہ نے

ایک بُشانی ایک معجزہ دیا ہے۔ اور وہ معجزہ قرآن ہے۔ قرآن کی بدایتِ نصیت صبح و شام روزانہ پڑھنے سے غور کرنے سے ملتی رہے گی۔ تم سیدِ حی راہ پر رہو گے۔ مخلّاتِ معاشرہ اور پریشانیاں زندگی کے ساتھ ہیں۔ صبر کرنے رہو۔ نماز سے سیارا اور وسیلے پکٹو۔ جو بھی تکلیف اور حاجت ہو۔ سنت مراد ہو۔ نیازِ نذر ہو۔ اللہ سے راستِ انگوالہ سے راست کھڑے ہو کر پیش کر ہاتھ اٹھا کر انگووہ فرور دیگا۔ اس نے تم سے پہلے بھی سب کو اسی طرح دیا ہے اور آئندہ بھی مانگنے والوں کو ضرور دستارہتا ہے۔ مومن تو اس کے خاص بندے ہیں۔ اللہ کے محبوب رسول کے امتی اور رسول اللہ کا نام لے کر درود و سلام و مصلوٰۃ صبح و شام بینے والوں کو بخلا اللہ کس طرح چھوڑ سکتا ہے بھول سکتا ہے۔ محروم کر سکتا ہے۔ لوگو! اللہ کے الاطاعت گذار عبادت کرنے والے اللہ سے ڈر نیوالے بن جاؤ۔ قرآن روزانہ پڑھنے رہو اسکی بدایت کے مطابق یعنی لپنی لپنی زندگی ڈھال لو پھر تم کامیاب رہو گے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اقْرَبَ لِلنَّاسِ حَسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مَعْرُضُونَ

نمبر ۳۱۔ سورہ الانبیاء۔

غفلت۔ سُتی اور لاپرواہی بہت ہو چکی ہے۔ اب آجا و وقت بہت تصور ڈارہ گیا ہے۔ یہ سُتی کا ہلی چھوڑ کر باہر بھل آؤ اور اپنے اعمال کے وزن میں کجھ بیشی کو دیکھ لو۔ کچھ بھروسہ ہیں اس زندگی کا۔ نہیں معلوم کب وقت پورا ہو اور بلاؤ آجائے۔ بے خبری میں مت رہنا۔ ورنہ ساری زندگی کا خسارہ ہے۔ لوگو! تمہاری بھل کو کیا ہو گیا؟ ابھی تک گمراہی سُتی اور غفلت ہو رہی ہے۔ اللہ کی بدایت اور نصیت کی کتاب سامنے کھلی ہوئی ہے۔ اور تم اس کو پڑھنے ہو اور نسبختے ہو نہ اس کے ڈرائیں دھنکانے کا اثر لیتے ہو اور نہ قرآن پر عمل

کرتے ہو۔ یہ لیسی دنیا طلبی ہے بھیاں کی حرص اور لفج تہارے اندر مال و دولت دنیا سیست
 ریئنے کی سماں ہوئی ہے۔ یاد رکھو۔ خالی با تھیاں سے جانا ہے۔ یکندر، سیزز، سکیان سب ہی
 یاں سے خالی ہاتھ گئے۔ بات صرف یہ ہے کہ ول نور نظر جب زم نہ ہوں۔ اللہ کا ڈر خوف
 شروع سے دل میں نہ ہو، دل سخت ہوں تو یہ عقل کے اندر ہے ہرے غفلت کی گھیری نیند
 میں اس طرح سوئے ہوئے ہیں کہ موت کی نیند ہی آن کو آخرت میں جائے۔ کوئی نصیحت
 پیدا ہت قرآن کی آن پر اثر نہیں کرتی۔ اس دنیا کی حارضی محبت میں آخرت کی ہمیشہ کی
 زندگی کو مت بھونا۔ یہ دنیا کھیل تماشے کے لئے نہیں یعنی کی جو تم دن رات ڈرامے
 کھیلتے ہو۔ یہاں تو قدم قدم پر آذناش ہے اور تہارا اسکان ہے۔ نیکی نور بدی دو نول کبی
 یکماں نہیں ہوئے۔ اس کے فیصلے کے لئے آخرت رکھی گئی ہے۔ اس کی فکر کو۔ اس کا زاد
 راہ، تو شہ آخرت تیار کر کے ساتھ لیتے جاؤ۔ دنیا سے نیکی و تقویٰ کی چادر ساتھ لیجاو تو وہی قبر کا
 کفن بن گرائی پر تم قبر میں لیٹو گے۔ دنیا سے بدی کا کاشول بھرا خاردار بستر بور یا ساتھ لیجاو
 گے تو قبر کے اندر دبی بجا کر سونا ہو گا۔ یہ تہارے اختیار میں ہے۔ قرآن کی نصیحت و
 پیدا ہت۔ اللہ کے حبیب کی حدیثیں رہنمائی کے لئے سب کچھ تہارے پاس ہے۔ یہ ساری
 کائنات اس کا ذرہ ذرہ چرند و پرند۔ پھر اس کے سائے۔ سند اس کی پیریں اس کی نباتات
 مخلوقات سب ہی صبح و شام اللہ کی عبادت و بندگی، ذکر حمد و شنا میں مشغول رہتے ہیں۔
 عبادت اور بندگی کرنا اللہ کا مقصد نہیں ہے بلکہ انسان کو خلافت ارضی کی امانت دے کر اللہ
 کی اشرف اعلیٰ مخلوق کو امانت و دیانت کا اعلیٰ نمونہ بنانا مقصود تھا اور انسان کو زندگی کے
 سارے اعمال کا روز قیامت جوابیہ وہ بنانا مقصود تھا۔ مگر یہ انسان اشرف مخلوقات اللہ کو
 بسوئے سے بھی یاد نہیں کرتا۔ اس کا ڈر خوف ذرا نہیں ہے۔ اسکی کتاب نصیحت پیدا ہت
 کو کبھی پڑھا نہیں۔ اسکو سمجھا نہیں، اللہ کے رسول کے کی عمل پر عمل نہیں کیا۔ کیا
 نادان۔ غفلت میں کاپلی اور سستی میں کیا سے کیا بن گیا ہے۔ آخرت سے اس کے انعام سے
 غافل ہو گیا ہے۔

قیامت کا وعدہ پکا ہے۔ حسرہ و آسیگی۔ قیامت کے آنے پر ایمان اور یقین مضبوط
 رکھو۔ اس دن ایک ایک عمل کی جو دنیا میں کرنے رہے اس کی جانش پڑتاں ہو گی۔ اس کا
 وزن ہو گا اس حساب سے فیصلہ سنایا جائے گا۔ قیامت کا یقین اس کے آنے کا ایمان اگر شکم
 ہو جائے تو زندگی کا مرزا بدل جائے۔ نہیں کھیل ٹھٹھا مذاق سب بھوک جائیں۔ لرز جائیں۔ بات

سمجھ میں آجانا ہے۔ اور وہ قرآن روزانہ پڑھنے تکوت کرتے رہتے ہے پیدا ہو سکتی ہے ورنہ آجام کی کوئی خبر نہیں۔

آیت ۵۰ سے ۱۷ تک پچھے ان بیانات میں کام کی جھم کا ابرا، کسی میصر سے حضرت عیشی بن مریم کے عالات کا مختصر ذکر ہو رہا ہے۔ ابرا، کسی میصر کی مثال اسلام۔ اُنکَ اللَّهُ ربُّ الْمَلَائِكَةِ کا نونہ ہے۔ قیامت تک اسلام قبل کرنیوالوں کے نے مکمل حوالگی اور پُرُودگی، اللہ کی رُحْمَۃ۔ مذہاب اور الماعت فرمان برداری کے نے اصل تعلیم اسلام ہے۔ ابرا، کسی میصر کا اسوہ حَسَنَۃ اسکی مثال سامنے رکھو۔ حضرت لوط میصر کے بخارا زاد بیانی اور بیوی کے سے بیانی تھے۔ انہوں نے دن و ایمان کے نے ابرا، کسی میصر کے نونہ پر عمل کیا اور ہم بہنوئی کا ساتھ دیا۔ ماں باپ و ملن شہر سب کو خیر باد کر دیا۔ اللہ نے ان کا جذبہ ایمان قبول کیا۔ نیوت حطا کی۔ مگر ان کو جو قوم ملی اہر دُرستی ولی، لوالت بے حیانی۔ بد کاری۔ شہوت کی دلداری۔ خائن چور ڈاک کے میں مشہور ہو گئی۔ لوط میصر کی تعلیمات کا ان پر کچھ اثر ہیں ہوا۔ لوط میصر کی گھروالی ان کی لہنسی بیوی بھی ان کی تافر ان۔ زبان دراز، خائن ثابت ہوئی۔ اللہ نے ساری قوم کو سکار کر کے ہلاک کر دیا۔ ان کی بیوی بھی ہلاک ہونیوالے مجموعوں میں شامل تھی۔ ایمان والوں کو اللہ نے شہر سے باہر اسَن سے لکال لیا تھا۔ اللہ نے فرشتوں کے ذریعہ ابرا، کسی میصر کو اسی طبق میصر کے پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی جبکہ ان کی بیوی بُوْلُمی لور بانجھ تھی۔ ابرا، کسی میصر نوے سال سے اور پُر ہو گئے تھے۔ لمبی سارہ سے کوئی اولاد نہ ہوئی تھی۔ اللہ جو چاہے اِنَّمَا دِيدَنِي اُسکی مرضی اور خوشی۔ حضرت دلوٹ میصر اور ملیمان میصر دو نوں باپ بیشوں کو نبوت۔ سلطنت۔ پاؤ شاہت حطا ہوئی۔ اس اعاف کرنا سکھایا۔ ایسی جلیل القدر حکومت بادشاہت دی کہ قیامت تک ایسی مثال نہیں ملی۔ بے مثال حکومت تھی۔ ایسی طرح حضرت ایوب میصر کو بے مثال صبر عطا کیا اور صبر ایوبی شہود ہے۔ محفلی کے پیش میں حضرت یُوسُف میصر کے نے بے مثال ذکر و لذکار کا ذکر ہے۔ *لَذَّ الْأَمَّةِ*۔ کا ذکر کرنیوالے معہبیت کے وقت جل میں اندھیروں میں محفلی کے پیش کے اندر رہتے ہوئے اللہ کو یاد کرتے اس کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ حضرت اس محل میصر میں سوار کر کے، ساتھی زفرم زرم اور حضرت لور میں میصر کا ذکر سنایا گیا۔

مرکع ۵۲ سے اللہ کے محبوب بندے ابرا، کسی میصر کا ذکر ہے جسکو اللہ کی سرفت حاصل ہوئی تھی۔ ابرا، کسی میصر کے دین ایمان اور یقین کو اللہ نے قبول کیا۔ انہوں نے اپنا مال لہنسی اولاد بچھے اللہ کی رُحْمَۃ اور خوشی کے حوالے کر دیا تھا۔ اسلام۔ اُنکَ اللَّهُ ربُّ

لَهُمَا لِيْكُنَ اسْ نَفَرْ نَفَرْ دَكْحَبَا يَا۔ وَهِيَ مُتَسَمِّمَ وَرَصَنَا اللَّهُ كَمْ آخْرِي رَسُولُ كَمْ سَارَى زَنْدَگِي رَهِيَ اسْ زَنْدَگِي مِنْ آخْرِي رَسُولُ كَمْ تَمْ پِسْرُوْيِي كَرَ لَوْهِي تَهَارِي نَجَاتُ اورْ بَشَّشَ كَمْ كَمْ لَتَے کافِي ہے۔ آدَمْ بِلِعَمْ كَمْ سَارَے حَلَوْمَ حَضَرَتُ اورْ لِسْ جَهَنَّمَ كَمْ سِكَانَے گَئَے اورَ اللَّهُ لَنَّ اپَنَے دَوْفَرَشَتَهَ بَارُوتُ اورْ مَارُوتُ كَمْ كَوَافِيْنَ پَرْ بَسِيَّا کَهَ وَهَ اورْ لِسْ جَهَنَّمَ سَعَيْمَ حَالَ مَحَالَ كَرِيْسَ۔ (سَوْدَهَ الْبَقَرَهَ مِنْ حَوَالَهَ ہے) مَعْنَیِ بِلِعَمْ کَوَادَ کَرِيْا جَهَنَّمَ كَمْ مَنَّتُ مَرَادَ بَنَيَا يَا۔ ذَكَرِيَا بِلِعَمْ بُورَثَهَ ہُوْچَکَهَ تَسَّهَّلَنَّ کَمْ بِيَوَى بَانِبَرَهَ تَسَّيِ۔ اللَّهُ جَبَ جَاهَے لَوْلَادَ دِيدَے۔ نِيكَ سَعَادَتَ مَنَدَ اولَادَ بُرْبَرِيَ لَعَتَ ہے۔ آلَ عَزَّرَانَ مِنْ حَوَالَهَ ہے۔ لَيِّنِي مَرِيمَ لَوْرَ صَيْنِيِّ جَهَنَّمَ كَا حَالَ سَنَيَا يَا۔ جَنِّي كَمْ قَوْمَ نَفَاقَ سَعَيْمَ تَسَّافَقَ سَعَيْمَ قَوْمَ كَمْ شَيْرَازَهَ بَكْسِيرَ دِيَا تَعَا۔ عِيَانِي مَذَنِبَ كَوَافِيْمَ كَرَكَے، کَمْيَ مَذَاهِبَ كَمْيَ فَرَقَ۔ رَوْمَنَ كَيْتَحَوْلَكَ۔ پُرُودُ لِيَشَتَ فَرَقَ۔ الْأَكَ الْأَكَ كَرَدِيَّتَ اِنْهُوْنَ نَتَ لَهُنِي عِبَادَتَ گَاهِيْنَ الْأَكَ كَرَلِيْسَ۔ کَتَابِيْنَ اَبْنِيَلَ مَقْدَسَ كَمْيَ بَنَالِيْسَ۔ اللَّهُ قِيَامَتَ كَمْ قَرِيبَ يَاجُونَجَ وَمَامُونَجَ جَيَسِيَ سَنَاكَ وَ خَالَمَ قَوْمَ كَوَ بَعْجَيَهَ كَا جَوَسَبَ سَعَيْمَ لَهُنِي جَنْجُوْيَانَهَ تَبَاهَ كَارِيَا يَا۔ اِيَيِي مَجاَيِيْسَ كَمْ كَرَ دُنِيَا عَشَ عَشَ كَرِيْسَ۔ پَھَرَ قِيَامَتَ آسِنَگَ ہَرَ چَيْزَ فَتَأَهْوَجَا سِنَگَ یَهَ کَانَاتَ لِيَسِتَ دِيَ جَا سِنَگَ۔ اَسْ دَنَ سَعَيْمَ۔ اَسْکَنَ خَبَرَ رَكْحَمَوْ۔ رَوْزَ قِيَامَتَ پَرَ اِيمَانَ اللَّوَهَ وَهَ بَالِغَيْبَ ہَے۔ چَھَمَکَهَ ہُوْنَی پُوشِيدَهَ خَبَرَ ہَے۔ اَهَانِكَ آجَا سِنَگَ یَهَ قَرَآنَ اَسْکَنَ خَبَرَ دِتاً ہَے۔ اَسْکَنَ تَيَارِي اورْ سَنَوارَنَ نَتَ کَتَارَهَتَ ہَے۔ قِيَامَتَ کَانِتَهَيِںَ اِيمَانَ کَاحِصَهَ ہَے۔ قِيَامَتَ کَيْ تَيَارِي اِسِيَ دِنَيَا سَعَيْمَ کَرَ کَے چَلَوَ۔

بَنِي اِسْرَائِيلَ کَمْ جَلِيلَ الْقَدْرِ بِسَفِيرَوْنَ مِنْ حَضَرَتُ اولَادَ بِلِعَمْ اورْ سَلِيْمانَ جَهَنَّمَ کَادَ کَرَ بِرَبَّهَ خَاصَ اورْ سِينَ آموزَ ہَے۔ اُنَّ کُو پَادِشاَهَتُ شَهَنَشَاهِتَ حَكْمَتُ وَاتَّقِدارُ سَلَطَتُ دِنَيَا پَرَ حَكْرَانِيَ کَا حَقَّ اورْ جَنَّاتُوْنَ کَوَ اپَنَے تَابِعَ رَكَهَ کَرَ اُنَّ سَعَيْمَ خَدَمَتَ لَيَسَنَهَ کَا حَلَمَ سِكَطَا يَا گِيَا تَسَا۔ جَنَوَ۔ شَيَطَانُوْنَ کَوَ قَابُوْرَ کَرَنَے اُنَّ سَعَيْمَ طَرَحَ کَمَ کَامَ لَيَسَنَهَ اورَ اُنَّ کَوَ صَمَرَوفَ رَكْحَنَے کَا حَلَمَ سَلِيْمانَ بِلِعَمَ کَوَ عَطَالَ کَيَا گِيَا تَسَا۔ سَارِي دِنَيَا کَيِي نَعْمَتَيِںَ دَلَّ اورْ پَھَرَ نَبُوتَ رَسَالَتَ بِيِي وَرَثَهَ مِنْ حَلَّا کَيِيںَ۔ مَكَرَ اللَّهُ کَمْ نِيكَ اَطَاعَتَ مَكَذَارُ فَرِيَا يَا بَرَادَرَ بَنَدوْنَ کَيِي پُورَمَیِي پُورَمَیِي شَانَ۔ اُنَّ بَانَ لَوَرَ بَهْتَرِيْنَ مَثَالَ اُنَّ دَوَنَوَنَ بَاپَ اورِ بَيُوْنَ کَيِي زَنْدَگِي تَهَارَے سَاسَنَے قَرَآنَ پِيشَ کَرَتَ ہَے۔ وَهَ دَوَنَوَنَ کَسِيَ وَقَتَ بِسِيَ اللَّهُ کَوَ نِيَمَ بُھُولَے ہَنَے۔ ہَرَوَقَتَ اللَّهُ کَمْ شَكَرَ مَكَذَارَ رَبَ ہَے ہَنَے۔ اللَّهُ کَمِي نَعْمَتوْنَ کَشَكَرَ اَداً کَرَ نَيَوَالَے۔ صَبُعُ وُثَامَ عِبَادَتَ وَبَندِگِي کَرَ نَيَوَالَے ہَنَے۔ ہَرَوَقَتَ اللَّهُ کَادَرَ خَوْفَ دَلَ مِنْ رَكْحَنَے وَالَّهَ تَرَظَلَی بَرَادَمَ ہُوْ کَسَحَدَے مِنْ گَرَجَانِيَوَالَّهَ تَنَے۔

کِيَا کَچَھَ نَهَ تَهَا اِيكَ پَادِشاَهَ کَمْ پَاسَ اللَّهُ کَمْ حَكْمَ تَهَا اَسَے! دَوَادَ اَنْصَافَ اورَ عَدْلَ کَوَ کَبِيَ

پاتھ سے جانے نہ دنا۔ فریادی رات کے وقت فریاد کرے تو تمہاری نیند تم پر حرام ہو گئی۔ اس کا فیصلہ کئے بغیر بستر پر دُبّارہ نہ جانا۔ انصاف کا فیصلہ دنا۔ اللہ تمہیں دیکھتا رہتا ہے۔ اسے داؤ دلِّیل و سلیمان جیلیم حکومتِ ملکت سے ایک پانی ایک لقرہ سرکار کے خرچ پر نہ کھانا۔ مکراں پر رعایا کا مال کھانا حرام ہے۔ خبردار۔ رعایا کے مال میں خیانت کی۔ اپنے ہاتھ سے اپنی روئی اپنا لقرہ طلائیں طیب کھا کر کھانا۔ ہم نے تمہارے لئے لو ہے کو نرم کر دیا ہے۔ سلیمان کے لئے تابے کو قابو میں دیدیا ہے کہ وہ لپنی صفت گرمی سے ہاتھ سے منٹ کر کے چیزیں بنائیں اور فروخت کریں۔ اس روزی کو کھاؤ۔ اللہ کی عبادت و بندگی میں مشغول رہو۔ اللہ کا نکر ادا کرتے رہو۔ بہت سے بندے اللہ کا نکر ہی بجا نہیں لاتے۔ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو اپنا حق اور استحقاق بننا کر استحقاق کمیشی بنانا کہ اس سے فیصلہ لینے اگر یہ لوگ قرآن پڑھتے اس کے اندر معنی و معنوں پر غور و فکر کرتے تو قرآن کی بدایت و نیمت ان کے قلب و ذہن دل و دماغ اور عقل و پوш کو سمجھاتی گہ وہ کیا کر رہے ہیں اور ان کو کیا کرنا چاہیے۔ سب کو ایک اللہ کے ہاں بالآخر جانا ہے کہنے مکران اللہ کے ہاں جا چکے۔ اللہ کی عدالت میں سب پوچھا جائیگا۔

آیت ۸۷-۸۸۔ حضرت داؤ دلِّیل و سلیمان جیلیم کا باغ والوں کے لئے فیصلہ تھا۔ باغ والے کی کمیتی بکریوں نے اجارہ دیا تھا۔ بکری والے پر باغ والے کا مقدمہ تباکر نقصان کی تلفی کس طرح ہو گی۔ حضرت داؤ دلِّیل نے فیصلہ کر دیا کہ باغ کے نقصان کے معاوضے میں بکریاں ضبط کر لیجائیں آس طرح باغ والے کا نقصان پورا ہو۔ حضرت داؤ دلِّیل نے جو فیصلہ دیا اس میں ایک کے ساتھ انصاف ہوا اور دوسرے کے ساتھ انصاف نہیں تھا۔ حضرت سلیمان جیلیم نے کہا یہ انصاف کے علاوہ فیصلہ ہے۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ویران اجارہ ہوا باغ بکری والے کو دے کر اس کی خدمت اور درسخی کے کام پر کامیابی جائے کہ وہ اسکو اسکی اصلی حالت پر لے آئے۔ جیسا کہ وہ لپنی پہلی حالت میں تھا۔ اس دوران باغ والا بکری والے کی بکریوں سے دودھ کا فائدہ اٹھائے اور اپنے نقصان کی تلفی کرے۔ جب تک باغ لپنی پہلی حالت میں نہیں آ جاتا تب تک بکریاں بکری والے کے حوالے نہ کیجائیں۔ اس طرح دونوں کے نقصان کی تلفی ہو جائیں اور دونوں کا نقصان پورا ہو جائیگا۔

قرآن حکم دیتا ہے کہ عدالت کا بعج یا چیز جیش جب بھی لوگوں کے مقدادات کا فیصلہ کرنے اسکو تین باتیں اللہ کی طرف سے ذہن میں رکھنی چاہئیں۔

۱۔ فیصلہ ہن اور انعامات کا ہو۔ دنیاوی حکومت، بادشاہ حاکم کی مرضی و مشاء اس میں دخل انداز نہ ہو۔ اور نہ دنیاوی نفع اور لائیج کی مصلحت و حکمت اس میں پوشیدہ ہو۔ اللہ کے لئے فیصلہ ہوگا۔

۲۔ اسکی ذاتی خواہش اور مرضی۔ اس کا اس کے خاندان کا اولاد کا قوم اور فرقہ کا کوئی مخاوف اور مصلحت اس کے نیچلے پر اثر انداز نہ ہو۔

۳۔ اللہ کا ڈڑھوف دل میں رہے تاکہ روز قیامت اس سے جواب دی پر وہ تیار رہے۔ اور کسی کا خوف دل میں نہ رکھے۔ حاکم اور سُفْحَ، بجع کو حق حاصل ہے کہ مقدُّسہ کے اصل حقوق کا پتہ گلا نے جوانہات میں مدد لئے انعامات میں جلدی کرے اور نا انصافی کسی سے نہ ہونے پائے۔

لوگو! خلفت سے سُستی سے باہر لکھ آؤ۔ یہ زندگی ہر ایک کو بہت تحملی ملی ہے۔ بہت جلد ختم ہونیوالی ہے۔ مہلت اور وقفہ بالکل نہیں اب بھی وقت ہے۔ اللہ سے بخش و مغفرت طلب کرو۔ توبہ کر لو تصدقہ دے کر پاکی صفاتی سترائی کرو۔ قرآن کو ہاتھ میں اٹالو۔ دین رات پڑھتے رہو۔ اسکی بُدایت و نصیت تمہارا انعام بنیج رکھیں۔

حضرت ایوب مبلغہ کی مثال دی گئی ہے ان کے صبر کی اعلیٰ مثال قرآن دستا ہے۔ اللہ کے پیغمبر بنائے گئے تھے۔ اللہ نے ان کا بھی استحان لیا وہ بھی آذناش میں ڈالے گئے تھے۔ انہوں نے صبر ایوبی کی مثال قائم کی، زبان پر ٹکوہ ٹھیکیت نہیں لائے۔ اللہ پر کامل یقین اور بھروسہ تھا۔ اللہ کی رضا میں ہُدو کو سپرد کر چکے تھے اور صبر کرنے رہے۔ پال پچے کھیت، باغ مال مویشی سب کچھ چھین لیا گیا تھا۔ بیماری ان کے اوپر مسلط کروی گئی تھی۔ لا اعلان بیماری سے ہر طرف سے مایوسی تھی مگر اللہ سے بھروسہ نہیں ٹوٹا تھا۔ بندگی اور ذکر میں تاریکی کا اندھیرا، پھیلی کے پیٹ کے اندر چلے گئے تھے۔ اللہ کا بھروسہ نہیں ٹوٹا تھا۔ اللہ کی یاد کو نہیں چھوڑا۔ زبان پر "لَا إِلَهَ إِلَّا إِنْكَ سُجَانُكَ أَنْتَ كُنْتَ مِنَ الظَّالِمِينَ" کا وظیفہ پڑھتے رہے تھے۔ وسیل پھیلی اللہ کے نام کے ذکر سے اور تاثیر سے اپنا شکار ہضم نہ کر سکی۔ بے چین پھرتی رہی۔ اور سمندر کے کنارے اگل دیا تھا۔ اللہ کے نام کی تاثیر اللہ کے ذکر کا اثر فیض،

رَحْمَةً، أَثْرَ، بُرْكَةً كُوئي مُعْوَلِيٌّ نَهِيَّ بِهِ۔ اللَّهُ كَمْ ذَكَرَ سَبَقَهُمْ كَوْنَمُرُودِيَّ كَيْ أَكْلَ جَلَانَهُ
رَسْكَى تَسْعِيَ۔ اللَّهُ كَمْ نَامَ كَيْ بُرْكَتْ وَذَكَرَ سَيِّدَ يَادَ سَيِّدَ يَادَ يُونُسَ طَلَقَمْ كَوْدَهِيلَ مُجَلِّيِّ ثَلَلَ تُوْرِكِيَّ مُكَرِّيَّ مُكَرِّيَّ اپْنِي
غَذَاَ اللَّهُ بِنَاسِكِيَّ بَاَهَرَ ثَالَلَ كَرَجِينَ پَانِيَّ۔ قَرْآنَ اسَ سُورَتَ مِنْ انبِيَاءَ طَلَقَمْ كَمْ وَاقِعَاتَ اورَ حَالَاتَ
سَنَاَكَرَ لِقَنِينَ دَلَاتَاَ هَيَّ كَمْ نَامَ مِنْ زِبَرَدَسَتَ اَثْرَ اورَ تَاثِيرَ هَيَّ۔ اللَّهُ كَمْ مِنْ
زِبَرَدَسَتَ اَثْرَ اورَ تَاثِيرَ اورَ شِفَاهَ كَاملَهِ رَحْمَدَيَّ كَيَّ سَيِّدَ۔ بَهْتَرِيَّنَ نَصِيحَتَ وَهَدَائِيَّتَ اورَ بَهْتَرِيَّنَ
قَطْبَ نَماَزِندَگِيَّ كَمْ سَفَرَ كَاَهَاتَهُ مِنْ دَهْتِيَّ هَيَّ كَمْ اِسَ كَيْ رِبَسَانِيَّ مِنْ صِرَاطِهِ سَلَقَمِيَّ پَهْلَتَهُ رِهَنَاَ-
اِسَ كَيْ عَلِيمَاتَ سَيِّدَ زَنْدَگِيَّ كَوْهِمْ آهَنِگَ اورَ مُظَابَلَتَ بِنَالِيَّنَاَ- پَهْرَنَهُ دُنِيَاَ كَاَ كَوَافِيَ غَمَ وَسَعَ تَمَ كَوْ
ہُوْگَاَ نَهُ دُجِيَاَ تَمَ كَوْ کَبِيَ سَتَاَ سَكِيَّ اورَ نَهُ تَلْهِيفَ دَسَّ سَكِيَّ هَيَّ اورَ نَهُ نَقْصَانَ پُهُونِچَاَ سَكِيَّ هَيَّ۔ یَهُ
قَرْآنَ كَرِيمَ كَمْ كَيْ تَاثِيرَ هَيَّ۔ اَثْرَ، فِيضَّ، بُرْكَتَ اورَ رَحْمَةً هَيَّ۔

آیَتَ ۷۹۔ اللَّهُ تَعَالَى جَسَرِيَّ بَسْتِيَ اورَ آبَادِيَّ کو اُسَّ کَے گُناہُوں فِرْكَ اورَ ظُلْمَ کَيْ وَجْهَ
سَيِّدَ تَبَاهَ وَبَرَبَادَ كَرَوْنَا چَاهِتَاَ هَيَّ تَوْأَنَ پَرَ آسَانَ سَيِّدَ یَا زَمِينَ سَيِّدَ عَذَابَ بَحْرَجَ دَهَتَاَ هَيَّ۔ یَا
شَيْطَانَ مِفْتَ لَوْگُوں کَوَانَ کَا حَكْمَ اورَ چُوْ کِيدَارَ بِنَا کَرَ بِشَادَهَتَاَ هَيَّ تَجَوْانَ پَرَ ہَلَكَتَ وَبَرَبَادِيَّ
بِرَسَاتَهُ رِهَتَهُ ہَيَّ۔ یَا جُونُجَ وَمَاجُونُجَ سَيِّدَ مُتَلْعِنَ صَرْفَ قَرْآنَ کَيْ درِيَافتَ هَيَّ کَمْ وَهُ حَسْرَتَ
نُورُ طَلَقَمْ کَيْ نَلَّ سَيِّدَ اُنَّ کَے پُوَّتَهُ یَافتَ کَيْ اولَادَ سَيِّدَ عَزَّزِيَ نَلَّ۔ اورَ مُنْگُولُ نَلَّ مِنْ پَیَّبلَے
ہَوَّتَهُ ہَيَّ۔ یَا قَوْمَ دُنِيَاَ مِنْ مُوجُودَ ہَيَّ۔ سَکِنْدَرِ ذُواَلَقَرَنِيَّنَ نَهُ اللَّهُ کَمْ تَهَدِيَ اُنَّ کَوَایِکَ
آہَنِیَ دِیوارَ سَدَ سَکِنْدَرِیَّ کَے پِچَھَے مُجْبُوں کَرَدَیَاَ تَهَاَ۔ قَرْآنَ کَا سُورَهُ ہَجَفَتَ مِنْ ارشادَ ہَوَتَاَ هَيَّ کَمْ
جَبَ اللَّهُ کَا حَكْمَ ہُوْگَاَ اللَّهُ چَاهِتَے گَاَ یَا جُونُجَ وَمَاجُونُجَ دِیوارَ گَراَ کَرَ اُسَّ کَوَ عَبُورَ کَدَ کَدَ دُنِيَاَ مِنْ فِتْنَهَ وَ
فَادَ قَتلَ وَغَارَتَ گَرِيَ کَرِيَ کَرِيَ کَرِيَ۔ اورَ بَلَندَیُوں سَے پَهَارُوں سَے شَمَالَ کَيِ طَرفَ سَيِّدَ دَنَدَ نَاتَهَ
رَنْجَے کَيِ طَرفَ کَوَبَچَ کَرِيَ کَرِيَ۔ جُو کَوَافِيَ سَامَنَهُ اورَ دِرِیَانَ مِنْ سَلَے اُنَّ سَبَ کَوَغَارَتَ کَرَ کَرَ
پَلَاكَ کَرَسَ گَےَ۔

اسَ دُنِيَاَ مِنْ نِیکِيَ اورَ بَدَیَ کَا ہَرَوَقَتَ مَقَابِلَهُ ہَوَتَارَہَتَاَ هَيَّ شَيْطَانَ کَا عَملَ دَهَلَ بَھِيَ سَاتِهِ
سَاتِهِ رَہَتَا اورَ بَھَلَاتَا رَہَتَا هَيَّ۔ قَرْآنَ اسَ زَنْدَگِيَّ کَوَ اسْتَحَانَ، آنَائِشَ اورَ اِبْلَكَهَتَاَ هَيَّ شَيْطَانَ
کَمْ عَلَادَهُ اسَانِيَّ یَا جُونُجَ اورَ مَاجُونُجَ شَرِپَسَدَ قَوْمِيَّ اَبَ بَھِيَ اِیْسِيَّ ہَيَّ جِنَ کَا شَغَلَهُ تَبَاهَ وَتَارَاجَ کَرَنَا
ہَوَتَاَ هَيَّ۔ لَوْگُوں کَوَ قَتلَ وَغَارَتَ گَرِيَ سَيِّدَ اُنَّ کَوَ خُوشِیَ ہَوَتَیَ هَيَّ۔ اُنَّ کَوَ بَھِيَ آزَادَ چُھُورُ دِیَاَ گَیَا
ہَيَّ۔ سَبَ کَوَ کَھَلِیَ چَھِیَ دُھِیَ گَئِیَ هَيَّ۔ اسَ دُنِيَاَ مِنْ جُونِنَ مِنْ آتَے وَهُ کَرَتَهُ پَھَرُو۔ دَنَدَ نَاتَهَ
رَهَوَ۔ اُنَّ سَبَ کَے لَئَے آخِرَتَ رَكْبَتِیَّ گَئِیَ هَيَّ۔ وَہَانَ سَبَ کَا فِيصلَهُ ہُوْگَاَ یَسَبَ کَے اَعْمَالَ کَا

پورا پورا ریکارڈ۔ ویدیو، فلمیں ویدیو کیٹ اور ٹیپ سب محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ روزِ قیامت صانعین دکھا کر فیصلہ سنایا جائیگا۔

لوگوں کی آخرت سے ڈراحتا ہے۔ اللہ کی میرزاں عدالت ہو ریامت سے خبردار کرتا اور ڈراحتا ہے۔ قرآن کی تعلیمات پر عمل کرو۔ اسکی ہدایت و نصیحت صبح و شام سامنے رکھو۔ موت کی وقت بھی اسکتی ہے۔ پھر یہ موقعِ مہلت و قدر بھی ختم ہو جائیگا۔ خالی ہاتھ آنکھ موند کر بے بیس ہو کر چلے جانے سے پہلے بہتر ہے کہ خبردار ہو جاؤ۔ لپی آخرت کا سامان تیار کرو۔ آخرت کی لکڑ کرتے رہو۔ یہ ساری زمین نیک لوگوں کا ورثہ بناتی گئی ہے یہاں نیکی پھیلاؤ۔ نیکی کی تبلیغ کرتے رہو۔ خود بھی نیک یعنی دوسروں کو بھی نیکی کی تعلیمات دیتے رہو۔ نماز کی پابندی رکھو۔ قرآن کی عکالت کرتے رہو۔ اللہ نے اپنے پیغمبروں کو دعا کا طریقہ اور دعا کی آیات سکھائی ہیں۔ اس دعا کے تبعیجے میں پیغمبروں نے اپنا امتحان پاس کیا اور کامیاب ہوئے۔ قرآن میں بہت سی اچھی دعائیں ہیں۔ کسی ایک دعا کو یاد کرو۔ دعائیں صبح و شام مانگا کرو۔ اللہ کا ذکر اس کے نام کی زیارت زندگی کا معمول بنالو۔ دعائیں ہر وقت مانگتے رہو۔ اللہ کی یاد سے کبھی بھی غافل نہ رہنا۔ اللہ کے آخری رسول کی زندگی کو نمونہ بنالو وہ سر اپار حست ہے۔ رحمت بننا کہ اس دنیا میں بیجھے گئے۔ ان کی پیروی اور سُنت پر عمل کرتے رہے۔ قبر میں ڈالتے ہی اس کے پارے میں ضرور پوچھا جائیگا۔ دنیا میں کس کی عبادت اور بندگی کرتے رہے تھے بولو! کیا جواب دو گے۔ ۴۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِيَّاكَ نَسْأَلُ وَإِنَّكَ عَلَىٰ بِكُمْ بِحْكَمٍ إِنَّ زَلَّتِ السَّاعَةَ إِنَّ رَبَّكَ عَظِيمٌ

نمبر ۲۴۔ سورہ لجم۔

قرآن کی جتنی سورتیں اب تک آئی ہیں ان سب میں اس سوت کو برلنی فضیلت اور اہمیت حاصل ہے۔ اس میں دو بحدے کا حکم دیا گیا ہے۔ دوبارہ بحدہ کرنا ہوتا ہے۔ پھر

سورت انبیاء سے اس کا تعلق جڑا ہوا ہے۔ انبیاء کا طریقہ عبادت، ذکر و سیع لور دعا کا رہا ہے۔
دعا کرتے رہنے کی آیات پر سورت کا اختتام ہو رہا ہے۔

اس سورت میں دعا کیا ہے دعا کا طریقہ کیا ہے۔ انبیاء مجھم کا دعا کا طریقہ ابراہیم مجید
نے کس طرح دعا کی لور دعا اپنے خاندان نسل والوں کو سکھائی اس کا بیان ہو رہا ہے۔ یہ دو
سجدوں والی بابرکت سورت ہے۔

گرب سے پہلے آگاہی کرنے اور غفلت سے نکلنے کی تاکید ہو رہی ہے۔ آخرت کو
قیامت کو مت بھولو۔ وہ تو اچانک کی وقت بھی آ جائیگ۔ اسکی ایک حلاست بھونجاں زلزال
زمین کا گھبرانا۔ لرز جانا ہے۔ ڈر و خوف کے مارے لہنی جگہ چھوڑ کر کانپ جانا بیان کیا گیا
ہے۔ انسان بھی زمین کی سی کا بننا ہوا ہے مگر قیامت کے ڈر خوف سے نہیں رہتا کانپ
نہیں جاتا۔ بلکہ صرعی بات سنی ان سئی کر جاتا ہے۔ غفلت، کاہلی اور سُتی کرتا ہے یہ دونوں
باتوں کو سمجھایا جا رہا ہے۔

انسان لہنی حقیقت کو بھوگی۔ یعنی اسکی بھول غفلت اسکو نقصان میں خارے میں
رکھتی ہے۔ موت کو بھولا ہوا ہے۔ موت کے بعد کی زندگی حیات بعد الموت کو بھول جاتا
ہے۔ آخرت کا یقین تکم نہیں ہے۔ اس لئے قرآن روز روز پڑھنے کی تاکید کرتا رہتا ہے۔
تاکہ بھول اور غفلت کم ہو۔ کچھ تو نیست وہ دایت یاد رہے۔ کبھی تو سیدھی راہ پر چلے گا۔
ابراہیم مجید کا ایمان اور یقین پیدا کرلو۔ اسکی پدایت و نیست رہنمائی کے لئے اس
کے پاس نہ کوئی رسول تھا اور نہ کوئی کتاب سامنے تھی۔ صرف ایک دل تھا زرم
اللہ سے خوف اور ڈر رکھنے والا۔ دل ہی کی رہنمائی و رفاقت میں ابراہیم مجید نے اللہ کو پالیا تھا۔
انسان کا دل ہی سب کچھ ہوتا ہے۔ اسمیں اللہ کا ڈر خوف ہونا بہت ضروری ہے۔ بغیر دل کی
رہنمائی دل کی رخصیت اور شوق کے نتیم کسی کو مسلمان بنانکے ہو اور نہ نماز پڑھا سکتے ہو اور نہ
قرآن پڑھا سکتے ہو۔ یہ نکتہ کی بات قرآن لہنی پہلی طویل سورت البقرہ کی پہلی آیت میں بھی
 واضح اعلان کرتا ہے۔ تاکم ذاکر الکتاب للریت فیہ حمدی اللہ تعالیٰ عاصی۔ اللہ کا ڈر خوف دل میں
رکھنے والوں کے لئے پدایت اور نیست کی کتاب ہے صرف ان ہی لوگوں کو فائدہ
پہونچا سیگی۔ بعض لوگوں کا علم و یقین اور ایمان ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ کی عبادت میں دل
نہیں لگتا۔ نماز میں طرح طرح کے خیالات و سوے ذہن میں آتے رہتے ہیں۔ یکم سوئی نہیں
ہوتی۔ خشوع و خضوع نہیں ہونے پاتا۔ بے دل کی نماز سے اُن کا دل اچھا ہو جاتا ہے۔ نماز

سے رُبُت کم ہونے لگتی ہے۔ دل سے تقویٰ لور دل سے مسلمان بنو دعا کرنے سے فائدہ ہو گا دعا کا عمل دل سے ہے۔ دعا کا کلعن دل سے بیٹھ جھرا ہے۔ اس کائنات کی ہر شے اللہ کی بندگی یاد ذکر اور سجدوں میں جمکر رہتی ہے۔ اے انسان ان سے سین سیکھ تو بھی اللہ کے آنکے دل سے جمک جا اور سجده کر۔ یہ پہلا سجده حبادت و حبودیت۔ نیاز مندی اور بندگی کا کرایا گیا ہے۔

عبادت کے لئے ساری زمین مسلمانوں کے لئے پسیلاندی کی ہے۔ جہاں تم کو اللہ یاد آئے وہاں اللہ کو سجده کرو۔ اللہ کے آگے جمک جاؤ۔ عبادت کے لئے مسجدیں بناؤ تاکہ دوسرے دل کو تزہیب ہو۔ مسجد دکھ کر نماز کا وقت لور عبادت کی جگہ معلوم ہو جائے گی۔ عبادت کے لئے ابرا، یسم یہاں نے اس روئے زمین پر ایک مرکز عبادت اللہ کا گھر تعمیر کیا تا۔ لور تعمیر کے وقت دل سے دعا کی تھی۔ اے پیور دگار ہم کو تیری عبادت کرنے کے طریقے سکھا دے۔ تیری منشاء لور مرضی کیا ہے وہ بتا دے۔ اس گھر کو ساری دنیا کے لوگوں کے لئے جو عبادت کی غرض سے یہاں آئیں امن و لمان۔ سکون و رحمت کا گھر بناؤ۔ یہ گھر عام دعوت کے لئے ہمیشہ کھلا رہا گا۔ کسی آنسیوالے پر کوئی پابندی۔ روک نہ ہونے دے اور کسی کو حق پہنچ کر وہ یہاں حاکم اور چیز کیدار بن کر یہاں آنسیوالوں پر روک لائے۔ اور آئے سے ان کو منع کرے۔ سب کے لئے دروازے کھلے رہے۔ اللہ نے ابرا، یسم یہاں کی دعا قبل کی۔ اور یہی قانون قیاست تک نافذ اعلیٰ عمل رہیا۔ کہ بیت الرام کسی کی ملکیت اور حاکمیت میں نہیں رہیگا۔ ہر حاجی کوچھ کے آنسیوالے کے لئے جگہ مفت ملے گی۔ کوئی اجرت اور کرایہ لینا حرام ہے۔ اس گھر کی بیانیاد فتوح دن سے تقویٰ پر کھی کی ہے۔ دل میں اللہ کا ڈر اور خوف اور وہی بنیاد حج کی عبادت کی ہے تقویٰ۔

سیار حرم سے وحدہ لیا گیا تاکہ ابرا، یسم یہاں اس گھر کو اللہ کی عبادت کے لئے آنسیوالوں کے لئے پاک و صاف رکھیں گے۔ فریک کا کوئی شائزہ نہ ہوگا اللہ کی توحید ذکر اور یسوع۔ طواف کعبہ کے سوا کوئی اور عبادت نہیں ہوگی۔ کعبہ کی ہر سمت قبلہ بنائی کی ہے۔ اس کے ہر طرف ہر سمت اللہ اور اسکی رحمت فیض و برکت کے فرشتے ماسور ہیں۔ کعبہ کی ہر سمت قبلہ ہوگی۔ اسی کعبہ کی سمت کے کئی رخ نہیں۔ کسی رخ بھی تم نماز پڑھ سکتے ہو۔ یہ تمہارا اور ساری دنیا کے مسلمانوں کا قبلہ اول قیامت تک رہیا۔ قیامت سے پہلے پر کعبہ جو بیت المعمورہ آسمانوں کی بلندیوں میں سے ایک ہے اس کے بالکل نیچے بنایا گیا ہے۔

سیدھا اٹالیا جائیگا لور بیت المعمورہ میں شامل کر دیا جائیگا۔ یہ محمر اللہ کی امانت ہے اللہ کی ملکیت ہے صرف حج کی عبادت کے لئے ہمارا گیا ہے۔ اس کا احترام کرو۔ یہ شعائر اللہ کھلا تا ہے یہاں ابراہیمؑ کی دعا کا اثر اور فیض ہمیشہ رہیگا۔

قرآن کی سورت ۸۹۔ النَّفَرُ میں اللہ قسم کھاتا ہے۔ فر کے وقت کی اور دس راتوں کی جو ہی ذالمجہ کی دس راتیں ہیں۔ اس میں عرفہ کا دن بھی، دسوں کی فغر و نوں شامل ہیں۔ قریانی کا دن بھی۔ یہ تین دن تو "ایام معلومات" حج کے دن شمار ہوتے ہیں۔ یوم عرفہ یوم حج (قریانی) اور ایام عصریت۔

حج کے ایام عشرہ ماہ ذی الحجه کے چاند دیکھنے سے شروع ہو جاتے ہیں۔ دس دن تک عبادت اور ارکان حج کا خلوص نیت اور تھوڑی سے ادا کرنے کا نام حج رکھا گیا ہے۔ اس کے آخری تین دن کی عبادت میں حرفات اور مژوں لفے کے قیام کو حج کی بنیاد بنا یا گیا ہے جہاں "لَيْكَ اللَّهُمَّ لِيَكْ" کی صدائیں گونجیں گی۔ ہر حاجی خود کو اللہ کی مرضی مشاء اور اس کے طریقے عبادت کے لئے اپنے آپ کو حیا لے کر دیگا۔ یہاں اللہ کی مرضی مشاء اور حکم کے مطابق ہر کام ہو گا۔ حاجی کو مرضی و مشاء کا کوئی نام نہ ہو گا ابراہیمؑ کی دوسرا یہ سی (آیت ۳۰) "فَاجْلِلْ أَنْذَهَ مَنِ النَّاسُ مَتَحَوِّي الْحَمْمٍ"۔ اے اللہ لوگوں کے دل اس کعبۃ اللہ کی طرف تیری عبادت و تھوڑی کئے پسیر دے۔ دلوں کا اللہ کی طرف پر جانا اسلام اہلہ کی تعزیز ہے۔ دل سے ملکان ہونا ضروری ہے۔ نام کا مسلمان نہیں۔ حج کی فضیلت تھوڑی، حوالگی، پسروں دگی اور قریانی کے اظہار میں ہے۔ قریانی کرنا فرض نہیں ہے (آیت ۲۳) واجب اور مستحب ہے۔ مال زکوہ ادا کرنا فرض ہے۔ قریانی کے لئے زکوہ کے نصاب کی ضرط لازمی ہے۔ صاحب مال وجایزاد جو خوشحال جسکے سالانہ خرچ سے آمدی بیج رہتی ہے اس پر زکوہ فرض ہے۔ قریانی فرض نہیں واجب اور مستحب کی گئی ہے۔

رسول اللہ کی حدیث ہے کہ جو شخص صاحب مال وجایزاد ہے خوشحال ہے اگر قریانی نہیں ادا کرتا تو اس کے لئے بہتر ہے کہ وہ عید کی واجب نماز پڑھنے عید گاہ بھی نہ جائے۔ حج کے بعد اصمم رکن دین جہاد قرار دیا گیا ہے۔ جو اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ (آیت ۳۹) جہاد فرض کیا گیا ہے۔ بہرث کے بعد نازل ہونے والی آیت جہاد کی فرضیت کا حکم لے کر اتری ہے۔ مظلوموں کو حق دیا گیا کہ وہ ظالم کا ہاتھ قوت اور طاقت سے روکے۔ اگر اللہ جہاد کا حکم مظلوم مسلمانوں کے لئے نہیں اتنا رتا تو پھر نہ کوئی مسجد زمین پر قائم ہوتی نہ کوئی گرجا گھر اور نہ

یہودیوں کی صلوٽ عبادت گاہ باقی رہتی۔ اللہ نے لبندی حکمت سے ہر نسیر کے لئے سوا سیر پیدا کر رکھا ہے۔ ہر فرعنون بنتے والے کے لئے سوتی کے عھا کا معجزہ ضرور کر دکھائیں گا۔

کہ سے مدینہ حجت کے فوراً بعد حج اور جہاد کا حکم سننا کہ کی فرض ہو نیوالی نمازوں کو اور روزوں کو شامل کر کے اور کان دن کو مکمل کر دیا گیا ہے۔ مک میں صدقہ و خیرات کا حکم فرض کے طور پر دیا گیا تھا جب مدینہ میں زکوٰۃ کا حکم فرض کیا گیا تو صدقہ خیرات کو فرضیت سے ہٹا کر واجب اور مستحب کے درجے میں کر دیا گیا ہے۔ اس طرح ان پانچ اور کان۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور جہاد طریقہ عبادت بنادیا گیا ہے۔ حضرت صیٰفی علیم سیع نے انجلیل کی تعلیم یہ دی کہ ظالم اگر تمہارے سید ہے گال پر تپڑا رہے تو تم اپنا بایاں گال بھی اُس کے آگے پیش کر دو۔ اور اللہ کے رسول نے جہاد کے حکم میں ظالم کے لئے یہ فرمایا کہ ظالم ناہت تھا رہے سید ہے گال پر تپڑا رہے تو تم اُس کے جواب میں اُس کے بائیں گال پر اس قدر زور سے تپڑا گاؤ کہ وہ زندگی بھر تم کو یاد کرتا رہے۔ اور آئندہ کسی سے بھی ظلم نہ کرنے پائے۔

آیت ۸۸ءے اور کان دن مکمل کرنے کے بعد اس انعام پر مسلمانوں کو سجّدہ شکر بجالانے کا حکم دیا گیا۔ اور دوسرا سجدہ کرایا گیا۔ دعا کی قبولیت کے لئے پانچ اور کان دن کا نذر کیسا یاد دیا گیا۔ اس نعمت پر شکر ادا کرنے کے لئے سجّدہ کا حکم دیا گیا اس طرح اس پوری سوادت کی اہمیت واضح کرانی کی دو سجدوں میں۔

نماز اللہ سے راست تعلق اور رشتہ جوڑنے کی حلاست ہے اور طریقہ سکایا گیا ہے۔ دعا ہے دُھاراست اللہ اور بندے کے درمیان قائم ہوگی۔ تیسرا اس میں کوئی شریک نہیں ہے۔ یہ دین کا سب سے احکم اور پہلا رکن ہے اس کا سلسلہ زندگی بھر آخری سائنس تک قائم رہیگا۔ نماز کی کو معاف نہیں کی جگہ اور نہ نماز چھوڑنے کا کوئی فرد یہ مقرر کیا گیا ہے۔ آرام و سکون سے نماز پڑھو جاہر رکعت فرض کی جگہ ہیں تفر کی حالت میں فرض پڑھنی لازمی ہے اس کو نعمت کر دو یعنی دو کر دو۔ خوف کی جنگ کی حالت میں بھی نماز معاف نہیں ہے۔ صرف ایک رکعت رکھی کی ہے۔ لیکن پڑھو ضرور۔ سواری میں ہو یا پیدل نماز چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ قبلہ کی سمت کا خیال رکھو۔ قبلہ نہ معلوم ہو تو جس طرف سواری کا رخ ہے اسی طرف نماز پڑھو۔ ہی قبلہ دوران سفر نماز کے لئے ہو گا۔ شدید بیماری میں بھی نماز معاف نہیں ہے۔ اشاروں سے پڑھو۔ جس حالت میں ہو اُسی حالت میں نماز کے وقت نماز ضرور ادا کرو۔ مرتبے

دم تک نماز پڑھتے رہنا ہے۔ اللہ نے اپنادین کی قدر آسان اور ملکِ العمل بنادیا ہے اور حمَّ اللہ کے مانتے والے مسلمان اللہ کی عبادت نماز اور دعا سے ہی محروم ہیں۔ نمازوں پابندی سے ادا نہیں کرتے ہیں۔ جمُّعہ کے آٹھویں میں ایک باجماعت نماز آتی ہے اس کی طرف توجہ اور خیال بھی نہیں ہے۔ دن میں نہ سختی ہے لور نہ جبر۔ جو احکاماتِ قرآن اللہ کے رسول کو مُسنَّتے گئے ہیں وہ اللہ میں۔ ان میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ فرق اور اختلاف مسلک کا تو ہو سکتا ہے لیکن اصل عبادت کی روح قائم ہوگی۔ اجتہاد کا راستہ لوگوں نے ہکا لا ہے۔ علم و حکمت ضرورِ دنیٰ امور میں کام اسکتے ہیں لیکن اصل روح عبادت اور مشائیٰ حکم ایزدی پر حرفاً نہ آنے پائے۔ انسان کا علم محدود ہے۔ عامَ آدمی کا علم اور اُس کا خواب اللہ کے سبی اور ان کے خواب دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ کے سبی نے ہمیشہ قرآن کے احکامات کو مقدم رکھا ہی رائے لور سنت کو اس سے بالکل الگ رکھا۔ کبھی خلط ملط کر کے ہایا نہیں ہے۔

دنیا کا حذاب و عقیم سمجھا گیا جب حکما اور نافرانیٰ حد سے زیادہ بیٹھ جائیں۔ خدا کا ڈر نور خوفِ دل سے ختم ہو جائے تو پرِ دنیا کے حذاب انسان کو سبق سکھانے، سزا دینے کے نئے اترستے رہتے ہیں۔ ہمیں بیماریاں، حادثات، کار و بار تجارت کا لقصان، آندھی، سیلاب، طوفان و شیرہ۔ دوسرے آخرت کا حذاب اس حذاب کو عقیم سمجھا گیا۔ وہ روز قیامت ہر ایک کے اعمال کے وزن پر دیے جائیں گے جسم کی اگل ہمیشہ کی موت آہ و بکاہ کی حذاب والی زندگی ہوگی۔

اللہ لوگوں کو ہمیلت دیتا ہے ڈر اتنا رہتا ہے۔ دونوں قسم کے حذاب سے قرآن کی آیات میں ہو روکنے کرو۔ دیکھو، چھلی قوموں پر حذاب کی طرح آتے۔ سب کی نافرانیاں مختلف طریقے کی تھیں اللہ نے ان پر حذاب بھی دیے ہی مختلف آسان سے اٹھا رے۔ قومِ حاد پر تابکاری کے پادل بھیجے۔ قومِ ثُمود کو چنگماڑست جیخ نے ان کے دل و جگر پانی پانی کر دیے۔ قومِ شیب اور مدین والوں پر زلزلہ آیا۔ قومِ لوط پر آسانوں سے پسروں کی بارش سگساری ہوتی۔ یہ سارے قصیٰت عبرت کے نئے ہیں جو عذاب کی صورت میں قوموں پر آتے رہیں گے۔ کعبتَ اللہ کی حرث اور تھدیں ہے۔ جسکے پاک و صاف رکھنے کی اور خود بھی پاک و صاف بن کر رہنے کی تاکہ ابراہیم مبلغم کے وقت سے مسلُّل جلی آرہی ہے اور قیامت تک رہے گی۔ اللہ نے عبادت کے سارے طریقے نماز رکوع و سجود دعا اور اذان، نیم، وضو، حلُّ

روح کی پاکیزگی اور تقویٰ۔ قریانی کا طریقہ۔ قریانی کے اصول اور دعائیں بچھے اس سوت میں سکھلا دی گئیں ہیں۔ دل کا تقویٰ دل کی صفائی و تزکیہ نفس کی پرستیرنگاری کے اصول کا طریقہ سکھلا دیا کہ اللہ کو صرف تمہارا تقویٰ ہونا پڑتا ہے۔ بندگی کی نیاز مندی میں اللہ کا ڈر اور خوف احمد ہے۔ تم کو فضیلت عطا کر دی گئی ہے۔ اپنی عبادت کے سارے طریقے سکھلا دیے گئے ہیں اس نے اللہ کا سجدہ لٹکر جا لاؤ۔

دوسرے سجدہ میں مسلمانوں کو زندگی کا دستور العمل دیا گیا ہے کہ وہ مسلم قوم است مسکن کے آخری رسول رحمت کی است اور سخارشی سکھلانیں گے۔ ان کی زندگی میں کافروں، مشرکوں اور بُت پرسنوں کی زندگی میں نایاں فرق ہونا چاہیے۔ مسلم وہ سے الگ اللہ کی پسندیدہ قوم بنائے گے ہیں۔ قرآن کا ارشاد ہے ”وَإِنَّمَا الْأَعْلَوْنَ أَنَّكُنَّنَا مُسْلِمِيْنَ“۔ تم دنیا میں ہمیشہ سر بلند رہو گے اگر مسلمان بن کر قرآن کی تعلیمات اور اسلام کے دستور العمل پر زندگی گذارو گے۔ تم سے دنیا کی لامات کا کام لیا جانیوالا ہے۔ تمہاری نمائت و دیانت تمہارا ایمان اور انفاق۔ اللہ پر اور اللہ کے رسول پر۔ اللہ کا ڈر خوف دل میں ایمان اور ایقان میں ہر وقت تم کو اعلیٰ قیادت کا نمونہ اور دنیا کی حلافت کا حق اور صداقت کا امین بنتا ہے۔ صبر و استقامت کی چجائی۔ حق پر قائم رہنے والے اور حق کے لئے جان مال قریان کرنیوالوں کی مثالیٰ ایسی کسی قوم میں نہیں اسکتی۔ مومن ہو تو دنیا کے سارے چھوڑو۔ اللہ کا سہارا منبوطي سے تھام لو۔ اللہ تمہارا حامی و ناصر دمدوگار ہے گا۔ یہ اس کا وعدہ ہے مسلمانوں سے۔

جو احکامات قرآن کے اللہ کے رسول کو سنائے گئے ہیں وہ لذتی ہیں ان میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے فرق اور اختلاف سلک کا تو ہو سکتا ہے لیکن اصل عبادت کی روح قائم رہے گی۔ اجتہاد کا راستہ لوگوں نے نکالا ہے علم و حکمت، ضروری و نی امور میں کام اسکتے ہیں لیکن اصل روح عبادت اور مثالیٰ حکم ایزدی پر حرف نہ آنے پائے۔ انسان کا حلم محدود ہے۔ اس کی عقل اور سوچ محدود ہے۔ اللہ کا حکم اور اس کا حلم خیر محدود اور قابل اتباع ہے۔ حام آدمی کا حلم اس کا خواب اللہ کے نبی اور ان کے خواب دنوں برآ بر نہیں ہو سکتے۔ اللہ کے نبی نے ہمیشہ قرآن کے احکامات کو مقدم رکھا۔ اپنی رائے اور سنت کو اس سے بالکل الگ رکھا۔ کبھی حلظہ ملط کر کے ملایا نہیں۔

دنیا کا عذاب عذاب عقیم نہما گیا۔ جب گناہ اور ناقافی حد سے زیادہ بڑھ جائیں اور خدا

To continue please go to ZK2 full_Volume2